www.nafseislam.com

سفید و سیاہ

’’جہانس برگ سے بریلی‘‘ کتابچوں کا جواب

کوکب نورانی اوکاڑوی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ارشادِ ربّانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(اے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ نہ پائیں گے ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں
اللہ اور قیامت کے دن پر کہ وہ (لوگ) محبت کرتے ہوں ان لوگوں سے جنہوں نے عداوت
رکھی اللہ اور اس کے رسول سے اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے
قریبی رشتہ دار۔ یہ (اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت نہ رکھنے والے) لوگ وہ ہیں
جن کے دلوں میں (اللہ نے) ایمان ثبت (نقش) فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن
کی مدد فرمائی اور انہیں جنّتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں
(یہ لوگ) ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور (یہ) وہ (لوگ) ہیں
کہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ لوگ اللہ کا لشکر ہیں۔ (اے لوگو!) آگاہ ہو جاؤ!
بے شک اللہ کا لشکر ہی فلاح پانے والے لوگ ہیں۔

المجادلہ پ ۲۸، آیت ۲۲

علمے کہ رہ بحق ننماید جہالتست

(شیخ سعدی علیہ الرحمۃ)

ادب پیرایۂ نادان و داناست
خوش آں کو از ادب خود را بیاراست
ندارم آں مسلماں زادہ را دوست
کہ در دانش فزود و از ادب کاست

(علامہ اقبالؒ)

انتساب

محبوبِ سُبحانی غوثِ صمدانی شہ بازِ لامکانی
قطبِ ربّانی حضرت ابو محمدؒ محی الدّین شیخ
سید عبد القادر حَسنی حُسینی جیلانی سیّدنا
غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ عنّا
کے نام

اے خدا توفیق ایمانی بدہ
جان و دل را بود عرفانی بدہ

ایں غلام قادری را از کرم
دامن محبوبِ سُبحانی بدہ

کوکبؔ عفی عنہٗ

طبع سوم

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

"سفید و سیاہ" کی دو مرتبہ طباعت اردو اور انگریزی میں اب تک ہو چکی ہے اور تیسری اردو طباعت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ طبع اول میں متن کی ترتیب کے علاوہ بھی کچھ خامیاں تھیں جن کے بارے میں چند قارئین نے بھی نشاندہی کی۔ میں ان تمام احباب کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کو پڑھا' پسند کیا اور طباعت کی اغلاط سے مجھے آگاہ بھی کیا۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

طبع سوم میں دو برس کی تاخیر اس لیے ہوئی کہ مجھے اغلاط کی تصحیح اور متن میں کچھ اضافے کرنے کی مہلت نہیں ملی۔ دریں اثناء میں اپنے دیگر مسودات کی تکمیل میں مشغول رہا' اللہ کریم کا شکر ہے کہ پانچ برس کے عرصے میں میری دس اردو تصانیف اور ان کے انگریزی تراجم متعدد مرتبہ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر مقبول ہوئے۔ "سفید و سیاہ" کی تیسری اشاعت میں کچھ ضروری اضافوں کے ساتھ ساتھ متن کی ترتیب اور اغلاط کی تصحیح کا بھی کسی قدر اہتمام کیا گیا ہے' بایں ہمہ اپنے احباب اور قارئین سے عرض گزار ہوں کہ میری تحریر میں جو غلطی و کوتاہی دیکھیں' مجھے اس سے آگاہ فرمائیں۔ یہ فقیر اپنی ہر (دانستہ اور نادانستہ) خطا و لغزش پر اللہ کریم سے عفو و درگزر کا طالب ہے اور اپنے قارئین سے بھی معذرت خواہ ہے۔

مسعودِ ملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری قابل قدر محقق اور صاحب طرز ادیب ہیں' انھوں نے اس کتاب کے بارے میں گراں قدر خیالات کا اظہار فرمایا ہے' جس کے لیے ان کا سپاس گزار ہوں اور حضرت قبلہ شیخ الاسلام والمسلمین مولانا غلام علی صاحب اشرفی اوکاڑوی دامت برکاتہم القدسیہ نے جس طرح میری حوصلہ افزائی فرمائی ہے اسے اپنے لیے سعادت و برکت جانتا ہوں' اللہ کریم میرے ان بزرگوں کا سایہ تادیر ہم پر سلامت رکھے اور عالمِ اسلام کو ان سے کثیر نفع پہنچائے۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

۱۹۹۵ء

کراچی

کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

تقریظ

از قلم : حضرت سیدی شیخ الاسلام والمسلمین، استاذ العلماء

مولانا ابو الفضل غلام علی اشرفی اوکاڑوی دامت برکاتہم القدسیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

یہ پُرفتن دَور جو اس امر کا پورا مصداق ہے کہ ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

ایسے میں کسی عالمِ دین کا، جسے حق تعالیٰ نے بصیر و خبیر ہونے کے ساتھ فراستِ کاملہ بھی عطا فرمائی ہو، دینِ اسلام، مسلک و مذہب حق اہل سنت و جماعت اور اس کے حاملین کاملین سے دفاع اور اہلِ باطل کے مغالطہ انداز اعتراضات و سوالات کا ٹھوس، صحیح اور مدلل تقریری و تحریری جواب، جہادِ عظیم ہے، اور اس دفاعی جہاد کے ساتھ ان معترضین کی اپنی تصانیفِ معتمدہ ہی سے خود ان کے عقائدِ فاسدہ کاسدہ باطلہ کا ردّ و بطلان مزید، فاضل مؤلف کی وسعتِ نظر و فکر کی بیّن دلیل ہے۔ وہ شخص نہایت ہی خوش قسمت اور صاحب نصیب ہے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس عظیم خدمت دینی کے لیے منتخب فرمالیا ہے جب کہ محض مصالحِ دنیوی کو دینی تبلیغ و اشاعت پر ترجیح دینے والے بہت سے علم و فضل کے مدعی مہربہ لب ہیں۔ فاضل مکرم عالمی مبلغِ اسلام، مؤید مسلک اہل سنت، صاحب التقریر و التحریر علامہ حافظ کوکب نورانی اوکاڑوی سلمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "سفید و سیاہ" کے بعض حصوں کا بغور مطالعہ کیا، پڑھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جزائے خیر اور حق پر استقامت عطا فرمائے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ، چودھویں صدی کے وہ امام و مجدد گزرے ہیں کہ اپنے دور میں ان کا کوئی سہیم و مثیل نہیں تھا۔ اپنے تو اپنے، ان کے شدید ترین مخالفین نے بھی ان کے تفقہ فی الدین کا اعتراف کیا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کلمہ حق کہنے میں وَیجاہدون فی سبیل اللہ لا یخافون لومۃ لائم کے مصداق تھے، اپنے زمانے کے ہر مذہبی و سیاسی فتنے کا انہوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کسی لامذہب اور بدمذہب کو معاف نہیں کیا اور تمام بے دین گمراہ لوگوں کا ایسا مدلل و مُبرہن ردِ بلیغ فرمایا کہ

آج تک کسی باطل پرست کو اعلیٰ حضرت بریلوی پر گرفت کی جرأت نہیں ہوئی بلکہ جواب کے لئے جس کسی نے قلم اٹھایا وہ گڑھے سے نکل کر کنویں میں جا گرا۔ و لنعم ما قال الامام۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

جب حق سبحانہٗ و تعالیٰ اور بارگاہِ رسالت میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے کوئی صحیح جواب نہ ہو سکا تو انہوں نے ضد اور عناد میں اعلیٰ حضرت بریلوی کی بعض عبارات پر مغالطہ دہی، اور حقائق کو مسخ کرنے کے لیے کچھ غلط اور بے جا اعتراض شروع کر دیے، جن کا علمائے حق نے مدلل و مُسکت جواب دیا، یہ کتاب "سفید و سیاہ" بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ فاضلِ مکرم علامہ کوکب نورانی نے نہایت آسان اور تحقیقی انداز میں نہ صرف اہل باطل کے اعتراضات کا قلع قمع کیا ہے بلکہ تمام وہابیوں دیوبندیوں تبلیغیوں کا، ان ہی کتابوں سے ایسا پوسٹ مارٹم کیا ہے، جس کو بنظرِ انصاف پڑھنے کے بعد کسی اعتراض کی گنجائش نہیں رہتی اور وہابیوں دیوبندیوں کی کتب کے حوالہ جات پڑھنے کے بعد ہر قاری بھی یہی کہے گا کہ۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

فاضل مؤلف کو تقریر و تحریر میں جو کمال حاصل ہے اس سے وہ ملک اور بیرونِ ملک میں دین و مسلک کی ایسی بہترین خدمت کر رہے ہیں جو تمام اہلِ سنت و جماعت کے لیے قابلِ قدر و باعث فخر ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں ان کے باکمال والد مرحوم و مغفور کا سچا جانشین رکھے اور ان کی خدمات کو قبول فرما کر اہلِ اسلام کے لیے نافع و مفید فرمائے۔

۱۹۹۵ء
اوکاڑہ

خادم الاسلام والمسلمین فقیر ابو الفضل غلام علی غفرلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

از۔ حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب مظہری

جنوبی افریقا سے ایک انگریزی کتاب "جوہانس برگ سے بریلی" (From Joahannesburg To Bareli) (غالباً) ۱۹۸۸ء میں 'تین حصوں میں شائع ہوئی۔ مصنف کا نام نہیں لکھا گیا البتہ سرورق سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب ڈربن سے شائع ہونے والے ایک کتابچہ کا جواب ہے جس میں بقول مصنف 'علمائے دیوبند کے افکار و خیالات کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا تھا۔ علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی زید عنایتہٗ نے اس انگریزی کتاب کا "سفید و سیاہ" کے عنوان سے اپنے مخصوص انداز میں اردو میں جواب قلم بند فرمایا جو ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا' دوسرا ایڈیشن ۱۹۹۱ء میں شائع ہوا' اب تیسرا ایڈیشن (مطبوعہ ۱۹۹۵ء) آپ کے سامنے ہے۔ "سفید و سیاہ" کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔ تیسرے ایڈیشن میں بعض اضافے بھی کیے گئے ہیں اور ایک سو سات کتب و رسائل سے استفادہ کر کے دلائل و براہین کی روشنی میں علامہ موصوف نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ جس سے انکار مشکل نظر آتا ہے ــــــ

"سفید و سیاہ" میں مخالفین کے اعتراضات اور الزامات کے جوابات کے ساتھ ساتھ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم 'انبیاء علیہم السلام 'حضرات اہل اللہ رحمہم اللہ اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے بارے میں علمائے وہابیہ اور علمائے دیوبند کے افکار و خیالات کا محاسبہ کیا گیا ہے اور زیرِ بحث انگریزی کتاب کی بعض علمی خیانتوں کا تعاقب بھی کیا ہے ــــــ فقیر کے خیال میں دورِ جدید میں علمی خیانت کرنے والے کو پشیمانی اور پریشانی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا ــــــ ایسی باتیں اہل علم کو زیب نہیں دیتیں ــــــ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرت لکھنے والے' آپ کی شان میں قصائد اور نعتیں کہنے والے اور آپ کے ناموس کی حفاظت کرنے والے اور مدافعت کرنے والے خوش

بخت و خوش نصیب ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ یہ سعادت علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی کے حصے میں آئی کہ وہ ناموسِ رسالت کی حفاظت کے لئے سرکف ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور دین و مسلک کی خدمت پر استقامت عطا فرمائے' آمین۔

نکتہ چینیوں اور خردہ گیریوں کا سلسلہ ایک صدی سے زیادہ عرصے سے جاری ہے۔ علمائے حق کی طرف سے اعتراضات اور الزامات کے برابر جواب دیئے جا رہے ہیں مگر اعتراضات کرنے والے اور الزامات لگانے والے' اعتراضات و الزامات برابر دُہرائے جا رہے ہیں ——— دلائل و شواہد پیش کئے جائیں تو قائل ہو جانا چاہیے ——— ضد بحث سے ہماری توجہ دشمنانِ اسلام ہنود و یہود اور نصاریٰ سے ہٹ کر دوسری طرف لگ جاتی ہے اور (ان دشمنانِ اسلام کے خلاف) تبلیغِ دینِ متین کا کام رک جاتا ہے ——— اب وقت آ گیا ہے کہ ہم علمائے حق کی باتوں کو تسلیم کر کے متحد ہو جائیں' ماضی کی غلطیوں کا اعادہ نہ کریں' جن حضرات نے غلطیاں کی ہیں' ان کو ان کے حال پر چھوڑ کر دست کش ہو جائیں اور یکسو ہو کر ایمان کی حفاظت کریں ———

مدت سے یہ سلسلہ جاری ہے' ایک طرف علمائے اہلِ سنت ہیں اور دوسری طرف ان کے مخالفین' (وہ بھی انہیں سے ٹوٹ کر اور انہیں کو چھوڑ کر گئے ہیں) ——— ان کی شکایت یہ ہے کہ "علمائے اہلِ سنت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیوں بڑھاتے ہیں؟" اور علمائے اہلِ سنت کی شکایت یہ ہے کہ ان کے مخالفین "حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کیوں گھٹاتے ہیں؟" ——— شکایتیں تو اور بھی ہیں مگر بڑی شکایت یہی ہے ——— قرآن کریم کی روشنی میں ہم ان شکایات کا فیصلہ خود کر سکتے ہیں۔ قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ محبوبوں اور پیاروں کی شان بڑھانا سنت الٰہی ہے اور شان گھٹانا' ابلیس لعین' کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی عادت ہے ——— یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جب بھی دونوں کا مقابلہ ہوتا ہے تو علمائے اہل سنت ایسی آیات و احادیث تلاش کرتے ہیں جن میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کا ذکر ہو اور ان کے مخالفین ایسی آیات و احادیث تلاش کرتے ہیں جن سے وہ اپنے خیال کے مطابق حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹا سکیں ——— دونوں حضرات کی فکر کی بلندیوں اور پستیوں کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں ——— حقیقت میں محبت کی فطرت یہ ہے کہ وہ نہ

محبوب کی عیب جوئی کرتی ہے نہ اس کی شان میں خردہ گیری پسند کرتی ہے۔ یہ محبت کی فطرت کے خلاف ہے ــــــ وہ تو ہر حال میں محبوب کی تعریف و توصیف سننا پسند کرتی ہے ــــــ آپ خود فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ کس کا انداز فکر محبت کی فطرت کے مطابق اور کس کا انداز فکر محبت کی فطرت کے خلاف ہے؟

محبت کرنے والے وہی ہیں جن کو اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے' یہی حضرات حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم' اہلِ بیتِ اطہار' ازواجِ مطہرات' صحابہ کبار' تابعین' تبع تابعین' ائمہ مجتہدین' محدثین' رضی اللہ عنہم اور حضراتِ اہل اللہ رحمہم اللہ سب سے محبت کرتے ہیں' وہ صرف نفرت کرنے والوں سے نفرت کرتے ہیں ــــــ غور فرمائیں گے تو یہ تاریخی حقیقت سامنے آئے گی کہ ایک دو فرقوں کے علاوہ سارے فرقوں کے اکابر یا اکابر کے اجداد اسی صراطِ مستقیم اور دین حنیف پر تھے جس کو اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے ــــــ دنیا کے سارے دشمنان اسلام سنی حکومتوں یا سنی عوام کے دشمن ہیں ــــــ ایک انگریز نو مسلم ڈاکٹر محمد ہارون نے اس روشن حقیقت کو دیکھتے ہوئے برملا کہا کہ "سنی اسلام ہی سچا اسلام ہے کہ سارا عالم ہی اس کا دشمن ہے' سارے عالم کو اسی کے جذبۂ ایمانی اور جذبہ حریت سے خوف ہے ــــــ"

اس وقت عالمی سازش کے تحت نئے نئے فرقے ابھر رہے ہیں اور فکر و نظر میں انتشار کا سیلاب عظیم امنڈ رہا ہے' ہر فرقہ افرادی قوت' اہل سنت ہی سے حاصل کر رہا ہے' ہم جانے والوں کو سمجھانے کی بجائے چھوڑتے چلے جاتے ہیں' یہ دانائی و حکمت کے خلاف ہے ــــــ اپنی کھوئی ہوئی متاع کس کو عزیز نہیں ہوتی' ہر شخص حاصل کرنے کی آرزو رکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ واپس مل جائے ــــــ ہم کو بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری افرادی قوت ہم کو واپس مل جائے اور ہم متحد ہو جائیں' پھر دنیا اہل سنت و جماعت کی وہی شان و شوکت دیکھے جو ایک ڈیڑھ صدی قبل سلطنت عثمانیہ کی صورت میں دیکھ چکی ہے ــــــ

آمین بجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہ و ازواجہ و اصحابہ وسلم

۷ شوال المکرم ۱۴۱۵ھ

۹ مارچ ۱۹۹۵ء

محمد مسعود احمد عفی عنہ

کراچی

اللّٰہ رَبّ محمد صلّی علیہ وسلّما

پیش نوشت

یہ سعادت میرے لیے ہفت اقلیم کی بادشاہت سے بڑی ہے کہ میرا انتخاب ناموسِ رسالت (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے تحفظ کے لیے ہوا ہے۔ میں سمجھتا ہوں' یہ صرف انتخاب کی بات ہے کہ مبدءِ فیض نے مجھے مدحتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے منتخب کیا ہے۔ یہ ایک ایسا اعزاز ہے جس پر کوئی جتنا بھی ناز کرے کم ہے۔ مدحِ رسول ؐ میرے ربِ کریم کا فرمان واجب الاذعان ہے۔ زبانِ رسالت ؐ اپنے مداح حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے یوں دعاگو ہوتی ہے' اللھم ایدہ بروح القدس (اے اللہ روحِ قدس سے اس کی مدد فرما - مسلم شریف)۔ اور جبریلِ امین! (علیہ السلام) بے شمار شہادتیں تائید کرتی ہیں کہ جبریلِ امین کی تخلیق ہی نبوت کے احترام کے لیے ہوئی ہے۔ وہ روح القدس' جبرائیل (علیہ السلام) آج بھی ناموسِ رسالت ؐ کے محافظوں کی مدد کرتا ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ پسندیدہ کاموں پر اللہ سبحانہ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور فرشتے اس شخص کی نگرانی کرتے ہیں جو "خیر" میں مشغول رہتا ہے۔

یہ عاجز (جسماً) فرشی ہے اور الحمد للہ عقیدے کے اعتبار سے عرشی' اور یوں وہ ہر نوری و قدسی کا ہم عقیدہ ہے۔ ذکرِ رسول ؐ اور مدحتِ رسول ؐ جن کی زندگی ہے' کچھ انہی سے پوچھیے کہ انہیں کیا قلبی سکون اور کیا نشاطِ خاطر نصیب ہوتا ہے' ان کا یقین ہے کہ یہی عشق ان کی نجات کا وسیلہ بنے گا' یہی ایک صداقت' بارگاہِ ایزدی میں ان کی سفارش ہوگی۔ اس خاک پائے آلِ رسول ؐ کی بھی بس ایک ہی آرزو ہے کہ لمحہ لمحہ' مدنی تاج دار' آقائے نام دار (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذکر میں بسر ہو' فردوسِ بریں میں انہی

کے غلاموں کے پہلو میں کوئی گوشہ میسر آجائے اور کسی دُنیوی چیز کی طلب نہیں ہے۔

"ورفعنا لک ذکرک" ارشادِ ربانی ہے۔ اپنے محبوبؐ کا ذکر تو خود خالقِ کائنات نے بلند کیا ہے۔ ہماری بساط کیا کہ اس محبوبِ باری کے جمال کا بیان کر سکیں اور رسولؐ کی عظمت کو ہماری سعی و کاوش سے کیا علاقہ' ہم بے مایہ اس کی توقیر و جلال میں کیا اضافہ کر سکیں گے' یہ ہم اہل دنیا کے امکان میں نہیں۔ یہ بیان تو آسمانوں پر سرفراز جبریلِ امین کا وصف ہے اور یہ تو اس وحدہٗ لاشریک خالقِ ارض و سما کا شیوہ ہے۔ اتنا ہی ہم غلاموں کے لیے بہت ہے کہ ہم اس آقا کے نام لیوا ہیں' اس کی توصیف میں ہمارا ذکر ہمارے امکان کے بہ قدر ہے' ہماری توفیق کے مطابق ہے اور یہ فقیر یہی کہتا ہے کہ جتنی توفیق ملی ہے اور جو استطاعت عطا کی گئی ہے' وہ کیوں نہ اپنے ماویٰ و ملجا کے نام کردی جائے' یہ سارے شب و روز اسی کی یاد میں اور اسی کے احوال و اذکار کے لیے کیوں نہ وقف کردیئے جائیں۔ اس سے بڑا وظیفہ' زندگی کا اس سے بہتر سلیقہ کوئی اور ہو تو اس ہیچ مدان کو بتایا جائے' اور رومی و جامی' سعدی و رازی سے پوچھا جائے کہ مدحتِ رسولؐ میں لفظوں کی خوشہ چینی کرتے ہوئے کیوں انہوں نے عمریں تمام کردیں' ساری زندگی الفاظ و انداز کے انتخاب میں رات دن ایک کیئے رہے' کہ کوئی ایک ایسا لفظ اور پیرایہ مل جائے جو بارگاہ میں قبول ہو جائے۔ جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا ہے' اسے ان یگانہ روزگار عالموں اور ثناخوانوں سے نسبت ہے اور اسے تو ربِ کریم سے نسبت ہے کہ اس کی کتاب سربہ سرمدحتِ رسولؐ ہے' یہ بنائے رسولؐ بر بنائے رسولؐ ہے۔ قرآن' اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور نبیِؐ آخر الزمان کا حق ہے۔ میرا ایمان ہے ہمارے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو قرآن نہ ہوتا' اور کچھ بھی نہ ہوتا۔

اس خاک سار نے اپنے لیے ذِکرِ رسولؐ کے علاوہ ایک اور وظیفہ بھی طے کیا ہے' ان افترا پردازوں کی سرکوبی کا' جو اس کے آقا کے بیان میں کجی و کج روی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ میرے پاس ایک زبان اور ایک قلم ہے اور میرے حصے میں جو

توانائی ودیعت کی گئی ہے' میں اپنے آپ سے اور اپنے ہر ہم نسبت وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ' آخری سانس تک ان زبان درازوں سے نبرد آزما رہوں گا جو میرے رسولؐ کے تذکرے' اس والا مرتبت کے عزّو شان میں ناقابلِ برداشت اور ناقابلِ معافی کوتاہیاں کرتے ہیں۔ جسے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و تقدیس پر کوئی شک ہے' اس کے حواس و ادراک میں ضرور کوئی نقص ہے۔ جو ان (رسولؐ) کی عصمت و عظمت پر حرف گیری کرتا ہے' وہ انسانیت کے جوہر سے عاری ہے۔ اس نے میرے رسولؐ کو جانا ہی نہیں۔

ستم ظریفی یہ کہ جو خود کو اسلام کے حامی اور پیروکار کہتے ہیں' کچھ وہی' رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دُشنام تراشتے ہیں' ان کے طَور طریقے شیطان کے مماثل ہیں۔ وہ شیطان ہی تھا جس نے سب سے پہلے' نبوت کے منصب و عظمت کو تسلیم نہیں کیا۔ نمرود' فرعون' ابوجہل' ولید بن مغیرہ شیطان ہی کے روپ تھے۔ خود قرآن شاہد ہے کہ نبیؐ پر اعتراض کافروں اور منکروں کا طریقہ' اور نبوت کی عصمت و تقدیس' صداقت و عظمت کا بیان اللہ کی سنت ہے۔ اور شریعت و سنت کا فرمودہ ہے کہ فرائض میں بوجوہ رعایت ہو سکتی ہے' نماز کھڑے ہو کر ممکن نہیں تو بیٹھ کر یا اشاروں سے ادا کی جا سکتی ہے' مگر تعظیمِ رسولؐ کے باب میں کوئی رعایت نہیں۔ قرآن میں وضاحت ہے' اللہ تعالیٰ اپنے حبیبؐ سے کہتا ہے' اگر اپنے کریمانہ خُلقِ عظیم' اپنی شانِ رحمت کے پیشِ نظر تم اپنے گستاخ کے لیے ہم سے درگزر کی درخواست بھی کرو تو ہم اس گستاخ کو ہرگز معاف نہیں کریں گے' محبوبؐ کی گستاخی کا گناہ ناقابلِ معافی ہے۔ ان گستاخوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا کیا ہرزہ سرائیاں نہ کِیں.......

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ' انہوں نے نبیؐ کے علم کو شیطان ملعون کے علم سے کم تر قرار دیا اور انہوں نے نبیؐ کے علمِ غیب کو جانوروں اور پاگلوں سے تشبیہ دی۔ یہ کون لوگ ہیں جو نبیؐ کا کلمہ پڑھتے ہیں اور نبیؐ کے کمالِ نبوت اور جمالِ صداقت پر جنہیں شبہ ہے۔ اوروں کی بات کیا کیجیے' وہ تو کلمہ گو نہیں مگر جو اسلام کا محراب و منبر سجائے بیٹھے

ہیں اور دینِ محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا ذکر، جن کا روز نہ بنا ہوا ہے، انہیں تو کچھ لحاظ رکھنا چاہئے کہ ان کی بات کہاں تک جارہی ہے، یہ گستاخی کے زمرے میں داخل ہورہی ہے۔ کہاں مقامِ ادب ہے، کہاں تک تمہیں اختیار ہے؟ یہ دعوئی دارانِ حق تو بنیادوں ہی کو ہلا رہے ہیں۔ یہ تو اس شاخ کو کاٹنے کے درپے ہیں جس پر ان کا بسیرا ہے۔

یہ بڑی دل سوزی اور دل آزاری کی باتیں کرتے ہیں۔ انہیں اندازہ نہیں کہ ان کے ٹولے میں کسی سربر آوردہ پر تین حرف بھیجے جائیں تو ان کا کیا حال ہو، یہ تو اپنا ہوش کھودیں۔ انہیں کچھ خیال نہیں ہوتا کہ اللہ کے حبیبؐ کی توہین و تنقیص کے بیان سے اللہ کے حبیبؐ (روحی فداہ) کے غلاموں کے دل پر کیا گزرتی ہوگی..... یہ تو سراسر محبت و عقیدت کا معاملہ، عشق کا مسئلہ ہے، عاشق کے سامنے ذرا اس کے محبوب جاں فزا کی خامی بیان کر کے دیکھئے، وہ تو دریدہ دہن کا منہ نوچ لے گا..... یہ گستاخ کہتے ہیں "اللہ کے نبیؐ ہماری ہی طرح کے ایک بشر تھے۔" "نبیؐ تو پھر نبیؐ ہے" یہ فقیر چیلنج کرتا ہے کہ اپنے نام نہاد گروہِ مشائخ میں "ایک غوثِ اعظمؒ میرے شاہ جیلاں کا مثیل ہی دکھادو۔ یہ کہتے ہیں "نبیؐ" سے بھی ویسی ہی غلطیوں کا صدور ہوتا تھا جیسی عام انسانوں سے سرزد ہوتی ہیں۔" اور کہتے ہیں "نبیؐ کو کیا خبر!" اور یہ لوگ "اللہ تعالیٰ کے لیے کہتے ہیں کہ "اللہ ہر وقت ہر غیب سے باخبر نہیں، جب کبھی اسے جس غیب کا حال جاننے کی ضرورت ہوتی ہے، جان لیتا ہے..... اللہ جھوٹ بول سکتا ہے اور اس نے جھوٹ بولا۔" یہ (بزعمِ خود) صاحبانِ فہم و ادراک، ایسی "اونچی اونچی" واہی تباہی کرتے ہیں.......

ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی عام آدمی نبیؐ نہیں ہوسکتا، جسے نبوت عطا ہوئی وہ عام آدمی نہیں رہا، وہ "نبیؐ" ہوگیا، اور نبیؐ "اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ قادرِ مطلق ہے۔ یہ اختیار کائنات میں کسی کے پاس نہیں کہ وہ کسی کو نبیؐ قرار دے دے اور عوامُ الناس میں سے کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ ایک اور نبوت کا اعلان کردے۔ نبیؐ صرف نبیؐ ہوتا ہے۔ کامل اور مطلق نبیؐ "اللہ کا فرستادہ، اس کا پیغام بر۔ یہ منصب اللہ

تعالیٰ نے اسی کو عطا کیا جسے اس نے اس جلیل منصب کا اہل بنایا، ہزاد ار جانا، ہر کس و ناکس کو نہیں۔ کوئی شخص اپنے جسم کا رواں رواں اپنے اللہ کے لیے وقف کر دے اور اس کا ہر لمحہ یادِ الٰہی میں بسر ہوتا ہو، اس نے دنیا سے کنارہ کر لیا ہو اور زندگی سر بسر اللہ کی بارگاہ کی نذر کر دی ہو، اسے بھی اللہ تعالیٰ نبیؑ کا مقام نہیں دیتا۔ نبیؑ کا مقام، نبیؑ کی فضیلت اس نے انہی کو عطا کی جنہیں اس نے اپنا مقربِ خاص، اپنا مقبولِ بارگاہ بنایا اور اللہ نے رسولِ کریم، نبیِؐ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سلسلہ ختم کر دیا۔ میرے آقا پیارے مصطفیٰ محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس (اللہ) کے التفاتِ خاص کا اس سے بڑا ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔

اس ناچیز نے زیرِ نظر کتاب سے پہلے اپنی کتاب "دیو بند سے بریلی" میں گستاخانِ رسولؐ سے اہلِ سنت و جماعت کے اختلاف کے حقائق پر گفتگو کی تھی اور اپنی دانست میں اس اختلاف کا حل بھی تجویز کیا تھا۔ وہ کتاب "مولانا اوکاڑوی اکادمی العالمی" کی طرف سے جنوبی افریقا میں انگریزی اور پاکستان میں اردو میں شائع ہو کر بفضلہٖ تعالیٰ بہت مقبول ہوئی اور ہزاروں کے عقائد کی اصلاح کا سبب بنی۔

تبلیغِ دین کے سلسلے میں جنوبی افریقا کے دوسرے سفر میں اس خاکسار کو وہاں کے احباب نے "جوہانس برگ سے بریلی" نامی تین کتابچے دیئے اور ان کے مندرجات کے بارے میں وضاحت چاہی۔ جنوبی افریقا میں اپنی شبانہ روز مصروفیت کی وجہ سے میں ان کتابچوں کا مطالعہ یک سوئی سے نہ کر سکا، تاہم چند صفحات کی ورق گردانی سے یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ وہ تینوں کتابچے ہم اہلِ سنت و جماعت کے خلاف نہایت سطحی اور پست زبان میں تحریر کیے گئے ہیں اور بہتان و اتہام کا پلندہ ہیں۔ میں نے جنوبی افریقا میں اپنے احباب سے ان کتابچوں کا جواب لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ ربّ العزت جلّ مجدہٗ الکریم کا کرم اور اس کے محترم و مکرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت ہے کہ یہ خادمِ اہلِ سنت، اب ان کتابچوں کے جواب کا پہلا حصہ شائع کرنے میں کام یاب ہو گیا ہے۔ میری کوشش رہی ہے کہ "جوہانس برگ سے بریلی" کے مصنف اور دیو بندی ازم کے

پیروکاروں کے چہرے انہی کے آئینے میں دکھاؤں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں گے کہ تمام اعتراضات کے جوابات علمائے دیوبند کی تحریروں سے دیئے گئے ہیں۔ جنوبی افریقا کے دوسرے سفر میں دیوبندی وہابی تبلیغیوں کے سب سے بڑے مرکزی ادارے "ممیاز فارم" میں اتمامِ حجت کے لیے خود جاکے میں نے عرض گزاری تھی کہ میرے کتب خانے میں علمائے دیوبند کی کتب موجود ہیں اور انہی کتابوں سے یہ خادم 'اہلِ سنت و جماعت کے ان عقائد و اعمال کے صحیح ہونے کا ثبوت پیش کرے گا' جن کے لیے دیوبندی وہابی تبلیغی علماء 'ہم اہلِ سنت و جماعت کو مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں۔

یہ وضاحت ضروری ہے کہ یہ فقیر ہرگز انتشار و افتراق کا حامی نہیں۔ عالم اسلام کی یک جہتی کے لیے اس کی جان قربان ہے' لیکن یک جہتی سے مراد مصلحت آمیز خاموشی اور منافقت نہیں ہونی چاہئے۔ معاندانہ رویے شدومد سے جاری ہوں' حقائق مسخ کرنے' خلقت کو گم راہ کرنے اور بنیاد ہی پر کاری ضربیں لگانے کا عمل جاری ہو' تو میرے نزدیک خاموشی ایک گناہ ہے' بدتر از گناہ۔ یہ کوئی مصلحت نہیں' یہ شیوہ سیاست کاروں کا ہے اور ان ہی کو زیب دیتا ہے۔

اگر یہ کوئی سازش ہے تو اسے بے نقاب کرنا میرے لیے لازم ہے۔ خود علمائے دیوبند کے حوالہ و حواشی سے مقصود یہ ہے کہ حقیقت جُو اور طالبانِ حق اس "سفید و سیاہ" سے اچھی طرح جان لیں کہ اتہام طرازوں کا اپنا دامن کس قدر آلودہ ہے' ان کے قول و فعل میں کیسا تضاد ہے۔ اس کتاب میں "جوہانس برگ سے بریلی" کے تین حصوں کے مندرجات کا سطر بہ سطر تفصیلی جواب تو نہیں ہے' لیکن بحمد اللہ اس خاک نشیں نے تمام اعتراضات کے جوابات کا مجموعی طور پر احاطہ کیا ہے۔

یہ ہمارے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس کا معاملہ ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ سارے جہان' تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ ان کا عشق' حیاتِ جاودانی ہے' ان کی عزت اور سربلندی کے لیے ہمارے سر حاضر ہیں۔ ان کی جناب میں اونچی آواز میں بات کرنے والے ہمارے نزدیک نادہند ہیں' ایسے نادہندوں کی سرکوبی' بے نقابی عین

جہاد ہے۔

اللہ سبحانہ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ اس پُر تقصیر کی مساعی' دیوبندی وہابی ازم کے حامیوں کے لیے دعوتِ فکر اور صحیح العقیدہ اہلِ سنت و جماعت کے لیے قرآن و سنت کے مطابق صحیح عقائد و اعمال پر استقامت کا باعث ہوں گی' انشاء اللہ تعالیٰ۔

میرے لیے دعا فرمایئے کہ اللہ کریم اپنے حبیبِ کریم علیہ التحیۃ وَالتسلیم کے دین کی تبلیغ و اشاعت کے لیے مجھ ناتواں کی خدمات قبول فرمائے' مجھے میرے آقا کی عزت و عظمت کے تحفظ کے لیے علمِ نافع اور شرحِ صدر عطا فرمائے' احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے مجھے اپنی تائید و نصرت سے نوازے۔ آمین

"جوہانس برگ سے بریلی" کتابچے انگریزی میں ہیں' ان کتابچوں کا جواب انگریزی میں بھی دیا گیا ہے جسے "مولانا اوکاڑوی اکادمی العالمی" (جنوبی افریقا) کے ناظمِ اعلیٰ مولانا محمد بانا شفیعی قادری ڈربن سے شائع کر رہے ہیں۔

ضیاء القرآن پبلی کیشنز کے کار پرداز جناب محمد حفیظ البرکات شاہ نے مشہور خطاط تہذیب امروہوی کی خطاطی پر مشتمل "نوری نستعلیق" کا کمپیوٹر پلان حاصل کر لیا ہے۔ اس کتاب کا اردو متن اسی خطاطی میں شاہ صاحب کے تعاون سے منتقل ہو کر زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا ہے۔

مسودہ بینی (پروف ریڈنگ) کے لیے حبیبِ محترم سید قمر نسیم کی دیدہ ریزی کا شکریہ واجب ہے اور اپنے رفیقِ جاں' پیرِ مغاں جناب شکیل عادل زادہ کے ہر طرح تعاون پر اس کے سوا اور کیا کہوں۔

ہر مُو مِرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے

کراچی ۱۹۸۹ء

کوکبِ نورانیِ راِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم شفیع

(اوکاڑوی غفرلہ)

بسمِ اللّٰہ وَالحمدُ للّٰہِ وَالصلوٰۃ والسلامُ علیٰ رسولِ اللّٰہ

یہ خادمِ اہلِ سنت ایک مختصر کتاب "دیوبند سے بریلی (حقائق)" کے عنوان سے اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کرچکا ہے۔ اس کتاب کے مندرجات میں سُنّی (بریلوی) اور دیوبندی وہابی اختلاف کی بنیادی حقیقت اور اس اختلاف کے خاتمے کا حل تھا۔ "میں نہ مانوں" تو لاعلاج مرض ہے تاہم ہر خردمند، حقیقت پسند اور مُنصف مزاج نے اس کتاب کے مندرجات سے بخوبی جان لیا ہوگا کہ حق کیا ہے اور یہ اختلاف جو دو گروہوں کے درمیان ہے وہ قطعی اور اصولی ہے۔ اللہ سبحانہ کا فضل و احسان ہے کہ اس ناچیز کی وہ کتاب مقبول ہوئی اور ہزاروں افراد کے لیے اصلاح عقائد اور حق پر ثبات کا باعث بنی۔ اس کا سبب میرے الفاظ یا انداز نہیں تھے بلکہ محض قوتِ حق اور فیضِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ہی کی کارفرمائی تھی۔

معاندین و مخالفین نے یہ بھی کہا کہ "یہ کون سی اسلام کی خدمت ہے، کام کرنا ہے تو غیر مسلموں کے خلاف کرو۔ معاشرے کی ترقی کے لیے کام کرو، وغیرہ وغیرہ۔" حیرت ہے یہی کچھ ان سے کہا جائے تو ان کی جبیں، شکن آلود ہوجاتی ہے۔ تاہم اس کے جواب میں پہلی بات یہ عرض ہے کہ معاندین کی دشمنی اور مخالفت اگر صرف ضد اور ہٹ دھرمی کی بنیاد پر ہو تو ایسے جملے پُراثر نہیں ہوتے کیوں کہ ان باتوں کے پسِ پردہ دراصل یہ راز کارفرما ہوتا ہے کہ انہیں (معاندین کو) بے نقاب نہ کیا جائے اور ان کی مذموم کارروائیوں کا نوٹس نہ لیا جائے تاکہ ان کا کاروبار چلتا رہے، ورنہ یہ ظاہری بات ہے کہ ان کی اصلیت جان لینے کے بعد لوگ ان کے ہم نوا نہیں ہوں گے۔ دوسری بات یہ کہ معاندین غالباً تصویر کا ایک ہی رُخ دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں اور وہ بھی اپنی کم نگاہی کے سبب پوری طرح اور صحیح نہیں دیکھتے اور اگر دونوں رخ صحیح طرح دیکھ لیں تو پھر اختلاف کی گنجائش نہیں رہتی، کیوں کہ حقیقت کو جھٹلانا آسان نہیں ہوتا۔ تیسری بات یہ کہ وہ اپنے خودساختہ آقاؤں کے دست نگر اور جی حضوریے ہوتے ہیں۔ شعور،

عقل، فہم اور اخلاق کی کوئی خوبی انہیں حاصل نہیں ہوتی۔ اگر کسی قدر ہو تو اسے استعمال کی اجازت نہیں ہوتی ہے کیوں کہ جب کوئی کسی کے ہاتھوں بک جاتا ہے تو پھر اپنی دانست اور مرضی کی کیا گنجائش رہ جاتی ہے۔ چوتھی بات یہ کہ جسے منفی سوچ کی عادت ہو جائے اس سے مثبت فکر کی توقع حماقت ہے۔ پانچویں بات یہ کہ اپنے مقابل کو اپنے آئینے میں دیکھنا اور حقیقت سے چشم پوشی جس کا شیوہ ہو اس سے مبنی بر حقیقت رائے کی امید، عبث ہے۔

افسوس کہ ان دیوبندیوں وہابیوں کو علمائے حق اہلِ سنت و جماعت کی بے مثال خدمات سے آگہی کے باوجود، حقیقت کے اعتراف کا حوصلہ نہیں، علمائے دیوبند کی تحریر و تقریر گواہ ہے کہ شائستگی سے انہیں کوئی سروکار نہیں، مگر سچ پوچھیے تو ہم اہلِ سنت کو کوئی نقصان نہیں، بلکہ جب یہ ہمیں اپنی دشنام طرازی کا ہدف بناتے ہیں تو ایک گونہ قلبی مسرت ہی ہوتی ہے اور وہ اس بات کی کہ جتنی دیر ہم ان کا موضوع رہتے ہیں، کم از کم اتنی دیر تو ہم ان کو اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عیب ذات بابرکات کی شان میں گستاخی و بے ادبی سے روکنے کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہی کامیابی کیا کم ہے، بلکہ اپنی ذات کی حد تک تو میں یہ چاہوں گا کہ یہ مجھے جو چاہیں کہہ لیں مگر خالق و مخلوق کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں گستاخی و بے ادبی کر کے ہماری ایمانی غیرت کو نہ للکاریں۔

میں کیا اور میری حقیقت کیا! اللہ کی پوری کائنات میں کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ شانِ مصطفویؐ سے پوری طرح واقف ہے۔ اللہ کے پیارے رسولؐ اور مقصودِ کائنات کو اپنے جیسا بشر یا محض بشر کہنے والے یہ (دیوبندی وہابی تبلیغی) زبان دراز ایک انسان کی قوت و صلاحیت اور خصوصیات کا کماحقہ ادراک نہیں کر سکتے، چہ جائیکہ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حد وغیرہ بیان کی جا سکے، حضرت بایزیدِ بسطامی، مولانا رُوم، شیخ سعدی، مولانا جامی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہم الرحمہ جیسے عارفوں نے تو اپنے عجز کا اظہار کیا لیکن یہ زبان دراز برملا لکھتے کہتے ہیں کہ "حضور صلی

اللہ علیہ وسلم ہمارے ہی جیسے بشر تھے۔" (معاذاللہ)

ہم اہلِ سنت وجماعت تو بس اتنا جانتے ہیں کہ۔

وہ خدا نہیں بخدا نہیں، وہ مگر خدا سے جدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں، یہ محب حبیب کی بات ہے

تم ذاتِ خدا سے نہ جدا ہو نہ خدا ہو
اللہ ہی کو معلوم ہے کیا جانئے کیا ہو

تیرے تو وصف عیبِ تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اللہ کی سر تابہ قدم شان ہیں یہ — اِن سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے اِنہیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

لایمکن الثناء کما کان حقہ، — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

علمائے حق اہل سنت کے کارہائے نمایاں ان کور چشم، کوتاہ بینوں کو کہاں نظر آئیں گے، مشہور فارسی شعر ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمہ آفتاب راچہ گناہ

(اگر چمگادڑ کو دن کا اجالا نظر نہیں آتا تو اس میں سورج کا کیا قصور (خطا) ہے؟)

مجھے اگر اپنے گرامی قدر اساتذہ ومشائخ کا فیضان میسر نہ ہوتا تو شاید میں بھی دیوبندی وہابی تبلیغی مکتبہ فکر کے لوگوں کی طرح اپنی زبان وقلم کو ناشائستہ کر لیتا مگر باری تعالیٰ کا بے پناہ شکر واحسان ہے کہ اس نے مجھ گناہ گار کو اس حرکتِ بد سے محفوظ رکھا۔

میری دعا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمان واخلاق میں کمال درجہ پاکیزگی عطا فرمائے، آمین۔

انگریزوں اور ہندوؤں کے پروردہ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی' مشرکہ عورت اندرا گاندھی جی کی مدح و ستائش کر سکتے ہیں۔ انہیں' اللہ سبحانہ کا ہر دشمن بہت عزیز ہے' اللہ سبحانہ کے ہر پیارے سے انہیں فطری بیر ہے۔ اپنا اپنا نصیب ہے۔ ہم تو شکر کرتے ہیں اپنے خالق و مالک اللہ کریم کا' کہ اس نے ہمیں اپنی اور اپنے پیاروں کی محبت سے سرشار کیا ہے۔ بلاشبہ یہ معمولی نعمت نہیں' یہ محض اس کا کرم ہے۔ اگر ہم تمام زندگی ہر لمحہ شکرانہ ادا کرتے رہیں تو بھی حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیاروں کی محبت میں ہمیں زندہ رکھے اور اپنے پیاروں کی ناموس کے تحفظ کے لیے ہماری خدمات قبول فرمالے اور اپنے پیاروں کی غلامی میں ہمارا حشر فرمائے' آمین۔

اللہ نے عقلِ سلیم سے انسان کو نوازا ہے۔ یہ عقل سوچنے سمجھنے کے لیے ہے۔ ہر ایمان والا جانتا ہے کہ "صحابی" اس شخص کو کہتے ہیں جس نے دنیاوی زندگی میں ایمان کے ساتھ' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل کیا ہو اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہُوا ہو۔ اور اس زیارت کا ثمرہ یہ ہے کہ کوئی غیر صحابی اپنے ہر کمال کے باوجود صحابی کے مرتبے کو نہیں پا سکتا۔ ظاہر سی بات ہے کہ جس نبیؐ کے صرف دیکھنے سے یہ رتبہ مل جائے خود اس نبیؐ کا اپنا مقام و مرتبہ کتنا ہو گا! مگر یہ بات ان عقل کے اندھوں کی سمجھ سے بالا ہے' کیوں کہ جب دین ہی ان کے پاس نہ رہا تو عقل کب رہ گئی۔

؎ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

اللہ سبحانہ ہمیں تمام بے ادبوں اور بے ادبی سے' ہر بدعقیدہ' ہر بدعقیدگی اور اس کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے' آمین۔

اس خادم اہل سنت کا تادم تحریر دو مرتبہ جنوبی افریقا جانا ہوا۔ مجھے احباب نے وہاں "جوہانس برگ سے بریلی" پمفلٹ کے تین حصے دیئے' جنہیں "دی کونسل فار دی پرو پگیشن آف دِی سُنتس آف اسلام" پی۔ او بکس 749' لے نیزیا' 1820' جوہانس برگ' (جنوبی افریقا) کی جانب سے شائع کیا گیا۔ ان کتابچوں پر لکھنے والے کا نام درج

نہیں ہے۔ البتہ آخری صفحے پر "سلیمان قاسم" ایک نام لکھا ہے۔ نہیں معلوم یہ تحریر کس کی ہے؟ (☆) تاہم کتابچوں کے سرورق پر یہ درج ہے کہ "یہ کتابچہ بریلویوں کے شائع کردہ پمفلٹ کے جواب میں لکھا گیا ہے کیوں کہ بریلویوں کے پمفلٹ میں علمائے دیوبند کے عقائد کو غلط بیان کیا گیا ہے۔" میں نے تینوں پمفلٹ دیکھے اور یہ سوچتا رہ گیا کہ خود کو علمائے حق کہنے والے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی ہرگز اللہ سے نہیں ڈرتے اور نہ ہی انہیں اپنی عاقبت کی فکر ہے' ورنہ ان کا وتیرہ یہ نہ ہوتا۔

یہاں میرا یہ اعتراف ضروری ہے کہ جس کتابچے کے جواب میں "جوہانس برگ سے بریلی" کتابچے تحریر کیے گئے ہیں' سنی بریلویوں کا وہ کتابچہ میری نظر سے نہیں گزرا' تاہم "جوہانس برگ سے بریلی" کتابچوں کے مندرجات پڑھنے کے بعد سُنّی بریلویوں کے اس کتابچے کے مطالعہ کی چنداں ضرورت بھی نہیں رہی' کیوں کہ میں دو دہائیوں سے زیادہ عرصے سے دیوبند کے "خودساختہ علمائے حق" کی روش اور تحریر و تقریر سے خوب واقف ہوں۔ جن حضرات کی نظر سے "جوہانس برگ سے بریلی" کتابچے گزرے ہیں' وہ اس کتابچے کے مصنف کا لب و لہجہ اور انداز خود ہی ملاحظہ فرمالیں کہ انہوں نے جن باتوں پر اعلیٰ حضرت' مجددِ دین و ملت' امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف زبانِ قلم کو آلودہ کیا ہے' اسے دیوبندیوں کی قسمت کی خرابی کہیے کہ وہی باتیں خود دیوبند کے خودساختہ علمائے حق کے قلم سے دیوبندیوں وہابیوں کے خلاف' ان کی اپنی تحریروں میں موجود ہیں۔ فرق یہ ہے کہ وہی بات اگر امام اہلِ سنت بریلوی علیہ الرحمہ کہتے ہیں تو ان کو گالیاں دی جاتی ہیں اور وہی باتیں علمائے دیوبند کہتے ہیں تو دیوبندیوں کو عدل و انصاف یاد نہیں رہتا۔ وہ اپنے بڑے ملاؤں کو اگر واقعی "علمائے حق" مانتے ہیں تو ان کی دونوں تحریروں کو سامنے رکھ کر عدل

(☆) "جوہانس برگ سے بریلی" کتابچے لکھنے والا یقیناً کوئی دیوبندی وہابی (نام نہاد) عالم ہی ہوگا مگر اسے اپنے لکھے پر' نیز اپنے عقائد پر یقین و اعتماد نہیں ہوگا اس لیے اس نے رسوائی کے ڈر سے اپنا نام نہیں لکھا' وہ کوئی منافق ہی ہوگا اور اس نے اپنا اصلی چہرہ چھپانا چاہا ہے۔

وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے دیانت دارانہ فیصلہ کیوں نہیں کرتے' اپنے ہی بڑوں کے فتوے کیوں نہیں مانتے؟

اگر چاہوں تو قارئین کے سامنے وہ سب عبارات بھی پیش کردوں جن سے دیوبند کے اکابر علماء کی کتابیں بھری پڑی ہیں' مگر ان تمام غلیظ عبارتوں کو نقل کرنے کے لیے میری غیرتِ ایمانی متحمل نہیں ہوتی۔(☆) قارئین سوچیں گے کہ ایسی کون سی عبارتیں ہیں؟ آپ نے "پورنوگرافی" کی اصطلاح سنی ہوگی لیکن دین ومذہب کے ٹھیکے دار کہلانے والے دیوبندی وہابی علماء کی ان تحریروں کے سامنے پورنوگرافی کے لفظ بھی ہلکے معلوم ہوتے ہیں۔

قارئینِ محترم! میرا مقصد دل آزاری یا کِذب بیانی نہیں۔ (اللہ سبحانہ مجھے ہر برائی سے محفوظ رکھے)۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ یہ گندم نما جَو فروش (دیوبندی وہابی تبلیغی) تبلیغ دین کی آڑ میں جو کچھ لکھتے اور کہتے ہیں وہ باعثِ شرم وعار ہے۔ حیرت ہے کہ غلط جملوں کی وضاحت کرنا انہیں اچھا لگتا ہے مگر غلط کو غلط کہنا انہیں گوارا نہیں۔

قارئینِ کرام! ہر ذی عقل' خرد مند' صاحبِ دانش وشعور یہ جانتا ہے کہ گالی بہرحال گالی ہے۔ لاکھ وضاحتیں کرلیجیے' گالی کو نیک دعا نہیں کہا جاسکتا۔ ہم بھی دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات سے یہی کہتے ہیں کہ ان کے بڑے علماء کی کفریہ اور نازیبا جو عبارتیں ہیں' یہ ان کو اپنے ہی علماء کے فتوؤں کے مطابق بھی جب تک کفریہ اور غلط تسلیم نہیں کرتے اور ان عبارات کے قائل اور قابل (ماننے والے اور قبول کرنے والے) ہونے کا انکار نہیں کرتے' جھگڑا برقرار رہے گا۔

مشہور مثال ہے کہ دیہات کے چند افراد ایک عالمِ دین کے پاس گئے اور کہا کہ ہمارے گاؤں میں پانی کا کنواں ہے' اس میں کُتا گر کر مرگیا ہے۔ بتایئے اس کنویں کے پانی کو پاک کرنے کی کیا صورت ہے؟ عالمِ دین نے کہا کہ اتنے ڈول (کنویں سے پانی نکالنے کا برتن) پانی کے کنویں سے نکالو' پانی پاک ہوجائے گا۔ وہ دیہاتی گئے اور اتنے

(☆) البتہ کچھ عبارتیں اس کتاب کے آخر میں دعوت فکر کی غرض سے (مجبوراً) شامل کی گئی ہیں۔

مقدار میں پانی نکال دیا مگر پانی میں بدبو بدستور تھی۔ وہ پھر عالم دین کے پاس آئے اور ماجرا سنایا۔ عالم دین نے پوچھا کہ تم نے کُتّے کو پہلے نکالا یا کُتا ابھی تک کنویں ہی میں ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے کُتا تو نہیں نکالا۔ عالم دین نے کہا کہ جب تک کنویں سے کُتّے کو نہیں نکالو گے اس وقت تک خواہ کتنی مقدار میں پانی نکالتے رہو' بدبو برقرار رہے گی۔ پہلے کُتا کنویں سے نکالو پھر اتنی مقدار میں پانی نکالو پھر دیکھنا کہ بدبو جاتی ہے یا نہیں!

قارئینِ محترم! کچھ یہی معاملہ دیوبندی وہابی تبلیغی گروپ کا ہے۔ جب تک یہ لوگ اصل وَجہِ نزاع کو ختم نہیں کرتے' غلط اور کفریہ عبارات کے قائل اور قابل ہونے کا انکار نہیں کرتے' لاکھ وضاحتیں کرتے رہیں' جھگڑا جُوں کا تُوں ہی رہے گا۔

لگے ہاتھوں ذرا یہ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ جھوٹ' کِذب بیانی' دروغ گوئی اور حقیقت سے چشم پوشی اور دوسروں کی آنکھوں میں دُھول جھونکنے کی مذموم کوشش کرنا ان کی عادت ہے۔ غالباً ان کا خیال ہے کہ دنیا میں باقی سب اندھے بہرے بستے ہیں۔ ذرا ان کے جھوٹ کی کچھ مثالیں ملاحظہ فرمائیے اور خود فیصلہ کیجئے کہ یہ دیوبندی وہابی کس قدر جھوٹے ہیں۔

❑ "جوہانس برگ سے بریلی" پارٹ ۱ کے صفحہ ۲ پر ہے کہ "علمائے دیوبند کا محمد بن عبدالوہاب نجدی (وہابی فرقے کے امام) سے کوئی تعلق نہیں۔ اس کے مشن سے انہیں کوئی سروکار نہیں' نہ ہی وہ ان کا روحانی قائد ہے' نہ ہی ان کی اس سے ملاقات ہوئی بلکہ علمائے دیوبند' اہلِ سنت و جماعت ہیں اور حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔" (☆)

اس عبارت میں علمائے دیوبند کے لیے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ وہ وہابی نہیں ہیں اور امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی سے انہیں کوئی سروکار نہیں۔ اس کا جواب خود علمائے دیوبند کی تحریروں سے حاضر ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

مشہور دیوبندی مناظر محمد منظور نعمانی کی کتاب "شیخ محمد بن عبدالوہاب اور

☆ یعنی ان کے نزدیک بھی یہ تسلیم اور طے شدہ بات ہے کہ "وہابی" اسے کہتے ہیں جو ابنِ عبدالوہاب سے کسی طور وابستہ یا اس کا حامی و مقلد ہو۔

ہندوستان کے علمائے حق" شائع ہوئے دس برس سے زیادہ مدت ہو گئی' اس کتاب پر شیخ محمد زکریا کاندھلوی اور قاری محمد طیب صاحب کی تصدیق و توثیق بھی ہے اور اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی اور علمائے دیوبند کے درمیان کوئی نظریاتی اختلاف وغیرہ نہیں بلکہ نجدی وہابی اور دیوبندی ایک ہی ہیں۔ نعمانی صاحب کی اس کتاب پر میں اپنی اس تحریر میں کوئی تبصرہ نہیں کر رہا' میرا مقصد جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا جھوٹ اپنے قارئین پر واضح کرنا ہے تاکہ قارئین جان لیں کہ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو جھوٹ سے کس قدر رغبت ہے۔ ان کے علماء اور بڑے خود کو وہابی ثابت کرنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں اور جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو جنوبی افریقا میں بیٹھے جھوٹ بولنے لکھنے سے فرصت نہیں۔ قارئینِ کرام' اکابر علمائے دیوبند کی مزید کچھ تحریریں ملاحظہ فرمائیں۔

"اِس لقب (وہابی) کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب کا تابع یا موافق۔" (امداد الفتاویٰ' ص ۲۳۳ ج ۵' مطبوعہ تھانہ بھون)

دیوبندیوں کے امام جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں "محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں' ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۱ ج ا' تالیفات رشیدیہ' ص ۲۴۲)

قارئین کرام! ابنِ عبدالوہاب نجدی کے متعلق گنگوہی صاحب کا فتویٰ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ اب خود علمائے دیوبند کی اپنی عبارات' ابنِ عبدالوہاب نجدی کے متعلق ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ فرمائیں کہ ان میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

علمائے دیوبند کے عقائد کی کتاب "المہند" (مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ' دیوبند) صفحہ ۱۸ میں ہے :

"بارھواں سوال : محمد بن عبدالوہاب نجدی حلال سمجھتا تھا' مسلمانوں کے خون اور ان کے مال و آبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف

کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہلِ قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو' یا کیا مشرب ہے؟

جواب : ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحبِ دُرِّ مختار نے فرمایا ہے اور (ابنِ عبدالوہاب اور اس کے پیروکار) خوارج (کی) ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی۔ اور علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ' نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے' اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہلِ سنت اور علماءِ اہلِ سنت کا قتل مُباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔"

فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں ہے کہ "ان کے عقائد عمدہ تھے" اور المہنّد کی عبارت میں ہے کہ "ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو' وہ مشرک ہے۔ اور ان کے عقیدہ کے خلاف اہلِ سنت تھے اسی لیے ان کے نزدیک اہلِ سنت اور علمائے اہلِ سنت کا قتل مباح تھا"۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک تمام اہلِ سنت کو مشرک سمجھنا اور ان کا قتل جائز اور حلال جاننا یہ عمدہ عقیدہ ہے نیز گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ "وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں" اور دیگر سب علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ "وہ خارجی اور باغی تھے"۔ معلوم ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک خارجی اور باغی' اچھے ہوتے ہیں۔

مزید ملاحظہ ہو۔ حسین احمد صاحب مدنی' صدر مدرس دارالعلوم دیوبند' فرماتے

ہیں۔ "صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چوں کہ خیالاتِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ رکھتا تھا اس لیے اس نے اہلِ سنت و جماعت سے قتل و قتال کیا' ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا' ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا' ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہلِ حرمین کو خصوصاً اور اہلِ حجاز کو عموماً اس نے تکلیفِ شاقہ پہنچائیں' سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے' بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی' خوں خوار فاسق شخص تھا۔"

اب اگر گنگوہی صاحب سچے ہیں تو حسین احمد مدنی جھوٹے ہیں اور اگر حسین احمد مدنی سچے ہیں تو گنگوہی صاحب جھوٹے قرار پاتے ہیں' فیصلہ ان دونوں کے ماننے والوں پر ہے۔

گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ ان (نجدیوں) کے عقائد عمدہ تھے۔ کتنے عمدہ تھے؟ اس کا بیان' دیوبند کے صدر مدرس جناب حسین احمد مدنی کی تحریر سے ملاحظہ ہو' انہوں نے سلسلہ وار بطور نمونہ ان نجدیوں کے چند عقیدے اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" (مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ' راشد کمپنی' دیوبند) میں تفصیل سے لکھے ہیں' وہ ملاحظہ ہوں۔

۱۔ "محمد ابن عبدالوہاب کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانانِ دیار' مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا' ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔" (الشہاب الثاقب' ص ۴۳)

۲۔ "نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے' بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔" (ص ۴۵)

۳۔ "زیارتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وحضوریِ آستانہ شریفہ وملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت حرام وغیرہ لکھتا ہے' اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے۔ لَاتُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلٰثَۃِ مَسَاجِدَ' ان کا مستدل ہے' بعض ان میں کے سفرِ زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ' زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔" (ص ۴۵)

۴۔ "شانِ نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذاتِ سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں..... ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسّل دعاء میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے' معاذ اللہ' نقلِ کفر کفر نباشد' کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے' ہم اس سے کتے کو بھی دفع کرسکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔" (ص ۴۷)

۵۔ "وہابیہ اشغالِ باطنیہ و اعمالِ صوفیہ' مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ و فنا و بقا و خلوت وغیرہ اعمال کو فضول و لغو' بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں۔" (ص ۵۹)

۶۔ "وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں الفاظ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے مسائل میں وہ گروہ اہلِ سنت والجماعت کے مخالف ہوگئے' چنانچہ غیر مقلدینِ ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔ وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقتِ اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں' لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے۔" (ص ۶۲' ۶۳)

۷۔ مثلاً اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔ وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواءِ ظاہری اور

جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔"
(ص ۶۴)

۸۔ "وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔" (ص ۶۵)

۹۔ "وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوۃ و سلام درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قراتِ دلائل الخیرات و قصیدہ بُردہ و قصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و وِرد بنانے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدہ بُردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ مثلاً۔

یَا اشرف الخلقِ مالِی مَن اَلوذُبہ ۔۔۔ سِواکَ عِندَ حلولِ الحَادثِ العَمَمِ

اے افضلِ مخلوقات میرا کوئی نہیں جس کی پناہ پکڑوں بجز تیرے بوقتِ حوادث۔" (ص ۶۶)

۱۰۔ وہابیہ سوائے علمِ احکام الشرائع جملہ علوم اسرار و حقائق وغیرہ سے ذاتِ سَرورِ کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔" (ص ۶۷)

۱۱۔ "وہابیہ نفسِ ذکرِ ولادت حضور سَرورِ کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں۔" (ص ۶۷)

قارئین حضرات! یہ گیارہ عقیدے بطور نمونہ ابنِ عبدالوہاب نجدی اور ان کے اَتباع (پیروی کرنے والوں) کے خود دیوبند کے صدر مدرس حسین احمد صاحب مدنی نے لکھے ہیں جو گنگوہی صاحب کے نزدیک عمدہ عقیدے ہیں۔ معلوم ہوا کہ انتہائی گندے خبیث اور کفریہ عقیدے ان کے نزدیک عمدہ ہوتے ہیں اور پاکیزہ اور اسلامی عقیدے ان کے نزدیک کفر و شرک اور بدعت ہوتے ہیں۔

خِرد کا نام جنوں رکھ دیا جنُوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

دیوبندیوں کے وہابی ہونے کا مزید اعتراف ملاحظہ ہو : اشرفُ السوانح' ج ا ص ۴۵ میں ہے۔ "جن دنوں اشرفعلی تھانوی صاحب مدرسہ جامع العلوم کان پور میں مدرس تھے انہی دنوں کا واقعہ ہے کہ مدرسہ کے پڑوس کی کچھ خواتین شیرینی لائیں تاکہ کلام پاک پڑھ کر ایصالِ ثواب کر دیا جائے۔ مدرسے کے طلباء نے ایصالِ ثواب نہ کیا اور مٹھائی ہڑپ کر گئے۔ اس پر خوب ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ تھانوی صاحب کو ہنگامے کی خبر ہوئی اور وہ آئے اور با آواز بلند لوگوں سے فرمانے لگے۔ "بھائی! یہاں "وہابی" رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو۔"

سوانح محمد یوسف کاندھلوی' ص ۱۹۲ میں ہے "ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔"

دیوبندی تبلیغی گروپ کے بڑے شیخ محمد زکریا صاحب فرماتے ہیں۔ "میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں۔" (سوانح محمد یوسف کاندھلوی' ص ۱۹۳' مصنفہ محمد ثانی حسنی و منظور نعمانی)

(قارئین کی توجہ کے لیے عرض ہے' جیسا کہ آپ نے پڑھا کہ مدرسہ دیوبند کے صدر مدرس جناب حسین احمد مدنی نے وہابیوں کو "طائفہ شنیعہ اور خبیثہ" (برے اور پلید گندے لوگوں کا گروہ) اور گستاخ لکھا ہے اور جناب اشرفعلی تھانوی و شیخ محمد زکریا وغیرہ خود کو بڑے فخر سے وہابی لکھ رہے ہیں' ان کے اعتراف سے ان کی اصلیت و حقیقت کا قارئین خوب اندازہ کر لیں گے۔)

دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب' دیوبندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کے نام اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ "گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھ کو وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر لوگوں کو سمجھا گئے ہیں کہ یہ شخص (تھانوی) وہابی ہے اس کے دھوکے میں مت آنا مگر چوں کہ بن وجہ عوام سے موافقتِ عملی تھی اس لیے کسی کی بات نہ چلی اب چوں کہ شرکتِ عملی کا بھی ارادہ نہیں تو دِقتیں ضرور پیش آویں گی۔" تھانوی صاحب میلاد کے جلسوں میں منافقت یا تقیہ کرتے ہوئے شریک ہوتے تھے تو عام لوگوں نے ان کا وہابی ہونا تسلیم نہ کیا مگر خود تھانوی صاحب کہہ

رہے ہیں کہ اب میلاد کے جلسوں میں نہیں جاؤں گا تو یہ بات پکی ہو جائے گی کہ "یہ شخص تو وہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔" (تذکرۃ الرشید' ص ۱۳۵ ج ۱)

جناب ابوالحسن علی ندوی نے اپنی کتاب "دینی دعوت" میں تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب کے متعلق یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ۱۹۳۸ء میں جب وہ حج کے موقعہ پر حجاز گئے ہوئے تھے تو تبلیغی جماعت کے سلسلے میں انہوں نے اپنے ایک وفد کے ساتھ سلطانِ نجد سے ملاقات کی تھی۔ سلطان سے ملاقات کے سلسلے میں تیاریوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"قرار پایا کہ پہلے اغراض و مقاصد کو عربی میں قلم بند کیا جائے' پھر سلطان کے سامنے پیش کیا جائے۔ مولانا احتشام الحسن' عبداللہ بن حسن شیخ الاسلام اور شیخ بن بلیہد سے اپنے طور پر ملے۔ دو ہفتہ کے بعد (۱۴ مارچ ۱۹۳۸ء) کو مولانا (محمد الیاس)' حاجی عبداللہ دہلوی' عبدالرحمان مظہر شیخ المطوفین اور مولوی احتشام الحسن صاحب کی معیت میں سلطان کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ جلالتہ الملک نے بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر استقبال کیا اور اپنے قریب ہی معزز ہندی مسلمانوں کو بٹھایا۔ ان حضرات نے تبلیغ کا معروضہ پیش کیا جس پر سلطان نے تقریباً چالیس منٹ تک توحید و کتاب و سنت اور اتباع شریعت پر مبسوط تقریر کی' اس کے بعد بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر رخصت کیا۔ اگلے روز سلطان نے نجد کا قصد کیا اور ریاض کے لیے روانہ ہو گئے۔" (محمد الیاس اور دینی دعوت' ص ۹۷' ۹۸' مطبوعہ مجلس نشریاتِ اسلام' کراچی)

سلطان نجد کے دربار سے خوشنودی کا پروانہ حاصل کر چکنے کے بعد اب ضابطہ کی کارروائی ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں۔

"مولوی احتشام الحسن نے مقاصدِ تبلیغ کو اختصار کے ساتھ نوٹ کر کے شیخ الاسلام رئیس القضاۃ (چیف جسٹس) عبداللہ بن حسن (جو ابنِ عبدالوہاب نجدی کی اولاد میں ہیں) کے یہاں پیش کیا۔ مولانا (محمد الیاس) اور مولوی احتشام صاحب ان کے

یہاں خود بھی گئے۔ انہوں نے بہت اعزاز و اکرام کیا اور ہر بات کی خوب تائید کی اور زبانی ہمدردی و اعانت کا وعدہ کیا۔" (دینی دعوت' ص ۹۸)

جذبہ انصاف کو درمیان میں رکھ کر غور فرمایئے! پوری کارروائی کے بیان میں یہ ہر شخص واضح طور پر محسوس کر سکتا ہے کہ سلطانِ نجد کے سامنے پیش کرنے کے لیے تبلیغی جماعت کے اغراض و مقاصد کا جو مسودہ عربی زبان میں تیار کیا گیا تھا' پوری کارروائی کے ساتھ اسے بھی نقل کر دینے میں آخر کون سی مصلحت مانع تھی؟ لیکن ہزار پردہ ڈالنے کے بعد بھی اب یہ حقیقت چھپائی نہیں جا سکتی کہ قصرِ حکومت سے جن اغراض و مقاصد کی خوب خوب تائید کی گئی اور جن امور کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں پوری پوری ہمدردی و اعانت کا وعدہ کیا گیا' وہ بالکل وہی تھے جنہیں لے کر نجدی قوم اٹھی تھی اور عشق و ایمان کی لازوال حرمتوں اور اسلام کی زندہ جاوید یادگاروں کو خاک و خون میں ملایا گیا تھا۔ کیوں کہ یہ بات ایک معمولی عقل کا آدمی بھی اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ وہ اغراض و مقاصد ذرا بھی نجدی مذہب کے مزاج سے مختلف ہوتے تو نجدی حکومت کا شیخ الاسلام اور قاضی القضاۃ (جس کی رگوں میں ابنِ عبدالوہاب نجدی کا خون رواں دواں تھا' وہ) ہرگز کسی طرح کی امداد و اعانت کا وعدہ نہ کرتا۔

وہابی نجدی گروہ کے ساتھ تبلیغی جماعت کے فکری و اعتقادی اشتراک اور باہمی اعتماد و تعاون کے رشتے کا ایک تازہ ثبوت اور ملاحظہ فرمایئے' جناب محمد الیاس کے عہد کی کہانی کے بعد اب ان کے بیٹے محمد یوسف صاحب کے زمانۂ خلافت کی کہانی ملاحظہ ہو۔

جناب ابوالحسن علی ندوی کی سرکردگی میں دہلی سے نجد کے لیے روانہ ہونے والے ایک تبلیغی وفد کی سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جناب محمد یوسف کاندھلوی کا سوانح نگار اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ (ریاض میں حکومتِ سعودیہ کے عمائدین کے ساتھ وفد مذکور کے گہرے روابط کا حال پڑھئے)

"شیخ عمر بن الحسن آل شیخ جو شیخ محمد ابن عبدالوہاب (نجدی) کی اولاد میں ہیں نیز

قاضی القضاۃ اور شیخ الاسلام مملکتِ سعودیہ شیخ عبداللہ بن الحسن (جن کے ساتھ محمد الیاس کا معاہدہ ہوا تھا) کے بھائی بھی ہیں اور ریاض کے ہیئۃ الامر بالمعروف والنہی عن المنکر کے رئیس ہیں' جن کے تعلقات ولی عہدِ مملکت امیر سعود سے بہت قریبی تھے اور ان کے معتمدِ خاص تھے' ان سے اچھے تعلقات قائم ہو گئے۔ جو لوگ (تبلیغی) جماعت کے متعلق شکوک پیدا کرتے تھے' ان کے اس تعارف اور اعتماد کی وجہ سے شکوک پیدا کرنے والوں کو کامیابی نہ ہو سکی۔" (سوانح محمد یوسف' ص ۴۳۱' مطبوعہ مجلس صحافت و نشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء' لکھنؤ)

اس کے بعد اعتقادی ہم آہنگی کا ایک کھلا ہوا انکشاف ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں کہ "شیخ عمر بن الحسن کے برادر اکبر شیخ عبداللہ ابن الحسن سے بھی کئی بار ملنا ہوا (جن کے ساتھ محمد الیاس کا معاہدہ ہوا تھا) اور وہ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ کچھ لوگ (تبلیغی) جماعت کے متعلق یہ تاثر پیدا کرتے تھے کہ یہ (تبلیغی) جماعت فاسدُ العقیدہ ہے اور یہ شکوہ علماء تک لے جاتے' علماء سے تعلق اور اہلِ رسوخ سے ملاقات نے شکایت پہنچانے والوں کے اثر کو ختم کر دیا۔" (ص ۴۳۱)

نجد کے قاضیوں اور نجدی علما و حکام کے سامنے اپنے فاسد العقیدہ (بد عقیدہ) ہونے کے الزام کی صفائی ان حضرات نے کس طرح پیش کی ہو گی؟ یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے' کیوں کہ مذہبی مزاج کی سرشت یہ ہے کہ ایک بد عقیدہ آدمی بھی دوسرے کو اس وقت تک خوش عقیدہ نہیں سمجھتا جب تک کہ اس کے خیال میں وہ اپنا ہم عقیدہ نہ ثابت ہو جائے اور اس بیان میں یہ نکتہ بہت واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے کہ نجدی قوم کے عمائدین گویا انہیں پہلے سے جانتے تھے کہ یہ حضرات بد عقیدہ نہیں' بلکہ ہم عقیدہ ہیں جب ہی تو بد عقیدگی کی شکایت پہنچانے والوں کے اثرات ختم ہو گئے۔

دیوبندیوں تبلیغیوں کے وہابی ہونے اور نجدی وہابیوں سے تعلق کی تائید خود ان کے اپنے قلم سے قارئین نے ملاحظہ فرمائی۔

اس کے برعکس پاکستان کے سابق صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے انتقال پر حنفی

کہلانے والے وہابی علمائے دیوبند نے اپنے مذہب کے خلاف کھلم کھلا عمل کیا اور غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھائی اور غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھا کر دعا بھی کی اور حضرت داتا گنج بخش سیدنا علی ہجویری رضی اللہ عنہ کے روضہ شریف پر صدرِ پاکستان کے سوئم میں قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی بھی کی۔ چہلم کی محفل میں شریک ہوئے۔ (تصویروں اور اخبارات کے ذریعے تصدیق کے لیے میرا رسالہ "اپنی ادا دیکھ" ملاحظہ فرمائیں۔) یہی نہیں بلکہ پاکستان میں علمائے دیوبند عید میلادالنبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے موقع پر جلوس نکالتے ہیں، جلسے کرتے ہیں۔ سرکاری وغیر سرکاری سطح پر منعقدہ محفلِ میلاد میں شرکت کرتے ہیں اور انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عرس کے موقع پر خصوصی اہتمام سے جلوس نکالا۔ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کے عُرس کے ایام، یہ لوگ تاریخ، جگہ اور مقام کے تعین اور تشہیر کے ہر اہتمام کے ساتھ، ہر سال مناتے ہیں اور سرکاری وغیر سرکاری سطح پر منانے کی اپیلیں کرتے ہیں اور ان کے بڑے علماء کی برسی کے لیے باقاعدہ اشتہار شائع ہوتے ہیں۔ تاریخِ وفات ہی میں قرآن خوانی، ایصالِ ثواب وغیرہ اور نیاز کا اہتمام ہوتا ہے۔ دو دیوبندی مشہور مُلاؤں نے حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزارِ اقدس کے غسل میں شرکت کی۔ غسل کے پانی کو تبرکاً اپنے چہرے پر ڈالا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ذکر شہادت کی، علمائے دیوبند خود مجلسیں کرتے ہیں اور شیعوں کی مجلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اولیائے کرام کی قبروں پر چادریں چڑھاتے ہیں، ان کے عرس کی محفلوں میں جاتے ہیں۔ دیوبندیوں وہابیوں کے سیاسی و مذہبی لیڈر مفتی محمود صاحب نے حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ کے مزار پر چادر پوشی و گل پاشی کی، حلوہ تقسیم کیا، یہ سب کام اگر دیوبندی وہابی علماء کریں تو ان کے لیے کوئی فتویٰ صادر نہیں ہوتا اور اگر یہی کام سُنی (بریلوی) کریں تو علمائے دیوبند کی طرف سے شرک و بدعت اور حرام کے فتوے برسنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی نہیں اور سنیے، مشہور دیوبندی عالم احتشام الحق تھانوی صاحب نے جو کچھ کیا، ذرا وہ بھی ملاحظہ ہو۔

آغاخانی (اسمٰعیلی فرقہ) بالاتفاق خارج از اسلام ہے۔ تھانوی صاحب نے آغا

خان (سوئم) کے لیے قرآن خوانی و فاتحہ خوانی کی۔ دعائے مغفرت کی‘ تعزیتی اجتماع میں شریک ہوئے اور تقریر کرتے ہوئے آغا خان کو اسلام کا محسن کہا۔(☆)

کیا فرماتے ہیں اب دیوبند کے وہابی خود ساختہ علمائے حق اپنے تھانوی صاحب کے بارے میں؟ سُنّی (بریلوی) اگر حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں شریف ایصالِ ثواب کے لیے کریں تو اسے شریعت کے خلاف قرار دیا جاتا ہے اور دیوبندی مُلاں اگر غیر مسلم کے لیے قرآن خوانی کرے‘ ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کرے تو اس کے لیے کوئی فتویٰ نہیں؟ دیوبند کے دارالعلوم کا جشن منایا جائے‘ ہندو عورت سے تقریب کا افتتاح کروایا جائے (☆☆) تو کوئی فتویٰ نہیں اور اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کا جشن منایا جائے‘ تو شرک وبدعت اور حرام کے فتوے داغے جاتے ہیں۔ کیا دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے نزدیک یہی معیار حق ہے کہ ان کے اپنے وہی کام‘ غیر مسلموں کے لئے بھی کریں تو وہ مومن اور علمائے حق ہی رہیں اور صحیح العقیدہ سُنّی اگر وہ کام شریعت وسنت کے مطابق اللہ کے پیاروں کے لئے کریں‘ تو انہیں مشرک اور بدعتی کہا جائے؟ وہابیوں دیوبندیوں تبلیغیوں کی یہ عملی دورخی اور دین فروشی‘ اللہ کے ساتھ تمسخر نہیں تو اور کیا ہے؟

☐ ”جوہانس برگ سے بریلی“ کے مصنف کی خیانت اور جھوٹ کا ایک ثبوت اور ملاحظہ ہو۔

پارٹ ۳ کے ص ۴۴ پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے خیانت وبددیانتی اور جھوٹ کی انتہا کی ہے۔ بلاشبہ جھوٹے اور ظالم کے لیے اللہ کی لعنت یقینی ہے۔ کسی کے کلام کو توڑ مروڑ کر‘ اس کے منشا و مقصد کے صریح خلاف اس پر غلط الزام لگانا‘ بہتان

(☆) پاکستان کے چھوٹے بڑے تمام اخبارات کے تراشوں پر مشتمل میرے شائع کردہ رسالہ ”اپنی ادا دیکھ“ میں ثبوت ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ میرے پاس تمام ریکارڈ موجود ہے۔

(☆☆) یاد رہے کہ دیوبندی وہابی تبلیغی‘ ہندوؤں سے اپنے اتحاد کے مظاہرے کے لیے ایک مشہور ہندو لیڈر کو دہلی کی جامع مسجد کے منبر پر بٹھانے کی جسارت بھی کر چکے ہیں۔

اور حرام ہے۔ اس کے بارے میں خود دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے مفتی محمد شفیع صاحب کا فتویٰ آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ خود کو علمائے حق کہنے والے دیوبندی دینی لٹیرے قرآنِ کریم کی یہ آیات یاد رکھیں۔

(وَلَا تَحسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلاً عَمَّا یَعمَلُ الظّٰالِمُونَ۔ وَسَیَعلَمُ الَّذِینَ ظَلَمُوا اَیَّ مُنقَلَبٍ یَّنقَلِبُونَ)

قارئینِ کرام! ماہ نامہ المیزان (بمبئی) کا امام احمد رضا نمبر' اب سے کوئی پندرہ برس پہلے شائع ہوا تھا۔ اس کے شائع کرنے والے نے دیباچے میں ایک عنوان "تہمتوں کے انبار" کے تحت جو پورا پیراگراف لکھا' جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اس پیراگراف سے اپنا مذموم مقصد پورا کرنے کے لیے آگے پیچھے کی عبارت چھوڑ کر چند جملے نقل کرکے یہ لکھا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی کو اپنا امام ماننے والوں کی اپنی رائے ملاحظہ کیجئے۔ (☆)

یہ خادمِ اہلِ سنت پہلے المیزان کے امام احمد رضا نمبر کے دیباچے کا وہ پورا پیرا گراف نقل کرتا ہے' اس کے بعد جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اس پیراگراف سے جو جملے نقل کیے' وہ پیش کرتا ہے تاکہ قارئین جان لیں اور دیوبندی وہابی تبلیغی' دینی لٹیروں کی خباثت کا اندازہ کرلیں کہ جن کی بنیاد ہی جھوٹ اور بددیانتی پر ہے' وہ دوسروں کو بھی یقیناً صراطِ مستقیم اِلیٰ الجحیم ہی کی طرف لے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

(☆) یہ خادمِ اہلِ سنت اپنے قارئین سے عرض گزار ہے کہ اگر میرا موقف اَلحُبُّ لِلّٰہِ وَالبُغضُ لِلّٰہِ نہ ہوتا تو جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی طرز پر' دیوبند کے بڑے بڑے علماء کی اتنی عبارتیں (جواباً) نقل کرتا کہ دیوبندیوں کو اپنا منہ چھپانا مشکل ہو جاتا' لیکن خیانت و ظلم' جھوٹ اور بے ہودہ گوئی ان دیوبندیوں ہی کو زیبا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے صرف اِحقاقِ حق اور ابطالِ باطل سے غرض ہے اور حق گوئی و بے باکی ہی میرا شعار و امتیاز ہے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ۔

تہمتوں کے انبار

"ایک طرف ہماری سرد مہری کا یہ عالم کہ ان (اعلیٰ حضرت بریلوی) پر کتابیں لکھنا تو ایک طرف خود ان کی بہت سی کتابیں اب تک زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہو سکیں جب کہ دوسری جانب مسلسل تقریر و تحریر کے ذریعہ امام احمد رضا کی شخصیت کو مسخ کر کے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ ان کی گراں مایہ خدمت کا اعتراف تو بڑی بات' ان پر تہمتوں کے انبار ہیں۔ یہ سلسلہ برس دس برس سے نہیں نصف صدی سے جاری ہے' غیر شعوری نہیں منظم طور پر' پاک و ہند ہی میں نہیں ایشیا و یورپ کے تمام ممالک میں۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ آج کا سنجیدہ انسان ان کی طرف رخ کرتے جھجکتا ہے۔ عام طور پر امام احمد رضا کے متعلق مشہور ہے کہ وہ "تکفیر المسلمین (مسلمانوں کو کافر گردانے والے) تھے' بریلی میں انہوں نے کفر ساز مشین نصب کر رکھی تھی۔ آج ایشیا میں جتنے بھی تحقیقاتی ادارے ہیں' وہاں امام احمد رضا پر کام تو در کنار نام بھی نہیں ملے گا۔ (☆) سوانح نگاری اور تاریخ نگاری تعصب و تنگ نظری کی بھٹی پر چڑھا دی گئی ہے۔ امام احمد رضا سے اختلاف کے جذبے نے ان کے سارے کارناموں پر پانی پھیر دیا۔ امام احمد رضا اس ہیرے کے مانند ہیں جو اپنی تاب ناک شعاعوں سے عالم کو منور کرنا چاہ رہا ہو لیکن اس پر غلط فہمیوں' الزام تراشیوں کے پردے ڈال کر چھپانے کی کوشش کی جاتی رہی ہو۔ وقت کا یہ کتنا عظیم المیہ ہے کہ ایک فریق کے چہروں پر تاریخ و تذکرہ کی بھرپور

(☆) قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اب ۱۹۸۹ء میں صورت حال مختلف ہے۔ بفضلہ تعالیٰ اب اعلیٰ حضرت بریلوی کے علوم سے ایشیا اور یورپ میں خوب استفادہ کیا جا رہا ہے۔

روشنی نچھاور کی جائے اور دوسرے فریق کا ذکر ضمناً بھی نہ آنے دیا جائے؟ کاش! ہمارے مصنفین اور اصحابِ دانش فراخ دلی و اعلیٰ ظرفی سے کام لیتے ہو۔ ے امام احمد رضا کے موقف کا تجزیہ کرتے اور اساطینِ دیوبند سے اختلاف کی بے لاگ چھان بین کرتے تو آج بہت سی تلخیوں کا وجود بھی نہ ہوتا۔ ضرورت ہے اختلاف کی اہمیت کو ٹھیک انداز سے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی جائے تاکہ موجودہ نئی نسل بلا جھجک امام احمد رضا کے قریب آئے۔"

المیزان کی اصل عبارت کے بعد اب 'جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی خیانت ملاحظہ فرمایئے۔ وہ لکھتا ہے......

عنوان : "مولوی احمد رضا خان کے بارے میں ایک بریلوی کا عام تاثر"

"آج کا سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرنے سے جھجکتا ہے۔ عام طور پر امام احمد رضا خان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ مکفر المسلمین (مسلمانوں کو کافر گرداننے والے) تھے' بریلی میں انہوں نے کفرساز مشین نصب کر رکھی تھی۔ آج ایشیا میں جتنے بھی سائنسی ادارے ہیں' امام احمد رضا پر کام تو درکنار نام بھی نہ ملے گا۔ (ص ۲۹۔ ماہنامہ المیزان' بمبئی' احمد رضا نمبر)"

☐ جوہانس برگ سے بریلی' پارٹ ۳ کے ص ۴۲ پر خیانت و بددیانتی اور جھوٹ کی ایک اور مثال کا احوال ملاحظہ ہو :۔ جوہانس برگ سے بریلی کا مصنف لکھتا ہے کہ "بریلویوں میں سے ایک مولوی مظہر اللہ دہلوی کے بیٹے پروفیسر مسعود احمد صاحب نے صحیح بیان کیا ہے کہ مولانا احمد رضا خان کے متعلق مدتوں یہی تاثر رہا ہے کہ آپ جاہلوں کے پیشوا ہیں۔ (فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات' ص ۵ مرکزی مجلسِ رضا)"

محترم قارئین! حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کو "ماہرِ رضویات" کہا جاتا ہے' وہ برسوں سے اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کے بارے میں قابلِ قدر اور تحقیقی تحریریں یادگار بنا رہے ہیں۔ وہ برِصغیر کے ایک ممتاز اور جید عالم و فاضل حضرت مفتیِ اعظم مولانا محمد مظہر اللہ' شاہی امام و خطیب جامع مسجد فتح پوری (دہلی)' کے نہایت لائق

اور عالم و فاضل، محقق و ادیب فرزند ہیں اور پاکستان کے علمی و تحقیقی حلقوں میں مقتدر اور مستند شخصیت شمار ہوتے ہیں۔ "فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات" کے نام سے ان کی تالیف مرکزی مجلسِ رضا، لاہور نے ۱۹۷۱ء میں شائع کی۔ اس کتاب کے آخر میں پروفیسر مسعود احمد صاحب کے بارے میں اہلِ علم و دانش اور مخالفین کے بھی تعریفی تبصرے ہیں۔ اس کتاب کے ص ۵ پر "پیش لفظ" کے عنوان سے جو تحریر ہے، اس کا ایک پیراگراف مکمل ملاحظہ ہو، تاکہ جوہانس برگ سے بریلی کے بدطینت مصنف کی خیانت اور کذب کا قارئین کو اندازہ ہو۔ پروفیسر صاحب لکھتے ہیں "فاضلِ بریلوی علیہ الرحمہ اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے مگر علمی حلقوں میں اب تک (ان کا) صحیح تعارف نہ کرایا جا سکا، جدید تعلیم یافتہ طبقہ تو بڑی حد تک نابلد ہے، چناں چہ ایک مجلس میں جہاں یہ راقم (پروفیسر مسعود احمد) بھی موجود تھا، ایک فاضل نے فرمایا کہ "مولانا احمد رضا خان کے پیرو تو زیادہ تر جاہل ہیں۔" گویا آپ جاہلوں کے پیشوا تھے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ضرورت ہے کہ ایک اچھی، صحیح، مستند، محقق، مدلل سوانح، جدید سوانحی اور تحقیقی اصولوں کے تحت لکھی جائے اور آپ کے علمی کارناموں کو زیادہ سے زیادہ منظرِ عام پر لایا جائے۔"

قارئین کرام! جو کتاب اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی کی علمی فضیلت و مرتبت واضح کرنے کے لیے پروفیسر صاحب نے تالیف کی، اس کتاب "فاضلِ بریلوی اور ترکِ موالات" کے ص ۵ پر جو اصل عبارت ہے، وہ آپ نے ملاحظہ فرمائی اور اس سے پہلے جوہانس برگ سے بریلی کے خائن مصنف کا تحریر کیا ہوا خود ساختہ اور جھوٹا بیان بھی آپ نے ملاحظہ کیا۔ یعنی مذکورہ کتاب میں جو لفظ بیان ہی نہیں ہوئے، وہ خود سے گڑھ کر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے شائع کر دیے ہیں۔ کیا اسی کا نام دیوبندی وہابی تبلیغیوں نے "حق گوئی اور تبلیغِ دین" رکھا ہوا ہے؟ اس سے قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ جوہانس برگ سے بریلی کتابچوں اور ان کے لکھنے والوں کی اصلیت و حقیقت کیا ہے۔ کاش کہ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے ذہن و قلب پر بغض و تعصب اور کینہ و عناد کی جمی

ہوئی گرد کو دور کرتے، لیکن ان کا تو روزینہ ہی یہی ٹھہرا ہے کہ بجائے اپنے اندھیرے دور کرنے کی بجائے، حق کے اجالے کو مٹانے کی مذموم کوششوں میں لگے ہوئے ہیں اور اپنے نامہ اعمال کی سیاہیوں میں اضافہ کررہے ہیں، مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ فتح و کامیابی اور عزت و رفعت صرف اہلِ حق ہی کا حصہ ہے، اللہ کا شکر ہے کہ اب ہر سمت اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمتہ اللہ علیہ حق و صداقت کا عنوان اور پہچان ہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے مخالفین اپنی زبان و قلم سے خود ہی اپنے لیے رسوائی جمع کررہے ہیں۔

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ خود کو علمائے حق کہلانے والے ان جھوٹے اور خائن دیوبندی وہابی دینی لٹیروں کا اصلی روپ کیا ہے؟ ان کے اصلی رُوپ کو جاننے کے بعد آپ بھی یہی کہیں گے کہ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی، بلاشبہ دین کا مذاق اور تمسخر اڑا رہے ہیں اور یہ لوگ ہرگز، اللہ سے نہیں ڈرتے۔

زیرِ نظر کتاب کی تحریر کا مقصد اس کے مطالعے سے آپ پر خود واضح ہوجائے گا۔ دیوبند سے بریلی کتاب میں آپ نے دیوبند کے بڑے علماء کی چالیس عبارات ملاحظہ فرمائی تھیں جو اختلاف کی بنیاد ہیں۔ اس کتاب میں ان ہی عبارات کے بارے میں خود علمائے دیوبند ہی کے فتوے (شرعی رائے) ملاحظہ فرمالیجئے اور اندازہ کرلیجئے بلکہ قدرت کا کرشمہ دیکھئے کہ قدرت نے خود علمائے دیوبند کی زبان و قلم سے (ان کی غلط اور کفریہ عبارتوں پر) ان ہی کے فتوے چسپاں کروادیئے۔ رافضیوں کا یہ حال ہے کہ وہ سینہ کوبی (ماتم) کرتے ہیں اور بغضِ صحابہ پر خود ہی ہمہ وقت خود کو سزا دیتے ہیں۔ اسی طرح علمائے دیوبند، توہین و تنقیصِ رسالت کے مرتکب ہوکر خود اپنے ہی فتووں سے ذلت و رسوائی کا شکار ہوگئے اور اپنے فتووں کی خود ہی اشاعت کرکے اپنی جگ ہنسائی کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ قارئین کے لیے دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی یہ دورنگی دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی اور قارئین بخوبی جان لیں گے کہ علمائے دیوبند بڑے چھوٹے سب ہرگز درست نہیں۔ اگر فی الواقعہ ان کے نزدیک ان کے علماء کی تمام تحریریں معتبر اور حجت ہیں تو پھر انہیں یہ تسلیم کرنے میں کیا عار ہے کہ سُنّی علمائے حق کا فیصلہ دیوبندی وہابی علماء

کے بارے میں ہرگز غلط نہیں۔ اس موقع پر یہ بھی ملاحظہ ہو کہ علمائے دیوبند کی کفریہ اور غلط عبارتیں لکھ کر جب کبھی دیوبندی مفتیوں سے فتویٰ حاصل کیا گیا اور یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ یہ عبارت کس نے لکھی ہے؟ تو ان عبارتوں پر کفر کا فتویٰ فوراً مل گیا مگر جب ظاہر کیا گیا کہ یہ عبارت ان ہی کے بڑے دیوبندی عالم کی ہے تو پھر اپنے فتوے پر کفِ افسوس ملنے لگے (☆)

ان ملا پرست دیوبندیوں کے اس عمل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ علمائے دیوبند کے نزدیک حق و صداقت کی اہمیت نہیں بلکہ ان کے چند علماء کی حیثیت زیادہ اہم ہے۔

چناں چہ ملاحظہ ہو گنگوہی صاحب کے نزدیک صحابہٴ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی صحابی کو کافر کہنے والا اہلِ سنت و جماعت سے خارج نہ ہو گا۔ وہ لکھتے ہیں۔

"جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہو گا۔"
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۱/۲ (☆☆)

غور فرمایئے کہ صحابہ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر آخری صحابی تک سب شامل ہیں اور فقہا اور ائمہ اہلِ سنت نے تصریح فرمائی ہے کہ

(☆) علمائے دیوبند کی فتویٰ نویسی کی ایسی کچھ مثالیں "تعارف علمائے دیوبند" مصنفہ خطیبِ اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ میں ملاحظہ فرمائیں۔

(☆☆) ادارہ اسلامیات' لاہور نے "تالیفاتِ رشیدیہ" کے نام سے فتاویٰ رشیدیہ مکمل مبوب کو ۱۹۸۷ء میں شائع کیا ہے اور اس میں گنگوہی صاحب کا یہ فتویٰ شائع نہیں کیا۔ انہوں نے ایسا کیوں کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اس فتویٰ سے گنگوہی صاحب پر شدید اعتراض وارد ہوتا ہے اور اس اعتراض کا جواب علمائے دیو بند کے پاس نہیں ہے' لیکن علمائے دیوبند یاد رکھیں کہ نئی طباعت میں اس فتویٰ کو نکال دینے سے گنگوہی پر اعتراض ختم نہیں ہو گا۔

کسی صحابی کی تکفیر کرنے والا شخص' اہلِ سنت سے خارج ہے بلکہ حضرات ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان میں تبرا کرنے والا بلاشبہ کافر ہے' مگر گنگوہی صاحب کے نزدیک کسی بھی صحابی کو کافر کہنے والا' کافر تو کیا' سنت جماعت سے بھی خارج نہیں ہوتا۔ فیا للعجب......

ثابت ہوا کہ ان مُلّا پرست دیوبندی وہابیوں کے نزدیک اپنے علماء کی جتنی قدر ہے' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی قدر نہیں ہے مگر اس کے باوجود خود کو سپاہِ صحابہ کہلانا چاہتے ہیں۔

☐ قارئین شاید یہ جاننا چاہیں گے میرے لیے یہ موضوع اس قدر اہم کیوں ہے؟ اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ میرا مقصد دعوتِ حق ہے اور طلبِ حق کی جستجو ہر مسلمان کو ہونی چاہئے' تاکہ اپنے عقائد و اعمال کو درست رکھا جاسکے۔

قدرے تفصیل ملاحظہ ہو۔ قارئینِ کرام! عرض یہ ہے کہ ہر مسلمان پر تبلیغِ دین و مذہب کا فریضہ عائد ہوتا ہے مگر علومِ دین سے کامل واقفیت کے بعد' یہ نہیں کہ صرف قرآنِ کریم کا ترجمہ خود پڑھ کر یا محض دو چار کتابوں کے مطالعے کے بعد خود کو عالم سمجھ لیا جائے۔ دیانت و اخلاص کے ساتھ محض رضائے الٰہی کے حصول کے لیے دین کی خدمت اور تبلیغ کے لیے نکلنے والے شخص کو ایک نماز کا ثواب احادیث نبوی سے استدلال کے مطابق ۴۹ کروڑ (۴۹۰ ملین) نماز کے برابر بتایا جاتا ہے۔ تبلیغِ دین بلاشبہ بہت بڑی سعادت ہے' مگر یہ بہت نازک معاملہ ہے۔ امیرالمومنین سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں سوائے چار پانچ بڑے بڑے صحابہ کرام کے کسی اور کو فتویٰ دینے کی اجازت نہیں تھی۔

حدیثِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے مطابق یہ حکم ہے کہ تم میں سے جب کوئی دیکھے کہ اس کے سامنے شریعت و سنت کے خلاف کچھ ہو رہا ہے تو دیکھنے والے کو چاہئے کہ وہ بقدرِ طاقت اپنے زورِ بازو سے اس کو روکے اور اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے اس کے خلاف صدائے حق بلند کرے اور اگر یہ بھی دیکھنے والے کے

لیے ممکن نہ ہو تو کم از کم اپنے دل میں اس کو بُرا سمجھے مگر صرف دل سے برا سمجھنا ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم' ابوداؤد' نسائی' ابنِ ماجہ' مُسندِ احمد)۔ اس فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہر مسلمان پر یہ لازم ہے کہ وہ حسب استطاعت' دین کے مخالفوں کا سدِباب کرے۔ اس موضوع پر ایک تفصیل درکار ہے' مگر خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس فریضے کی ادائی کے لیے ہر مسلمان کو پہلے اپنے ایمان ویقین کی صحیح اور پوری معلومات اور ان میں استحکام واستقامت چاہیئے اور اپنے عقائد واعمال کی درستی کا خاص خیال چاہیئے۔

اگر مُبلّغ خود راستی پر نہیں تو اس کی تبلیغ بے سُود ہو گی۔ اور یہ عام حقیقت ہے کہ موجودہ ماحول میں مُبلّغ اور علماء کہلانے والے افراد (اِلّا ماشاءَ اللہ) سب نہیں مگر اکثر' اپنے احوال سے غافل ہیں۔ بھلائی کی ترغیب اور بُرائی سے ترہیب کے لیے دانائی کے ساتھ اچھے انداز میں نصیحت کا حکم ہے۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ ایسے علماء کی طرف سے صرف فتوے داغے جا رہے ہیں اور معاشرے کی برائیوں میں بیش تر' ایسے علماء کہلانے والے خود بھی شامل ہیں۔ تبلیغ کے نام پر دین فروشی اور ہر برائی ہو رہی ہے۔ فتویٰ صرف دوسروں کے لیے ہے' خود کو علماء کہلانے والوں نے اپنے لیے ہر شجرِ ممنوعہ' حلال کر لیا ہے۔

مسلم معاشرے کی خوبیوں اور خرابیوں میں علماء کا بہت حصہ ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے جس کے پاس پانچ وقت روزانہ مسلمان جمع ہوتے ہیں۔ بچے کی ولادت سے لے کر نکاح وطلاق اور میت' تقریباً ہر معاملے میں علماء کا دخل ہے۔ ان کے قول وفعل کو لوگ اپنے لیے سند اور قابلِ عمل سمجھتے ہیں۔ اگر علمائے دین درست رہیں اور دیانت وصداقت کے ساتھ اپنے فرائضِ منصبی ادا کریں' تو یقیناً وہ معاشرے کے باقی تمام افراد کے لیے بہترین نمونہ اور مثال ہوں گے اور اگر یہ بگڑ جائیں تو ان کے متاثرین افراد کی خرابیوں کا وبال ان پر بھی ہو گا۔ بیش تر علماء کہلانے والے لوگ' آیاتِ قرآنی' احادیثِ نبوی اور دلائل وبراہین اپنے سامعین کو شاید صرف متاثر کرنے کے لیے سناتے ہیں۔ خود

ان کے اپنے قلب و باطن پر کچھ اثر نہیں ہوتا' یہی وجہ ہے کہ معاشرے کی ابتری برقرار رہتی ہے۔ تبلیغِ دین میں عقائد و نظریات کے علاوہ عبادات' معاملات' اخلاق و کردار سب شامل ہیں۔ اور ہر سچا مبلّغ اپنی تحریر و تقریر میں ان سب کی تبلیغ کرتا ہے اور خود کو اس کا عمدہ عملی نمونہ بناتا ہے۔ مگر آج دیوبندیوں وہابیوں کی تبلیغی جماعت جو کچھ کر رہی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کلمہ و نماز کی تلقین کو اپنا مقصد ظاہر کرنے والے' دین کی تبلیغ کے نام پر محض دشمنی اور بے جا ضد کی وجہ سے ہر سچے مسلمان کو مشرک اور بدعتی کہتے نہیں تھکتے۔ یہ تبلیغی جماعت والے' سینما ہال کے دروازے پر' ساحلِ سمندر پر' کیسینو (جوا خانہ) کے دروازے پر' شراب کی دکانوں پر اور برائیوں کے راستے میں کھڑے ہو کر' بھٹکنے بھٹکنے والوں کو راہِ راست نہیں دکھاتے' یہ منشیات کا کاروبار کرنے والوں کے لیے دیوار نہیں بنتے۔ انہیں دیکھیے یہ' سُنّی مساجد میں لوگوں کو صلوٰۃ و سلام سے روکتے نظر آئیں گے' فاتحہ و میلاد کے خلاف برسرِ پیکار نظر آئیں گے۔ یہ مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی سے مسلمانوں کو نکال کر مسجدِ ضرار' (جس کا نام انہوں نے مسجد نور رکھا ہوا ہے) کی طرف لے جاتے نظر آئیں گے......

شیطانِ لعین نے اللہ سبحانہ سے کہا تھا کہ "میں ضرور تیرے سیدھے راستے پر ان (سچے مسلمانوں) کی تاک میں بیٹھوں گا۔" یعنی ان لوگوں کو شیطان بہکائے گا جو صراطِ مستقیم (سیدھے راستے) پر ہوں گے کیوں کہ جو بے راہ روی کا شکار ہیں وہ تو بھٹکے ہی ہوئے ہیں وہ تو شیطان ہی کے طریقے اور راستے پر ہیں ان پر شیطان کو محنت کی اتنی بہت ضرورت نہیں۔ شیطان تو انہیں گمراہ کرے گا جو راہِ راست پر ہوں گے۔

قارئینِ محترم! فیصلہ آپ پر ہے' خود ہی ملاحظہ کرلیجیے کہ یہ تبلیغی دیوبندی وہابی لوگ' آپ کو مسجدوں میں آنے والوں اور اولیاء اللہ کی خانقاہوں میں جانے والوں ہی کا تعاقب کرتے نظر آتے ہیں۔ راہِ راست والوں ہی کو ان نیک کاموں سے روکتے نظر آتے ہیں' جو کام رحمت و سعادت اور رضائے الٰہی و رضائے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا موجب ہیں۔ خود ہی کہیے کیا یہ دیوبندی وہابی تبلیغی شیطان کی پیروی نہیں

کر رہے؟

یہ خادمِ اہلِ سنت' خاکِ پائے آلِ رسول' عرض گزار ہے کہ تبلیغ کی آڑ میں لوگوں کو دین سے بے بہرہ کرنے والے دیوبندی وہابی تبلیغیوں سے بچانے' ان شاطروں کی عیارانہ چالوں سے اہلِ ایمان کو آگاہ کرنے اور انہیں راہِ حق و صداقت پر ثبات کی ترغیب دینے کی خدمت غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ اور اس بارے میں احکام و ہدایات موجود ہیں' چنانچہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ......

ایاکم وایاھم لا یفتنونکم ولا یضلونکم.....اَوْ کَمَا قال (مشکوٰۃ) تم خود کو ان (بد عقیدہ لوگوں) سے بچاؤ اور ان سے دور رہو (تاکہ) نہ وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا کریں اور نہ تمہیں گمراہ کریں۔ کیوں کہ ان سے صحبت و ملاقات اور خلط ملط کا برا اثر ہو گا۔ ایک روایت میں ہے کہ' فاسق (نافرمان) اور فاجر (بدکار) کا تذکرہ کرو۔ یعنی اس بدمذہب کے بارے میں لوگوں کو بتاؤ تاکہ لوگ اس کی دھوکا دہی اور سازشوں سے بچیں۔ قرآن یہ بتاتا ہے کہ رُوئے زمین کے برابر خالص سونا بھی ایمان کا بدل نہیں ہو سکتا۔ جس کے پاس معمولی مقدار میں سونا ہو' وہ اس کی حفاظت کا کس قدر اہتمام کرتا ہے تو بیش بہا ایمان کی کس قدر حفاظت کرنی چاہئے! کیوں کہ ایمان ہی ذریعہ نجات اور کامیابی کا مدار ہے۔ لہٰذا صحیح عقائد پر استقامت سے بڑھ کر کوئی شے اہم نہیں ہو سکتی' چناں چہ قرآن و سنت کے مطابق صحیح عقیدے رکھنے کی تلقین بلاشبہ غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ غیرِ مسلم کو مسلمان کرنا شاید اتنا دشوار نہیں' جتنا کسی مسلمان کہلانے والے کو دینِ کامل اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں دولت سے سرشار رکھنا مشکل ہے' کیوں کہ مادہ پرستی کے اس دَور میں عالَمِ اسلام اسی لیے ابتری کا شکار ہے کہ مسلمانوں کو نسبتِ نبوی میں وہ کمال حاصل نہیں رہا' جو متقدمین کو حاصل تھا۔ دیوبندی وہابی تبلیغی اور دیگر باطل گروہوں نے مسلمانوں کو جس انتشار کا شکار کیا ہے' اسی کا نتیجہ' لوگوں کی دِین سے دوری و فرقہ بندی اور اس میں انتہا پسندی کی صورت میں آج ہمارے سامنے ہے۔ آج بھی صرف ان ہی لوگوں کو قلبی طمانینت حاصل ہے جن کا تعلق ذاتِ رسول صلی اللہ

علیہ وسلم سے بچتے ہے۔

یہ دیوبندی وہابی تبلیغی جو شیطان کے علم کو نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ مانتے ہیں۔ یہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ کو بھی پہلے سے علم نہیں ہوتا جب بندہ کوئی کام کرتا ہے تب اللہ کو علم ہوتا ہے۔ یہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے یہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ نبیؐ ہمارے جیسا عام بشر ہے۔ یہ لوگ جن کا عقیدہ ہے کہ جیسا یا جتنا علم غیب' رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ویسا ہی علم جانوروں' پاگلوں اور بچوں کو بھی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبیؐ پیدا ہونا ممکن ہے (العیاذ باللہ)۔ یہ لوگ خود بارگاہِ مصطفوی سے کوئی قرب نہیں رکھتے' یہ دوسروں کو کیا فیض پہنچائیں گے؟ اور ان لوگوں کا تو یہ عقیدہ ہے کہ ہر طرح نفع و نقصان دینے والا صرف اور صرف اللہ ہے' کوئی مخلوق کسی کو کوئی نفع نقصان نہیں دے سکتی' جو کسی مخلوق سے کسی نفع کی امید اگرچہ اسے باذنِ اللہ نافع سمجھ کر رکھے' وہ بھی مشرک ہے۔ ان سے پوچھئے جب تمہارا یہ عقیدہ ہے تو پھر تبلیغ کس لیے کرتے ہو؟ درس گاہیں کس لیے بناتے ہو؟ کتابیں کیوں چھاپتے ہو؟ تقریریں کیوں کرتے ہو؟ اجتماع کیوں کرتے ہو؟ اگر تمہارا مقصد نفع پہنچانا ہے تو یہ کام تو اللہ کا ہے اور تمہارے ہی عقیدے کے مطابق کوئی مخلوق کسی کو کوئی نفع نہیں دے سکتی' گویا خود ہی اپنے عقیدے کے خلاف کرتے ہو اور خود اپنے ہی فتوے کے مطابق مشرک ٹھہرتے ہو یا پھر اپنے آپ کو خدا بتاتے ہو۔

اس خادمِ اہلِ سنت نے اپنی کتاب "دیوبند سے بریلی (حقائق)" میں اس موضوع پر بہت کچھ عرض کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب کے مندرجات سے میری سابقہ کتاب میں درج' ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کی چالیس عبارات کی' خود انہی سے نہ صرف تصدیق ہوگی بلکہ ان دیوبندیوں وہابیوں کا صحیح روپ کچھ اور نمایاں ہوگا اور لوگ ان کے شر سے یقیناً بچیں گے۔ علمائے اہلِ سنت' اولیائے کرام نے لوگوں کو مسلمان کیا اور دنیا بھر میں جس قدر بھی اولیاء ہوئے وہ سب صحیح العقیدہ اہلِ سنت و جماعت ہوئے' کسی اور مسلک میں کوئی غوث' قطب' ابدال نہیں ہوا' یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ

صرف اہلِ سنت ہی اہلِ حق ہیں ورنہ انہیں ولایت کا انعام عطا نہ ہوتا۔ اور اہلِ سنت و جماعت ہی وہ انعام یافتہ طبقہ ہے جس کے راستے پر چلنے کی دعا' نماز کی ہر رکعت میں کی جاتی ہے' ان اہلِ حق ہی نے چار سمت میں دین کی تبلیغ کا صحیح فریضہ انجام دیا ہے' ورنہ یہ تبلیغی وہابی دیوبندی لوگ تو سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی بناتے ہیں اور خود گمراہ ہونے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

قارئینِ محترم! اس مختصر تفصیل کے بعد آپ خود ہی کہئے کیا سچے مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کوئی معمولی کام ہے؟ کیا دشمن اسلام سازشوں سے اہلِ ایمان کو آگاہ کرنا معمولی بات ہے؟ کیا احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ضروری نہیں؟ میں سچ عرض کروں کہ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی بھی خوب جانتے ہیں کہ ان کے بڑے علماء نے کفریہ عبارات لکھی ہیں اور ان عبارات کا کفریہ ہونا ان کے نزدیک بھی مسلّم ہے (☆) مگر محض جھوٹی انا اور اپنے غیر مسلم آقاؤں کو خوش رکھنے کے لیے یہ لوگ' حق کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ حیرت و افسوس کہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کا کوئی خیال نہیں۔

ایسی سوچ پر ہزار افسوس کہ ان لوگوں کو توہین و تنقیصِ رسالت کا کوئی غم نہیں' ایمان کے زیاں کی کوئی فکر نہیں' انہیں رنج و ملال ہے تو صرف اس بات کا کہ ان کے چار پانچ علماء کی کفریہ عبارات پر ان علماء کے کفر کا فتویٰ کیوں دیا گیا؟ یہ لوگ یہ کیوں

(☆) چناں چہ لاہور میں انجمن صیانۃ المسلمین اور انجمن ارشاد المسلمین کے نام سے قائم ہونے والے اداروں نے اب خیانت کی یہ چال چلی ہے کہ اپنے بڑوں کی کتابوں میں کفریہ عبارات کے متن کو بدلنا شروع کر دیا ہے تاکہ آئندہ نسل تک پرانی کتب میں درج کفریہ عبارات نہ پہنچیں اور نئی طباعت ہی کو اصل تحریر' ظاہر و ثابت کیا جا سکے۔ حالاں کہ حقائق کو جھٹلانا اور کفر کو ایمان بنا کر پیش کرنا' دُہرا جرم ہے۔ تاہم ان کی اس حرکت سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفریہ عبارات' یقیناً کفریہ ہیں ورنہ ان عبارات کو تبدیل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

نہیں سوچتے کہ اگر کوئی عالم دین کسی کے کفریہ قول و فعل پر شرعی حکم جاری نہ بھی کرے (تو کیا کسی عالم دین کے شرعی حکم جاری نہ کرنے سے) کفر کیا عین اسلام ہو جائے گا؟ کفر تو ہر حال میں کفر ہے اور اللہ سبحانہ سے بڑھ کر تو کیا اس کے برابر یا مثل بھی کوئی جاننے والا نہیں۔ افسوس کہ یہ لوگ اپنے چند علماء کی کفریہ عبارتوں کی وضاحتوں اور ان عبارات کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوششوں میں اپنا ایمان بھی ضائع کرتے ہیں اور ان کفریہ عبارات کے لکھنے والے چند علماء کو حکیم الامت، قطبِ حق، مُطاعُ العالَم اور مجددِ ملت وغیرہ کہتے نہیں تھکتے۔ حالاں کہ یہ اصول یہ بھی جانتے ہیں کہ کفر کی حمایت بھی کفر ہے اور کافر کی مدح کرنے کا مطلب اللہ سبحانہ کے قہر کو دعوت دینا ہے۔

ے بلرزد عرش از مدحِ شقی

یہ بھی قدرت کا کرشمہ ہے کہ انہی دیوبندی وہابی تبلیغیوں کی کتابوں سے ہم اہلِ سنت و جماعت کے عقائد و اعمال کا صحیح اور جائز ہونا ثابت ہے اور جن باتوں پر یہ ہمیں مشرک و بدعتی کہتے ہیں، وہی سب کام یہ خود بھی کرتے ہیں مگر شرک و بدعت کا فتویٰ انہوں نے صرف ہمارے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ حالاں کہ اس طرح یہ دُہرے مجرم بنتے ہیں۔ ایک تو صحیح کام کو غلط کہنے کے مجرم اور دوسرا اس کام کو غلط کہہ کر خود اس کام کو کرنے کے مجرم۔ یہ ان کی بدقسمتی نہیں تو اور کیا ہے؟

اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں ایسے لوگوں اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

اس خادمِ اہلِ سنت کی تمام سُنیوں سے گزارش ہے کہ ایمان کے ان تمام لٹیروں سے خبردار رہیں اور اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے حقائق سے پوری طرح آگہی حاصل کریں۔ مسلکِ حق اہلِ سنت و جماعت پر مستحکم اور مُستقیم رہیں۔ اللہ سبحانہ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس نعلین شریف کے صدقے ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

❑ آئندہ صفحات میں ایک کالم میں دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی گستاخانہ و کفریہ اور دیگر عبارات کے اصل الفاظ نقل کئے جا رہے ہیں۔ ہر عبارت کے ساتھ کتاب اور اس کے مصنف کا نام اور کتاب کا صفحہ نمبر بھی ہے اور دوسرے کالم میں دیوبندی وہابی تبلیغی علماء ہی کا فتویٰ (☆) نقل کیا جا رہا' جس کے مطابق وہ عبارت خود علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفر و شرک اور غلط ہے۔ گویا انہی کی جوتی انہی کے سر' ان کے منہ پر انہی کا تھپڑ......

(☆) فتویٰ کے معنی "شرعی فیصلہ یا شرعی حکم" کے بتائے گئے ہیں اور کسی عبارت پر فتویٰ دینے اور لکھنے والا "مفتی" کہلاتا ہے اور وہ اپنے عقائد و نظریات کے مطابق فتویٰ لکھتا ہے۔ علمائے دیوبند کی عبارات اور ان عبارات پر فتوے بھی علمائے دیوبند ہی کی معتبر اور معتمد کتابوں سے ہیں یہ اپنی عبارات اور تحریروں کو ہرگز جھٹلا نہیں سکتے' یہ خود فیصلہ کریں کہ ان کی عبارتیں اور فتوے خود ان کی تکذیب اور رسوائی کا باعث ہیں یا نہیں؟

علمائے دیوبند کی عبارات

☆ "صاحبو! محمد ابنِ عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرھویں صدی نجدِ عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چوں کہ خیالاتِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ رکھتا تھا' اس لیے اس نے اہلِ سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا' ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب و رحمت شمار کرتا رہا...... سلف صالحین اور اَتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے..... محمد ابن عبدالوہاب کا عقیدہ یہ تھا کہ جملہ اہلِ عالَم و تمام مسلمانانِ دیار' مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا' ان کے اَموال کو ان سے چھین لینا' حلال اور جائز بلکہ واجب ہے... (ابنِ عبدالوہاب نجدی اور اس کا گروہ) زیارتِ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوریٔ آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو بدعت حرام لکھتا ہے۔ بعض ان میں کے سفرِ زیارت کو معاذ اللہ زنا کے درجے کو پہنچاتے ہیں۔

علمائے دیوبند کے فتوے

☆ "جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرورِ کائنات علیہ السلام ہوں' اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہوجاتا ہے۔" لطائف رشیدیہ' ص ۲۲ مصنفہ جناب رشید احمد گنگوہی۔ الشہاب الثاقب' ص ۵۷ مصنفہ جناب حسین احمد مدنی)

...... شانِ نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں..... ان کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذاتِ پاک ؐ سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسّل دُعا میں آپ ؐ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔ ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقلِ کفر، کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس سے کُتّے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے ..... وہابیہ کہ تمام (مسلمانوں) کو ادنیٰ شبہ خیالی سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور ان کے اَموال و دِماء کو حلال جانتے ہیں..... بارگاہِ نبوت میں عقیدت و محبت کے اشعار وغیرہ پر مبنی کلام و گفتگو کو وہابیہ خُشناء معاذ اللہ، بدعتی و شرک

☆ "جن الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی کا ہوتا تھا، ان کو بھی (جناب گنگوہی نے) باعث ایذاء جنابِ رسالت مآب علیہ السلام ذکر کیا اور فرمایا کہ کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیے اگر مقدور ہو اور اگر (کفر بکنے والا) باز نہ آوے (تو اسے) قتل کرنا چاہیے کہ (وہ) مُوذی و گستاخ شان جنابِ کبریا تعالیٰ شانہ اور اس کے رسولِ امین صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔"

(الشہابُ الثاقب، ص ۵۰، مصنفہ حسین احمد مدنی۔ لطائفِ رشیدیہ، ص ۲۲۔ تالیفاتِ رشیدیہ، ص ۷۳، ۷۴، مصنفہ رشید احمد گنگوہی)

خیال کرتے ہیں۔۔۔۔ تبرکات کا ادب و تعظیم، وہابیہ کے نزدیک شرک و کفر اور حرام ہے۔۔۔۔ اکابرِ اُمت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا وہابیہ کا معمول ہے۔۔۔۔ وہابی، مسلمانوں کو ذرا ذرا سی بات میں مشرک اور کافر قرار دیتے ہیں۔ اور ان کے مال اور خون کو مُباح جانتے ہیں اور جانتے تھے۔۔۔۔ وہابیہ، بارگاہِ نبوت میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے رہتے ہیں۔۔۔۔ وہابیوں کے عقیدہ و عمل میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی غرض سے سفر کرنا حرام ہے چناں چہ ان کے رسائل اور تحریریں موجود ہیں۔" (الشہاب الثاقب، ص ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۷، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۶۳۔ نقشِ حیات، ص ۱۲۰، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۶، ۳۳۲، تصانیف جناب حسین احمد مدنی، صدر مدرس، مدرسہ دیوبند)

☆ "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ

☆ "(جو) دعوائے اسلام و ایمان اور سعی بلیغ اور کوشش وسیع کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیتا ہو (گستاخی کرتا ہو) اور ضروریاتِ دین کا انکار کرے، وہ قطعاً یقیناً تمام مسلمانوں کے نزدیک مُرتد ہے، کافر ہے۔" (اَشَدّ العذاب، ص ۵ مصنفہ جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی مطبوعہ مطبع مجتبائی، دہلی)

جاتے ہیں۔" (تحذیرُ الناس، ص ۵، از جناب محمد قاسم نانوتوی، کتب خانہ مطبع قاسمی، دیوبند)

☆ "جیسا ہر قوم کا چوہدری اور گاؤں کا زمین دار، سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔" (ص ۶۱)

☆ "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے رُوبرُو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔" (ص ۵۴)

☆ "ہر مخلوق بڑا (نبی) ہو یا چھوٹا (غیر نبی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔" (ص ۱۴)

☆ "یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے، بندگی اس کو چاہئے۔" (ص ۵۸)

☆ "اولیاء و انبیاء، امام و امام زادہ، پیرو شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی

☆ "تمام علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی و توہین، بے ادبی اور تنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس (گستاخِ رسول) کے کفر و عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے...... کفر کے حکم کا دارومدار ظاہر پر ہے، قصد و نیّت اور قرائنِ حال پر نہیں .... علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأتِ و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ بھی ہو۔"

(اِکفارُ الملحدین، ص ۴۳، ۹۴، ۱۰۸، از جناب انور شاہ کشمیری، صدر مدرس دیوبند)

☆ "جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔
(المہنّد، ص ۲۳، از علمائے دیوبند، مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ، دیوبند)

ہوئے۔" (ص ۵۸)

☆ "اشرف المخلوقات محمد رَسولُ اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی سی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہوگئے۔" (ص ۵۵)

☆ "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔" (ص ۵۶)

(تقویۃ الایمان مصنفہ جناب اسماعیل دہلوی مطبوعہ فیضِ عام صدر بازار، دہلی)

☆ "اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے

☆ "اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہو گی وہ بالا جماع کافر ہے۔" (افاضاتِ یومیہ، ص ۲۳۴ ج ۷، از جناب اشرفعلی تھانوی)

☆ "تقویۃ الایمان (مصنفہ اسماعیل دہلوی بالاکوٹی) میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہوگئے ہیں تو اس زمانہ کی جہالت کا علاج تھا..... یہ بے شک بے ادبی اور گستاخی ہے (جو اسماعیل دہلوی نے ان الفاظ میں کی) ..... تقویۃ الایمان کے ان الفاظ کا استعمال بھی نہ کیا جاوے گا۔" (☆) (فتاویٰ امدادیہ،

(☆) (قارئین کے علم میں یہ بات لانا ضروری ہے کہ علمائے دیوبند کی جانب سے "تقویۃ الایمان" کی اشاعت اور مفت تقسیم مسلسل جاری ہے۔ "بے ادبی اور گستاخی" تسلیم کرنے کے باوجود اس کتاب کی اشاعت و تبلیغ یہی ظاہر کرتی ہے کہ موجودہ وہابی تبلیغی "بے ادبی اور گستاخی" میں شریک ہیں، چناں چہ کفریہ اور گستاخانہ عبارات کو دہرانا اور ان کی اشاعت وغیرہ کے بارے میں دیوبندیوں ہی کے امام گنگوہی صاحب کا فتویٰ آئندہ صفحات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جس کے مطابق کفریہ عبارات پر تمام دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کا اعتقاد ثابت ہوتا ہے اور تمام دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے ہی گنگوہی کے فتوے سے بے ادب گستاخ اور بے دین قرار پاتے ہیں۔ علاوہ ازیں تقویۃ الایمان کے خلاف قول و فعل بھی دیوبندیوں وہابیوں میں عام ہے اور اس طرح وہ اپنے ہی امام اسمٰعیل دہلوی، کے مطابق کافر و مشرک اور بدعتی وغیرہ قرار پاتے ہیں)

دیوبندیوں وہابیوں کے امام و سرخیل جناب اسمٰعیل دہلوی بالاکوٹی کی کتاب "تقویۃ الایمان" کے بارے میں اسمٰعیل دہلوی نے خود بھی تسلیم کیا ہے کہ اس نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں تشدد کیا ہے

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحے پر

کے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔ وہ تو خود نص کے موافق کہتا ہے.... اس پر طعن کرنا قرآن و حدیث پر طعن ہے اور اس کے خلاف کہنا نص کی مخالفت ہے۔" (براہینِ قاطعہ، ص ۳، از جناب خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ جناب رشید احمد گنگوہی، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

ص ۴۹، ج ۴، از تھانوی، مطبوعہ در مطبع مجتبائی، دہلی ۱۳۴۶ھ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

اور نامناسب الفاظ استعمال کیے ہیں اور شرکِ خفی کو شرک جلی لکھا ہے۔ (ارواح ثلاثہ، ص ۷۳) اور دیوبندیوں وہابیوں ہی کے "ماوائے جہاں، دست گیر درماندگاں، مطاعِ الکل، غوث اعظم" جناب رشید احمد گنگوہی علیہ ماعلیہ فرماتے ہیں۔

"کتاب تقویتہ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک وبدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس (کتاب تقویتہ الایمان) کے بالکل کتابُ اللہ (قرآن) اور احادیث سے ہیں۔ اس (کتاب تقویتہ الایمان) کا رکھنا اور پڑھنا عین اسلام ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱)۔ گنگوہی صاحب مزید فرماتے ہیں "وہ (اسمٰعیل دہلوی) قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے"...... (جو شخص یہ (قبر کے طواف کا) عمل کرے اس کو کافر کہنا اور دائرہ اسلام سے خارج کرنا، بہت ہی بُرا اور غیر پسندیدہ کام ہے اور اسی طرح کافر بنانے والے کو کافر بنانا بہت ہی بُرا ہے۔" ص ۸۵، ۸۸، تالیفات رشیدیہ) اور تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ تقویتہ الایمان کتاب میں (مصنفہ اسمٰعیل دہلوی) کے الفاظ میں انبیاء و اولیاء کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ معلوم ہوا کہ بے ادب اور گستاخ لوگ، دیوبندیوں کے امام کے مطابق مقبول، مخلص ولی اور قطعی جنتی ہیں۔ اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ نبی کو اپنے انجام کی بھی خبر نہیں اور گنگوہی صاحب فرماتے نبی کو اپنے انجام سے بے خبر کہنے والا، اسمٰعیل دہلوی قطعی جنتی ہے۔ تمام دیوبندی وہابی یہ فیصلہ کریں کہ ان تینوں میں کون درست ہے؟ یا مان لیں کہ یہ تینوں ہی غلط ہیں۔

(بوجہ بنی آدم ہونے کے علمائے دیوبند کو نمرود' فرعون' ہامان' کرشن' رام چندر' گاندھی' مرزا قادیانی کا بھائی کہا جائے تو ہرگز نص (قرآن و حدیث) کے خلاف نہیں ہو گا' ایسا کہنے والے پر طعن کرنا' درست نہیں ہو گا' خود ان کے اپنے فتوئی کے مطابق بالکل ٹھیک ہو گا۔)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عبارات

(۲)

☆ جناب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو بڑے بڑے علمائے دیوبند پیرو مُرشِد کہتے ہیں' (☆) اکابر علمائے دیوبند نے اپنے ان پیر صاحب کی شان نہایت مبالغہ سے بیان کی ہے' انھیں

فتوے

(۲)

"اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مُرادیں مانگتے ہیں اور ان کی منتیں مانتے ہیں اور

(☆) دیوبندیوں وہابیوں کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے علمائے دیوبند کی کفریہ اور گستاخانہ عبارات سے آگہی کے بعد' اپنے ان مُریدوں کو ناخلف قرار دیا اور اہلِ سنت وجماعت کے مطابق خود اپنے صحیح عقائد کو برملا بیان کیا۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ علمائے دیوبند نہ تو حضرت حاجی امداد اللہ کے مرید رہے نہ ہی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پیروکار ہیں کیوں کہ علمائے دیوبند کی تحریریں حضرت شاہ ولی اللہ کی ان تحریروں سے بھی کوئی مطابقت نہیں رکھتیں جو خود دیوبندیوں ہی نے شائع کی ہیں لہٰذا ان کا یہ دعوئی بھی درست نہیں کہ علمائے دیوبند دراصل حضرت شاہ ولی اللہ کے پیروکار ہیں۔ (کوکب غفرلہ)

"امیر المومنین، غوث الکاملین، منبع برکات قدسیہ، معدن معارف الٰہیہ، مظہر فیوضات مرضیہ، دنیا و آخرت میں وسیلہ، علی وقت وغیرہ لکھنے کے باوجود حاجی امداد اللہ کی توصیف سے اپنے عجز کا اظہار کیا ہے۔" وہی حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر و مرشد مولانا نور محمد صاحب کی وفات کے بعد ان کو امداد کے لئے اس طرح پکارتے ہیں۔

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفٰی
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پرسن کے ہاتھیں کانپتے ہیں دست وپا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دنیا میں ہے ازبس تمہاری ذات کا

(شمائم امدادیہ، ص ۸۳ و امداد المشتاق ص ۱۲۹، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون تھانوی)

☆ مدرسہ دیوبند کے بانی کہلانے والے جناب محمد قاسم نانوتوی کی پکار ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

"مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار
مگر کرے مُروح القدس میری مددگاری
تو اس کی مدح میں میں بھی کروں رقم اشعار

حاجت بر آئی کے لئے ان کی نذر و نیاز کرتے ہیں..... سو وہ شرک میں گرفتار ہیں..... تمام زمین و آسمان میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے کہ اس کو مانئے اور اس کو پکاریئے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے..... اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا..... مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان (مخلوق) کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان (مشرکین عرب) کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے..... اور اس بات میں اولیا و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا، وہ مشرک ہو جاوے گا، خواہ انبیا و اولیاء سے کرے خواہ پیروں شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے..... یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں (نبیوں ولیوں) کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے، محض بے انصافی ہے کہ ایسے

جو جبریل مدد پر ہو فکر کی میرے
تو آگے بڑھ کے کہوں کہ جہان کے سردار
بجز خدائی نہیں چھوٹا تجھ سے کوئی کمال
بغیر بندگی کیا ہے کہ جو تجھ کو عار
رہا جمال پہ تیرے حجابِ بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار
مُتَجلی ہے و خُور ذرے تیرے کوچہ کے
مُعلم الملکوت آپ کا سگِ دربار"

دیوبندیوں وہابیوں کے یہی "قاسم العلوم و الخیرات" اور "حُجتہ اللہِ عَلَی الارَض" کہلانے والے نانوتوی صاحب مزید فرماتے ہیں۔

"ہیچ کر اس کی اگر حق سے کچھ لیا چاہے
تو اس سے کہہ اگر اللہ سے ہے کچھ درکار
کروڑوں جرموں کے آگے یہ نام کا اسلام
کرے گا "یا نبیَ اللہ" کیا مرے پہ پکار
یہ سن کے آپ شفیعِ گناہ گاراں ہیں
کئے ہیں میں نے اکٹھے گناہ کے انبار
جو تُو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا

بڑے "شخص" (اللہ) کا مرتبہ ایسے بیکارے (نبی ولی) لوگوں کو ثابت کیجئے"

(تقویتہ الایمان ص ۵، ۷، ۸، ۲۹،
مصنفہ جناب اسماعیل دہلوی بالاکوٹی)

☆ اولیاء وانبیاء کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے۔۔۔ جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو، سو ان میں بھی اختصار ہی کرو" (تقویتہ الایمان، ص ۵۹، ۶۱ از اسمٰعیل دہلوی)(☆)

☆ "کوئی کسی کے لئے "حاجت رَوا، مُشکل کُشا و دست گِیر" کس طرح ہو سکتا ہے، ایسے عقائد والے لوگ "پکے کافر" ہیں، ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے "عقائدِ باطلہ" پر مطلع ہو کر جو انہیں "کافر مشرک" نہ کہے وہ بھی ویسا ہی "کافر" ہے۔ (جواہر القرآن، ص ۷، ۱۴۲،

(☆) جناب اسمٰعیل دہلوی کہتے ہیں کہ نبی کی تعریف بھی بشر کی سی کرو اور اس میں بھی اختصار کرو اور گنگوہی صاحب کہتے ہیں کہ قبلہ و کعبہ کے القاب بھی کسی کے لیے لکھنا درست نہیں مکروہ تحریمہ ہیں اور تمام علمائے دیوبند نے اپنے ان مذکورہ بڑوں اور مُلاؤں کے لیے اپنی تحریروں میں جو القاب و آداب نہایت بے خوفی سے لکھے اور کہے ہیں، وہ یہی ظاہر کرتے ہیں کہ ان لوگوں کا قول و فعل ہرگز یکساں نہیں بلکہ منافقت ان کا شیوہ شعار ہے۔

بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار
گناہ کیا ہے اگر کچھ گناہ کیے میں نے
تجھے شفیع کہے کون گر نہ ہوں بدکار
لگے ہے تیرے سگ کو گو میرے نام سے عیب
پہ تیرے نام کا لگنا مجھے ہے عزّ و وقار
رجا و خوف کی موجوں میں ہے امید کی ناؤ
جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہوئے بیڑا پار
تیرے بھروسہ پہ رکھتا ہے غرّہ طاعت
گناہِ قاسم برگشتہ بخت بد اطوار"
(قصائد قاسمی، ص ۵، ۶، ۷، مطبوعہ مجتبائی، دہلی)

☆ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی فریاد ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں۔

"اے رسولِ کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
قیدِ غم سے اب چھڑا دیجے مجھے
یا شہِ ہر دوسرا فریاد ہے"
(نالۂ امدادِ غریب، ص ۲۲، مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ، راشد کمپنی، دیوبند)

☆ دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے "مجدد، دینی آقا، طبیب امت اور حکیم الامت" اشرفعلی صاحب تھانوی کی پکار

از غلام خاں، مطبوعہ دارالعلوم تعلیم القرآن، راولپنڈی)

ملاحظہ ہو' فرماتے ہیں۔

"یا شفیع العباد خذ بیدی
انتَ فی الاضطرارِ معتمدی
لیس لی ملجاء سواک اغث
مسّنی الضر سیدی سندی
یا رسول الالٰہ بابک لی
من غمام الغموم ملتحدی
لیتنی کنت ترب طیبتکم
فالتثمت النعال فاک قلدی

(اے بندوں کی (سفارش) شفاعت کرنے والے میری دست گیری فرمایئے آپ ہر مشکل میں میری آخری امید اور سہارا ہیں۔ آپ کے سوا مجھے کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ میرے سردار' میرے آقا' میری فریاد سنئے' میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔

میں ہوں بس اور آپ کا در' یا رسول
ابرِ غم گھیرے نہ پھر مجھ کو کبھی
کاش ہو جاتا مدینہ کی میں خاک
نعل بوسی ہوتی کافی آپ کی۔"

(نشر الطیب' ص ۲۴۲' تھانوی مطبوعہ دارالاشاعت دیوبند)

☆ وہابیوں' دیوبندیوں کے "شیخ الہند" جناب محمود الحسن کی تمام حاجتیں

☆ "تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد
فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد
ہے گلے میں اس کے حبلٌ من مسد
سب سے اس پہ لعنت و پھٹکار ہے"

فرماتے ہیں "مُردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منت ماننا کفار کی راہ ہے۔" (تذکیر الاخوان' ص ۸۳ ص ۲۴۳ از جناب اسماعیل دہلوی)

دیوبندیوں وہابیوں کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب سے وابستہ تھیں، وہ فرماتے ہیں۔

"حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجاتِ جسمانی و روحانی"

"غوث" کے معنی "فریاد رس" ہیں، چناں چہ محمود الحسن صاحب اپنے گنگوہی صاحب کو صرف غوث نہیں بلکہ "غوثِ اعظم" قرار دیتے ہیں، ملاحظہ ہو۔

"جنید و شبلی ثانی، ابو مسعود انصاری
رشیدِ ملت و دین، غوثِ اعظم قطبِ ربانی"

(گنگوہی صاحب کو محمود الحسن صاحب نے یہی نہیں بلکہ "مربّیِ خلائق، مسیحائے زماں، قسیمِ فیضِ یزداں، بانیِ اسلام کا ثانی، میزبانِ خلق، محی الدین جیلانی، سرچشمۂ احسان، لاثانی، قبلہ و کعبۂ دینی و ایمانی، نورِ مجسم" اور جانے کیا کیا کہا ہے اور اپنے کلیات میں گنگوہی و نانوتوی کے لئے فرماتے ہیں۔

مرے ہادی مرے مرشد مرے مادیٰ ملجا

☆ "کفر کو پسند کرنا، کفر کی باتوں کو اچھا جاننا، کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا..... کسی نبی یا فرشتے کی حقارت کرنا، ان کو عیب لگانا..... کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگی، کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا، روزی، اولاد مانگنا، کسی کے نام کی منت ماننا، کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا..... کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کے لئے کافی سمجھنا، حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرنا، اس قسم کی اور بہت سی باتیں (سب کفر و شرک اور بری) ہیں۔" (بہشتی زیور، ص ۳۷، ۳۸، از تھانوی)

☆ "اگر ہمہ تن زبان بن جاؤں تب بھی اس ستودہ صفات ذات (گنگوہی) کے اوصاف کا احاطہ نہیں کر سکتا" (تذکرۃ الرشید ص ۔۔ ج ۲)

میرے آقا میرے مولیٰ میرے سلطاں دونوں
راشد و قاسم خیرات و رشید مرشد
قبلۂ دین ہیں اور کعبۂ ایماں دونوں"
(مرثیہ' مطبوعہ راشد کمپنی' دیو بند)
(☆)

☆ ان ہی گنگوہی صاحب کی مزید "خصوصیات" کا تذکرہ ملاحظہ ہو۔ "امام ربانی (گنگوہی) کے "تصرفاتِ" باطنیہ ایسے قوی ظاہر ہوئے کہ ان کی کُنہ کا ادراک دشوار ہے اور چوں کہ اس میں زیادہ دخل "متوسل" کی مناسبت و تعلقِ مودّت کو ہے اس لئے آپ کی "قوتِ قدسیہ" کے سامنے "قریب و بعید اور حاضر و غائب" اس "انتفاع" میں یکساں تھے...... جب تک قلب کی پوری اصلاح نہیں ہو گئی اس وقت تک حضرت نے بیعت بھی نہیں فرمایا اور بیعت کے بعد تو حضرت کے "تصرفات" نے جو کچھ کیا وہ بیان کے قابل نہیں..... دل میں درد آخرت کا پیدا ہو جاتا جو ادراکِ باطنی کا پیش خیمہ ہے آپ کے

☆ "دیو بندیوں کے "بے مثل و بے نظیر' مستجمع الصفات' سرتاپا کمال' مدارِ رشد و ہدایت (گنگوہی)" فرماتے ہیں۔

"قبلہ و کعبہ' قبلہ حاجات' قبلۂ دینی و دنیوی وغیرہ ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمہ ہیں۔" (تذکرۃ الرشید' ص ۷۳' ج)" قبلہ و کعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے۔" (ص ۴۴۳' تالیفاتِ رشیدیہ)

(☆) مرثیہ کے مزید اشعار اور ان کی شرح میرے والد صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی کتاب "تعارف علمائے دیوبند" میں ملاحظہ فرمائیں۔ کوکب غفرلہ

"تصرفات" میں وہ معمولی "تصرف" ہے جس سے میرے خیال میں آپ کا ایک متوسل بھی' خالی نہیں..... راہ رَوندگانِ راہِ حق کی ایک (گنگوہی کے) دامن کے ظلِ عاطفت میں وہ وہ "مشکل کشائی اور حاجت رَوائی" ہوئی کہ بال بال اور رواں رواں شکریہ ادا کرے تو ادا نہیں ہوسکتا..... حضرت امام ربانی (گنگوہی) کا ہر خادم آپ کے "فیضان" کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لئے ہوئے ہے اور ہر شخص پر آپ کے "تصرفات" کا اثر کبھی نہ کبھی لابُد ہوا ہے..... آپ (گنگوہی) کا "وجودِ باجُود ظاہراً و باطناً" اس زمانہ میں عالَم کے لئے "رحمتِ خداوندی" تھا کہ اپنی اپنی استعداد کے موافق سب ہی آپ کے فیضان سے "مستفید" ہوئے آپ (گنگوہی) دنیا سے تشریف لے گئے مگر "آپ کے تصرفات" عالَم میں اپنا کام برابر کررہے ہیں..... حضرت (گنگوہی) کا مریدین کی جانب متوجہ ہوکر استفراغ کرنا مریدین کے مفاسدِ باطنیہ کا وہ اخراج ہے جس کو "توجہ اور تصرف" سے تعلق ہے..... حضرت (گنگوہی) "مرجعِ عالَم" تھے' صغار و کبار اپنے اپنے

☆ "جو کوئی کسی مخلوق کا عالَم میں "تصرف" ثابت کرے..... اس پر شرک ثابت ہوجاتا ہے گو کہ اللہ کی برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو ثابت نہ کرے۔ (ص ۲۷)

"حاجاتِ ظاہری و باطنی" آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے.... اور تصرفات کا دارومدار چوں کہ "متصرف شیخ" کے قلب کی قوت اور "روحانی طاقت" پر ہے اس لئے بعض اہلُ اللہ کے "تصرفات" اس درجہ بڑھ گئے ہیں کہ جو افہام اس مضمون سے بالکل بے بہرہ ہیں ان کو یقین آنا بھی محال ہے اور بات بھی درست ہے جو شخص حواسِ خمسہ کے علاوہ اس اندرونی چھٹے حاسہ سے آگاہ ہی نہیں وہ اس کے تصرفات کو کیا جانے اور سنے تو کیوں کر یقین کرے.... غیر معتقدین پر "تصرف" کرنے کی قوت حق تعالیٰ نے اسی مقدس گروہ کو عطا فرمائی ہے.... اہلُ اللہ کی قوتوں اور تصرفات کا اثر امور طبعیہ پر بھی پڑتا ہے .... "آپ (گنگوہی) کے باطنی تصرف اور قلبی توجہ کے سامنے کشفِ کونی و زمانی کا ایسا مرتبہ نہیں جس کو لذت کے ساتھ بیان کیا جائے.... سرتاپا آپ (گنگوہی) کا "وجود باجُود مستقل طور پر" راہبر اور رہ نما تھا.... (گنگوہی اپنے) باطنی تصرف و توجہ سے خُدّام کی معاونت فرمایا کرتے

تھے۔"

(تذکرۃ الرشید' ج ۲' باب تزکیہ و تصرفات' ص ۱۳۶ تا ۱۵۱' ص ۳۱۱' ۲۲۳' ۲۲۳' ۲۳۰' ۲۳۵' از جناب عاشق الٰہی میرٹھی)

☆ "(جناب محمد قاسم نانوتوی) کلیئر شریف تشریف لے جاتے تو رُڑکی سے پیدل' ننگے پاؤں ہو لیتے اور شب کو روضہ میں داخل ہو کر کواڑ بند کر لیتے اور تمام رات حضرت صابر صاحب کے مزار پر تنہائی میں گزارتے تھے۔"

(سوانحِ قاسمی' ص ۳۰' ج ۲' از مناظر احسن گیلانی' مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ' لاہور)

☆ "مکمل شاہ صاحب کے مزار کے پاس ایک دفعہ حکیم (ضیاء الدین) صاحب نے دیکھا کہ محمد قاسم نانوتوی تشریف فرما ہیں۔ حکیم صاحب بھی مزار کے قریب پہنچے اور بے خیالی میں ان کا پاؤں مزار شریف سے چھو گیا۔ حکیم صاحب کا بیان ہے کہ حضرتِ والا (نانوتوی) کو دیکھا کہ بے ساختہ دونوں ہاتھوں سے میرے پاؤں کو پکڑے ہوئے مزار سے الگ کر رہے ہیں۔" (ص ۳۰'

ج ۲' سوانحِ قاسمی)

☆ جو استعانت واستمدادِ بالمخلوق باعتقادِ علم وقدرت مستقل مستمد منہ ہو' شرک ہے اور جو باعتقادِ علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہو' جائز ہے خواہ وہ مستمد منہ حی ہو یا میت۔ اور جو استمداد بلا اعتقادِ علم وقدرۃ ہو' نہ مستقل نہ غیر مستقل' پس اگر طریقِ استمداد مفید ہو تب بھی جائز ہے" (فتاویٰ امدادیہ' ص ۹۹' ۱۰۰ ج ۴' اشرف علی تھانوی)

☆ "ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ سے ہی استعانت ہے۔" (حاشیہ قرآن' ص ۲' از شبیر احمد عثمانی)

☆ "حق تعالیٰ کی طرف سے جب رحمت ومغفرت کی ہوائیں چلتی ہیں' تو مقصود بزرگ (اللہ والے) ہوتے ہیں' مگر حسبِ قُرب وبُعد پہنچتی ہیں' سب آس پاس والوں کو بھی ..... بزرگوں کے جوَار (پڑوس) اور قرب مکانی کا کوئی فائدہ اگر نہ ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ

"کسی پیر پیغمبر کو..... یا کسی بچی قبر کو ..... یا کسی کے تھان کو' یا کسی کے چلہ کو کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو..... یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا ایسے مکانوں میں دُور دور سے قصد کر کے جاوے..... یا وہاں روشنی کرے' غلاف ڈالے' چادر چڑھاوے ..... رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے' ان کی قبر کو بوسہ دیوے..... ہاتھ باندھ کر التجا کرے' مراد مانگے... وہاں کے گرد وپیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے' سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔" (ص ۱۰۸)

تعالیٰ عنہ روضۂ پاک میں دفن ہونے کی آرزو کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی آرزو کیوں قرار دیتے.... اللہ والے لوگ ایسی قوم کے لوگ ہیں، جن کا ہم نشیں ناکام نہیں ہو سکتا.... بزرگوں کے قریب دفن ہونا مُردے کے لیے فائدہ بخش ہے۔" (سوانحِ قاسمی، ص ۳۵ ج ۲)

☆ "جس طرح توسّل کسی دعا کا جائز ہے، اسی طرح توسل دعا میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے... توسّل بعد الوفات بھی ثابت ہوا، اور علاوہ ثبوت بالرّوایہ کے درایتہً بھی ثابت ہے... غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جب کہ اس (غیر نبی) کو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابتِ حسیہ کا یا قرابتِ معنویہ کا۔ توسّل بالفعل بھی جائز ثابت ہوا۔" (نشرُ الطیب، ص ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰۔ از تھانوی)

☆ "سید (محمد عابد) صاحب (دارالعلوم دیوبند کے اصلی بانی) کے دیگر ظاہری وباطنی کمالات کے ساتھ ساتھ ان میں ادنیٰ تعویذ وگنڈہ ہے جس کے سبب اہل دیوبند اور نواح دیوبند کے

"سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دُور ونزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے.... اور (یوں سمجھے کہ) جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے، سو ان باتوں سے مشرک ہوجاتا ہے.... خواہ یہ عقیدہ انبیا واولیاء سے رکھے خواہ پیرو شہید سے، خواہ امام و امام زادہ سے، خواہ بھوت و پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے (عطا) سے، غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔" (تقویۃ الایمان، ص ۹، از جناب اسماعیل دہلوی بالاکوٹی)

ہر قسم کے دُکھ دَرد و دلدر دور ہوتے ہیں
.... آپ (سید محمد عابد) کی ذات فیضِ
آیات سے خلائق کو بہت طرح کا نفع
حاصل ہے۔" (سوانح قاسمی' ص ۲۳۹'
۲۴۰' ج ۲)

☆ "غلاف کعبہ زادہا اللہ تنویرا کے
تبرک ہونے اور اس کی تقبیلِ تبرک
کے جواز میں تو کوئی کلام نہیں' اگر بوسہ
دینے میں صرف اسی قدر اعتقاد ہو اور
کسی کو ایذا بھی نہ ہو کچھ مضائقہ نہیں
موجبِ ثواب و برکت ہے۔" (فتاویٰ
امدادیہ' ص ۷۵' از تھانوی)

☆ "حضرت مولانا گنگوہی نے بیان
فرمایا کہ جب میں ابتداءً گنگوہ کی خانقاہ
میں آکر مقیم ہوا ہوں تو خانقاہ میں بَول و
بَراز نہ کرتا تھا بلکہ باہر جنگل جاتا تھا کہ
شیخ کی جگہ ہے' حتیٰ کہ لیٹنے اور جوتے
پہن کر چلنے پھرنے کی ہمت نہ ہوتی
تھی۔"
(آپ بیتی' ص' ۴۲۰ از شیخ محمد زکریا
مطبوعہ مکتبہ شیخ زکریا' سہارن پور۔
ارواح ثلاثہ' ص ۲۴۳' از تھانوی)

☆ "میں (زکریا) نے عرض کیا کہ
حضرت آپ دونوں (حسین احمد مدنی و

عبدالقادر رائے پوری) کی جوتیوں کی خاک اپنے سر پر ڈالنا باعث نجات اور فخر اور موجب عزت سمجھتا ہوں۔" (آپ بیتی' ص ۳۸۹' از شیخ محمد زکریا)

☆ "والد صاحب کے حجرہ سے زینہ میں آنے کے لئے حضرت کے حجرہ کی چھت پر کو آنا پڑتا تھا تو میں بجائے اس چھت کے برابر کی منڈیر پر کو ہمیشہ گزرتا تھا' تھی تو ریاکاری اس لیے کہ حقیقی ادب تو اب تک بھی نصیب نہیں ہوا۔" (آپ بیتی' ص ۹۳' از محمد زکریا کاندھلوی)

☆ "ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑا بخار کی بہت کثرت ہوئی سو جو شخص مولانا (محمد یعقوب) کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے ہی آرام ہو جاتا۔" (آپ بیتی' ص ۹۸۲۔ ارواح ثلاثہ' ص ۲۹۵)

☆ حسین احمد مدنی کے والد حبیب اللہ فرماتے ہیں۔

"اے بہار باغ رضواں کوئے تو
بلبل سدرہ اسیر موئے تو
سجدہ ریزاں آمدہ سوئے حبیب
اے ہزاراں کعبہ در ابروئے تو"

"زن و فرزند میں خود بھی دل و جاں بھی سبھی تجھ پر
تصدق یا نبیَ اللہ تُو محبوبِ یگانہ ہے"
(نقشِ حیات، ص ۴۷، ۴۸، از حسین احمد مدنی مطبوعہ دار الاشاعت کراچی)

☆ "مُردوں کا زندہ کرنا' اکمہ و اَبرص (اندھے و برص والے) وغیرہ مریضوں کا صحت یاب ہونا' غَیب کی خبریں بتانا یہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے کھلے معجزے ہیں" (تفسیر عثمانی ص ۱۷)

☆ "(محمد قاسم نانوتوی صاحب) سماعِ اولیاء اللہ کے قائل تھے...... (قاری محمد طیب کہتے ہیں کہ) ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا یہی مسلک ہے کہ سماعِ موتیٰ ثابت ہے۔" (سوانح قاسمی ص ۲۹، ۳۳)

☆ "(تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب نے) فرمایا کہ میری نفلوں (نفل نمازوں) سے تو آپ (عبدالقادر رائے پوری) کے پاس بیٹھنا زیادہ افضل ہے۔" (سوانح عبدالقادر رائے پوری، ص ۳۱۰ مصنفہ ابوالحسن ندوی)

☆ اکابر علمائے دیوبند اور ان کے پیروکاروں کا روز کا وظیفہ ملاحظہ ہو۔

"کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب
ہادیِ عالم علی مشکل کُشا کے واسطے

(تعلیم الدین، ص ۴۳، از تھانوی۔ سلاسلِ طیبہ، ص ۲۳، از حسین احمد مدنی)

☆ "چوں کہ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت امام ربانی (گنگوہی) کو اپنی پریشان حال و مصیبت زدہ مخلوق کے لئے "پشت پناہ" بنا کر بھیجا تھا "غوثیت" کا خلعتِ فاخرہ آپ کے زیب تن کیا گیا تھا اس لئے مضطرب و بے چین ہو جانے والے آفت رسیدہ لوگوں اور مایوس و ناامید بن جانے والے بیماروں اور فکرمندوں کی بھی "دست گیری" فرمایا کرتے تھے...... آپ (گنگوہی) کی دعا دینے والی وہ زبان جس کی حفاظت حق تعالیٰ شانہ کی طرف سے ہوتی تھی آپ کی "ولایت و غوثیت" کا ہر وقت ثبوت دیتی تھی اور آپ کا "ظلِ عاطفت و توسل" جس کے ذریعہ سے ہزارہا انسان کی "حاجات براری" ہوئی۔"

(تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۲۹۴، ۳۰۵)

☆ نانوتہ اور گنگوہ کو گنگوہی و نانوتوی کی نسبت سے کیا سمجھا جاتا ہے؟ یہ بھی

ملاحظہ ہو۔

"بن گئے ان کے تصدّق سے مقامِ محمود

کیوں نہ نانوتہ و گنگوہ ہوں نازاں دونوں"

کعبۃُ اللہ میں جاکر بھی گنگوہ کو یاد کرنا فضیلت رکھتا ہے؟ ملاحظہ ہو۔

"پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوقِ عرفانی"

(کلیاتِ شیخ الہند' از محمود حسن دیوبندی مطبوعہ مکتبہ محمودیہ' لاہور)

☆ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے بیٹھنے کی جگہ (حجرے) کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"غدر (جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء) کے زمانے میں اس سہ دری کو آگ لگا دی گئی تھی' اس حجرے کے در اور کواڑ پر اب تک جلے ہوئے کا اثر ہے۔ یہ حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے ہی کے ہیں' لوگوں نے مجھ (تھانوی) سے کہا بھی کہ ان کو نکلوا دو۔ میں (تھانوی) نے کہا کہ نہ بھائی' اس کو میں نہ نکلواؤں گا اور یہ اس خیال سے کہ ان کو حضرت کا ہاتھ بھی لگا ہوا ہو گا اور کبھی اس چوکھٹ کو سر بھی لگا ہو گا ۔۔۔ ایک مولوی صاحب نے (تھانوی

سے) عرض کیا کہ جس جگہ بزرگ رہتے ہیں' اس جگہ میں ایک خاص برکت اور نور ہوتا ہے۔ (تھانوی نے) فرمایا: میں نے خود حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا مقولہ سنا ہے' فرمایا کرتے تھے' جائے بزرگان بجائے بزرگاں' واقعی برکت ضرور ہوتی ہے۔ (تھانوی نے) فرمایا کہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ جب حج کو تشریف لے گئے تھے' ان کی جگہ بیٹھ کر ذِکر کرتا ہوں تو زیادہ اَنوار و برکات محسوس ہوتے ہیں اور جگہ میں یہ بات نصیب نہیں ہوتی' یہ تو مشاہدہ ہے۔" (قصص الاکابر' ص ۱۴' از تھانوی مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ' لاہور)

☆ "یہی میرا ناز و نیاز ہے کہ اسیرِ زلفِ رشید ہوں
اس سلسلے کا مرید ہوں مِرا اس پہ دار و مدار ہے"

(تالیفاتِ رشیدیہ' ص ۱۴' از کلام نفیس الحسینی)

☆ عقل نے سمجھایا کہ اس دیوبندی اشکال کا حل بھی' ان ہی تھانوی "مشکل کُشا" سے کرائیے'

"اور جو اہلِ حاجت تعویذ و نقش کے

طالب ہو کر آتے' ان کی حاجت روائی بھی کرتے جاتے"

(حکیم الامت' ص ۳۶' ۹۴ مصنفہ عبدالماجد دریابادی)

☆ دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے وہ "دینی آقا (دیوبندیوں کے نزدیک) جن کے پاؤں دھو کر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے۔" جناب اشرفعلی تھانوی کی وہ تحریر جو بقول عاشق الٰہی میرٹھی "قیامت کے ہولناک دن میں مغفرت کی دستاویز اور قلبی سلامتی و ایمان کی مُہری سند بنا کر علی روس الاشہاد تھانوی کے ہاتھ میں دی جائے گی" ملاحظہ ہو (☆)

(ترجمہ) : اللہ کے لیے ہے سب تعریف اور سلام اس کے افضل و اعلیٰ پیغمبر پر۔ اس کے بعد از بندۂ ذلیل بخدمت "مخدوم و مُطاعِ جلیل۔"

☆ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ تعالیٰ۔ والسلام علی رسولہ الافضل الاعلیٰ۔ اما بعد من العبد الذلیل الی المخدوم المطاع الجلیل۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ والیکم بشتاق قلبی الا واہ' وبعد فقد اجتمعت فی ہذا الایام بالمولوی منور علی فقال ان حضرت مولانا ساخطون علیک لاختیارک طریق بعض اقاربک الذی یغائر طریقہم فعلیک ان تعتذر الیہم وترضیہم بہذا الخبر نوحعا فظیعا و تالمت تالما وجیعا لکن مالمت الا نفسی وما رایت شیئا غیر الصدق ینجی فیا مولانا واللہ انی کنت فی ذلک الزمان غریقا فی بحار الحیرۃ والطلب' واتطلع من یخلصنی من ذاک الوصب والنصب اذا نادی منادمن قریب من غیر ارادتی و قصدی ہات یدک بیدی انجیک من ہذا

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحے پر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور مشتاق دل
کے اظہار شوق کے بعد عرض ہے کہ
دریں ایام مولوی منور علی صاحب سے
ملنے کا بندہ کو اتفاق ہوا۔ انہوں نے فرمایا

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

البحر اللجی وان الغریق یتشبث بکل حشیش۔ لما هو فیه من التهویش والتشویش۔ وقد کنت من وراء البحار من حبیبی۔ و مغیثی وطبیبی ' ومع ہذا ما ترکت بحمد اللہ یوما العمل بقول الاکابر۔ خذما صفا ودع ماکدر۔ ثم کما ساعفنی الجدیلثم تراب نعلیه و حضرت لدیه جدت الارادۃ۔ لیکون لما عسی ان یکون فات اعاده فلمارجعت اندوت ظماء واکاد احسب السراب ماءً واریتنی لا ازداد الاحیرۃ ووحشۃ' و ضیقا ودهشه کتبت "لی حبیبی ما وقع من الحال' ونادیت بالبلبال۔

یا مرشدی یا مولٰی یا مفزعٰی　　یا ملجائی فی مبدئی و معادی
ارحم علی ایاغیاث فلیس لی　　کهفی سوی حبیکم من زاد
نازَ الانام بکم وانی هائم　　فانظر الی برحمۃ یا هاد
یا سیدی للہ شیاء انه　　انتم لی المجدی وانی جادی

فعذرنی ونصرنی حباو کرامه' واقامنی علی ساحل السلامه' فترنمت شوقا' و تبینت ذوق۔

دوش وقت سحراز غصه نجاتم دادند　　واندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیائیست عجیب بندگی پیر مغاں　　خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند

قد لسعت حیة الهوی کبدی　　فلا طبیب لها ولا راقی
الا الحبیب الذی شغفت به　　فعنده رقیتی و تریاقی

وانی واللہ قد رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا و بشیخی امداد اللہ العالمین مرشد اوولیا وبکم یا مولانا (گنگوهی) بادیا مهدیا فهذا الذی ذکر کان من خبری و حقیقۃ امری فباللہ هو عین الصدق۔ و محض الحق۔ ماکان فیه من کذب ولا شعر۔ ولا خداع ولا سحر۔ "فیا سیدی للہ

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحے پر

کہ حضرت مولانا (گنگوہی) تم (تھانوی) سے ناراض ہیں کیوں کہ تم نے اپنے بعض اقارب کا وہ طرز عمل اختیار کرلیا ہے جو حضرت کے طریق عمل کے خلاف ہے۔ پس ضرور ہے کہ آپ معذرت کریں اور مولانا کو راضی کریں۔ یہ خبر سن کر مجھے نہایت صدمہ اور بہت رنج ہوا' اپنے آپ کو میں نے ملامت کی اور سچ کے سوائے کسی شے کو نجات دینے والا نہ سمجھا۔ پس اے ہمارے آقا میں اس وقت حیرت اور طلب کے دریا میں ڈوبا ہوا تھا اور اس بات کا متجسس تھا کہ کوئی مجھ کو اس رنج و فکر سے چھڑالے۔ ناگاہ میرے قصد و ارادہ کے بغیر قریب سے ایک منادی نے مجھے پکارا' کہ "لا

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

ان تقبلوا عذری بخلقکم العظیم"۔ ولا تصغوا الی کل هماز لماز مشاء بنمیم۔ ولا تخرجونی من الجماعۃ "فانی ارجوان اکون معکم یوم تاتی الساعۃ لکن لا نطیق همتی ان انا بنبا لمخالفۃ مع الاعلان۔ عسی ان یکون من اللہ تعالی بمکان۔ فایذاوہ یوجب الهوان والخسران۔ فانی احسبہ من فرقۃ اہل الملامۃ ولکن لیس بمنصب الامامۃ۔ نعم التزمت علی نفسی انکار طریق یخالف السنۃ والکتاب' علی راس المنبر وبطن المحراب۔ وان من مصلحتی ان یکتم ہذا السر' لئلا یلحقنی الضر والشر۔ وھو المامول من جنابکم ومن قاری کتابکم ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ویکون ہذا السر جهرا۔ وہا انا قد اشتغلا الانتظار منی۔ ان تبشرونی برضاکم عنی۔ رضی اللہ عنا وعنکم وعن جمیع المسلمین۔ بحق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابدالا بدین۔ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۱۳ھ۔"

اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے، تجھے اس گہرے سمندر سے نجات دوں گا"۔ اور ظاہر ہے کہ ڈوبتا ہوا شخص تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے کیوں کہ وہ پریشانی و تشویش میں مبتلا ہے اور میرا تو یہ حال تھا کہ "اپنے پیارے فریادرس طبیب" (اعلیٰ حضرت حاجی صاحب) سے کئی دریا ورے پڑا تھا (پس اس ندا کی طرف جھک گیا) مگر باوجود اس کے میں نے بزرگوں کی اس نصیحت کو ایک دن بھی نہ چھوڑا کہ "صفا صفا لے لو اور گدلا گدلا چھوڑ دو" پھر جب بھی میری سعی نے اس ندا کنندہ کی "خاک بوسی علین" تک مجھ کو پہنچادیا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ارادت تجدید کرلی' اس امید پر کہ شاید مافات کی مکافات ہو جائے مگر جب واپس ہوا ہوں تو پیاس بڑھی ہوئی پائی اور قریب تھا کہ (دھوکا کھاؤں) سپید ریت کو بہتا ہوا پانی سمجھ جاؤں اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ سوائے حیرت و توحش کی زیادتی اور تنگ دلی و دہشت کی ترقی کے کچھ نہ پایا' تب میں نے اپنے پیارے کو سارا حال لکھ کر بھیجا اور دل سے یوں عرض کیا۔

میرے مرشد میرے مولی مری وحشت کے انیس
مری دنیا کے مرے دین کے اے جائے پناہ
میرے فریاد رسا مجھ پہ ترس کھاؤ کہ میں
آپ کی حب کے سوا رکھتا نہیں توشہ راہ
خلق فائز ہو شہا آپ سے اور میں حیران
رحم کی ہادی من اب تو ادھر کو بھی نگاہ
میرے سردار خدا واسطے کچھ تو دیجے
آپ معطی ہیں مرے میں ہوں سوالی الی اللہ

پس اعلیٰ حضرت نے میری معذرت قبول فرمائی اور مدد کی اور محبت و بزرگی کے ساتھ لیا اور سلامتی کے کنارہ پر لا کھڑا کیا، جس کے سبب بہ شوق میں نے اس طرح نغمہ سرائی کی اور بہ ذوق یہ ابیات پڑھیں۔

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند
واندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں
خاک او گشتم وچندیں در جاتم دادند
ڈس لیا عشق کی ناگن نے کلیجہ میرا
کون منتر پڑھے اور کس سے رکھوں جان کی آس
ہاں وہ جاناں کہ مری جان ہے جس پر قرباں
جھاڑنا جانتا ہے رکھتا ہے تریاق کو پاس

اور میں بخدا راضی ہوں اللہ کو رب سمجھنے سے اور اسلام کو دین بتانے پر اور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے اور اپنے شیخ حضرت امداد اللہ کو عالم کا مرشد اور ولی اور آپ (گنگوہی) کو' اے ہمارے آقا' راہبر اور ہدایت یاب سمجھنے سے' سو کچھ عرض ہوا ہے یہ ہے میرا قصہ اور حقیقتہ الامر جو بخدا عین صدق اور محض حق ہے' جس میں نہ جھوٹ ہے نہ افترا' اور نہ دھوکا ہے نہ مزاح۔ پس اے میرے سردار اللہ واسطے میرا عذر اپنے اخلاق سے قبول فرما اور کان بھی نہ لگایئے کسی بدگو عیب چیں چغل خور کی طرف' مجھے اپنی جماعت سے ہرگز خارج نہ سمجھئے میں تو واقعی امید رکھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ محشور ہوں گا قیامت کے دن' ولیکن میری ہمت اس کی متحمل نہیں ہوسکتی کہ کھلم کھلا (ندا کنندہ کی) مخالفت کرنے لگوں کیوں کہ ممکن ہے کہ وہ شخص خدا کے نزدیک بارتبہ ہو' پس اس کو ایذا پہنچانی موجب ذلت وخسارہ بن جائے اس میں شک نہیں کہ میں اس کو مستحق ملامت گروہ میں سمجھتا ہوں ولیکن امامت کا منصب نہیں (کہ روک سکوں) ہاں اپنے نفس پر میں نے لازم سمجھ لیا ہے کہ جو طریق

سنت و کتاب اللہ کے مخالف ہو' اس کا انکار بالائے ممبر اور اندرون محراب کرتا رہوں اور میری مصلحت اس کو مقتضی ہے کہ یہ راز مخفی رہے' تاکہ مجھے کوئی ضرریا شر نہ پہنچے اور اسی کی آپ کی جناب سے اور نیز خطوط کے پڑھنے والے سے امید بھی ہے' کیا عجب ہے کہ حق تعالٰی اس کے بعد کوئی بات پیدا فرما دیں اور یہ راز آشکارا ہو جاوے' مجھے سرتاپا انتظار تصور فرماویں اس کا کہ آں حضرت (گنگوہی) کے مجھ سے راضی ہو جانے کا مژدہ مجھ تک پہنچے' حق تعالٰی سدا راضی رہیں ہم سے اور آپ سے اور تمام مسلمانوں سے بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ ۲۹ ذی قعدہ ۱۳۱۴ ہجری۔"

(متن و ترجمہ از تذکرۃ الرشید' ص ۱۱۳ تا ۱۱۶ ج ۱۔ از جناب عاشق الٰہی میرٹھی)

"اصحاب ایں مراتب عالیہ و ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند و ایں کبار اولی الایدی والابصار رامی رسد کہ تمامی کائنات رابسوئے خود نسبت

نمایند مثلاً ایشاں رامی رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔"

(ترجمہ : اس اعلیٰ رتبے اور اس بلند منصب (ولایت) کے لوگ عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں' ماذون مطلق (کھلی قطعی اجازت دیئے گئے ہیں) ہیں' ان بڑی قدرت اور علم والوں کو حق پہنچتا ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت کریں' مثلاً یہ (اولیاء) کہیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے' تو ان کو ایسا کہنے کا حق ہے۔☆) (صراط مستقیم' ص ۱۰۱ از جناب اسماعیل دہلوی)

☆ دیوبندیوں وہابیوں کے یہی امام اسماعیل دہلوی چھلتی صاحب فرماتے ہیں۔

"و نیز سالک ایں سلوک را باید کہ در ادائے حقوق انبیا و اولیا بلکہ سائر مومنین و تعظیم ایشاں کوشش بلیغ کند کہ ہمہ ایشاں ساعی و شافع وے شوند و سعی و

(☆) تالیفات رشیدیہ' ص ۲۳۱' از گنگوہی میں ہے کہ کسی نے رشید احمد صاحب گنگوہی سے پوچھا کہ "تقویۃ الایمان" اور "صراط مستقیم" کس کی تصنیف ہیں؟ گنگوہی نے جواب میں لکھا کہ "صراط مستقیم و تقویۃ الایمان' محمد اسمٰعیل دہلوی کی تصانیف ہیں اور میں ان کتابوں سے واقف اور مصنف (اسمٰعیل دہلوی) کے خاندان سے مستفید اور اس کے عقائد و خیالات پر پورا مطلع ہوں۔"

شفاعت انبیا و اولیا پر ظاہر است"......

"وقوے دیگر در عرض حاجات و استحلال مشکلات و طلب مرغوبات و استرداد مکروہات وسعی در شفاعات بنا بر استحکام علاقہ عبودیت و اظہار حاجت کہ شعار بندگی است و بنا بر رحمت بر اہل اضطراب ذوالحاجات چالاک و سرگرم می باشند"..... "وہم چنیں قوم ثانی را بنظر ظہور مقتضیات علاقہ عبودیت و حصول مقام وسالت فی مابین الرب و خلقہ در وصول فیوض غیبیہ بجمہور ناس بسبب سعی ایشاں در شفاعات بر قوم اول فضیلتے کہ ہست بر ہیچ یکے از عقلا پوشیدہ نیست۔" (صراط مستقیم (فارسی)، ص ۳۸، ۱۴۲، ۱۴۳، مطبوعہ در مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۰۸ھ ص ۲۲۵، ۲۷۸، ۲۷۷، صراط مستقیم مترجم و مصنفہ محمد اسمٰعیل دہلوی، مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز، لاہور، ۱۹۵۶ء)

ترجمہ (نیز اس سلوک کے سالک کو چاہیئے کہ انبیا اور اولیاء بلکہ تمام مومنین کے حقوق اور "تعظیم" کے ادا کرنے میں انتہائی کوشش کرے کہ وہ سب اس (سالک) کے واسطے "کوشش

اور (سفارش) شفاعت" کرنے والے ہیں اور "انبیا و اولیا کی کوشش اور (سفارش) شفاعت" تو نہایت ظاہر ہے..... اور (دوسری قوم)دوسرا طبقہ عرض حاجات و حل مشکلات (مشکل کشائی) وطلب مرغوبات و دفع مکروہات اور شفاعات (سفارشات) میں سعی و کوشش کرنے میں بنا بر استحکام علاقہ عبودیت و اظہار حاجت کے جو بندہ ہونے کا شعار ہے اور اہل اضطراب اور حاجت مندوں پر رحمت (مہربانی) کرنے کے لئے چست و چالاک اور سرگرم ہوتا ہے...... اور اسی طرح دوسرے طبقے (قوم ثانی) کے لئے عبودیت کے مقتضیات ظاہر ہیں اور "ان کو رب تعالی اور اس کی مخلوق کے درمیان وسیلہ ہونے کا مقام حاصل ہے" اور ان کی "سعی اور شفاعات" سے عام لوگوں کو فیوض غیبیہ پہنچتے ہیں اس لحاظ سے دوسرے طبقہ کو پہلے طبقہ پر فضیلت حاصل ہے جو کسی بھی عاقل سے پوشیدہ نہیں۔)

اسی کتاب میں فرماتے ہیں :

"پس در خوبی ایں قدر امراز امور

مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست" (صراط مستقیم (فارسی) ص ۵۵ اردو ص ۱۰۴)

ترجمہ (پس مرسومہ (رسم و رواج کے مطابق) امور میں اس قدر امر یعنی "اموات کے لئے فاتحہ ہا (ہر فاتحہ) اعراس (ہر عرس) اور نذر و نیاز" کرنے کی خوبی میں (کوئی) شک و شبہ نہیں ہے (یہ امور بہت اچھے ہیں) (واضح رہے کہ "سوئم، دہم، چہلم" اموات کو ایصال ثواب کے لیے مروجہ، مرسومہ نام اور عنوان ہیں اور اسماعیل دہلوی صاحب کی تحریر میں "فاتحہ ہا" کے الفاظ میں ان ہی مروجہ عنوانات کی طرف اشارہ ہے۔)

"وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریف ہو یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔"

☆ سوال : جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو (اس عرس میں) شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔" (فتاوٰی رشیدیہ، ص ۹۴ ج ۲ رشید احمد گنگوہی)

☆ "اور سویم، دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں۔" (فتاوٰی رشیدیہ، ص ۹۹ ج ۱)

☆ "مخاطبات میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ادب و عظمت کا پورا خیال رکھنا چاہیے' عام لوگوں کی طرح "یا محمد" وغیرہ کہہ کر خطاب نہ کیا جائے بلکہ "یا نبی اللہ" اور "یا رسول اللہ" (صلی اللہ علیک وسلم) جیسے تعظیمی القاب سے پکارنا چاہیے"۔
(حاشیہ قرآن' ص ۴۲۶' از جناب شبیر احمد عثمانی)

☆ جناب اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں۔ "ہر دم نام محمدؐ کا لے"۔ (ارواح ثلاثہ' ص ۹۴' مرتبہ اشرف علی تھانوی)

☆ "حضرت (عبدالقادر رائے پوری) کی زندگی کے آخری ۵' ۶ سال "ختم خواجگان" کی بڑی پابندی رہی"۔
(سوانح عبدالقادر رائے پوری' ص ۲۰' ابوالحسن ندوی) (☆)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ "(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے) ذکر ولادت شریفہ کو فعل کفار کے مشابہ کہنے والا مسلمان نہیں"۔ (المہند' ص ۳۰' ۳۲' از علمائے دیوبند' مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ' دیوبند)

☆ قارئینِ کرام! تصورِ شیخ' مرشِد کے نام کی دُہائی' نام جپنا' مرشد کا مرید کے ظاہری و باطنی احوال سے بہ کمال واقف ہونا' مشکل میں بنامِ مرشد دُہائی دینا' وفات کے بعد مرشد سے استمداد' شیخ کے مکان کا احترام' آستانۂ شیخ کے اطراف و اکناف کا بہت ادب' قوتِ تصرف و مشکل کشائی' کشف و الہام' پوشیدہ باتوں (غیب) کا علم' ماضی و مستقبل کی باتوں کو جان لینا' دور و قریب دیکھنا' سننا' مدد کرنا' اموات کی تاریخ کے تعین کے ساتھ فاتحہ' برسی' میلاد اور مجالسِ شہادت' آستانوں اور مزارات کی زیارت کی نیت سے سفر'

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحے پر

☆ "یہ ہر روز اعادہ ولادت (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کا مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔" (براہین قاطعہ' ص ۱۴۸ از خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ جناب رشید احمد گنگوہی)

☆ سوال : انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب : انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے' تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ' ص ۱۵۰' ج ۲' گنگوہی)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

تبرکات کو چومنا اور ان کا بے پناہ ادب' حد سے زیادہ اپنے مشائخ کی تعریف' اپنے مشائخ سے نسبت کو نجات کے لیے یقینی' لازمی اور کافی سمجھنا' ان سے منتیں مرادیں مانگنا اور ان کے لیے نذر و نیاز کرنا' مشائخ سے ان کی زندگی اور بعد وفات نفع و نقصان کی امید ہی نہیں بلکہ یقین رکھنا' اولاد' روزی وغیرہ کے لیے اولیاء سے سوال کرنا' مانگنا' وسیلہ اولیاء اختیار کرنا' بزرگوں سے سفارش و شفاعت کی امید رکھنا اور گزارش کرنا' "یا" کے الفاظ سے ندا کرنا وغیرہ کی تمام باتوں کے لیے دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی کتابوں' تحریروں سے تمام عبارات نقل کی جائیں تو نہایت ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ قسط اول کے طور پر چند عبارات نقل کر دی گئی ہیں تاکہ قارئین اندازہ کرلیں کہ ہر وہ بات جو دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے نزدیک کفر و شرک یا حرام و ناجائز ہے' وہی سب خود ان کی اپنی تحریروں سے ثابت ہے۔ بلاشبہ یہ دیوبندی وہابی گروہ کو' اللہ پر افترا باندھنے اور انبیا و اولیاء کی گستاخی کرنے کی یہ بھی سزا ہے کہ جو نیک اور جائز امور ہیں' ان کو کفر و شرک اور غلط کہہ کر' یہ لوگ خود اپنے ہی فتووں سے غلط ثابت ہوتے ہیں اور عذاب کماتے ہیں۔ اللہ کریم ہمیں ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔

عبارات

☆ "ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص، نبی کریم علیہ السلام سے اعلم (زیادہ جاننے والا) ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔" (المہند، ص ۲۵ از علمائے دیوبند)

☆ "حضرت مولانا گنگوہی نے متعدد فتاویٰ میں یہ تصریح فرمائی کہ جو شخص ابلیسِ لعین (کو☆) رسولِ مقبول علیہ

فتوے

☆ دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے "آیت اللہ، مطاع العالم اور ماوائے جہاں" جناب رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ کتاب 'براہین قاطعہ' میں ہے کہ:

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر، علم محیط زمین کا فخرِ عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل، محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا، شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ شیطان و

(☆) اس خادمِ اہلِ سنت کے پاس کتاب "الشہاب الثاقب" کتب خانہ اشرفیہ، راشد کمپنی، دیوبند ضلع سہارن پور کی شائع کردہ موجود ہے، اس کتاب کے ص ۸۸ کی یہ عبارت آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ کتاب میں "ابلیسِ لعین" کے الفاظ کے بعد "کو" کا لفظ نہیں ہے بلکہ یوں ہے "ابلیسِ لعین رسولِ مقبول علیہ السلام"۔ یہ خادمِ اہلِ سنت تمام دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کو آگاہ کر رہا ہے کہ اگر ان دیوبندیوں وہابیوں ہی کی عادتِ بد کے مطابق کتابت وطباعت کی کسی غلطی یا کسی عبارت کا غلط مفہوم و مطلب پیش کر کے شرک وبدعت وغیرہ کے فتوے داغنے کی پیروی کرتے ہوئے کوئی شخص جناب حسین احمد مدنی کی نقل کردہ گنگوہی صاحب کی اس عبارت کے ان الفاظ پر کوئی شدید فتویٰ جاری کر دے تو دنیائے دیوبندیت تلملا اٹھے گی اور ان میں بپا ماتم دیدنی ہوگا۔ اس انکشاف کا مقصد یہ ہے کہ دیوبندی وہابی ازم کا ہر فرد جان لے کہ ہم اہلِ سنت وجماعت (سُنّی بریلوی) کسی سے بے بنیاد اختلاف نہیں رکھتے اور کوئی اہم فتویٰ کمال تحقیق اور اتمامِ حجت وغیرہ کے بغیر ہرگز جاری نہیں کرتے، کیوں کہ ہمارا مقصد احقاقِ حق اور ابطالِ باطل ہے، اہل ایمان سے ہماری محبت اللہ کے لیے ہے اور ہر باطل سے ہمارا بغض بھی اللہ کے لیے ہے۔

السلام سے اعلم اور اوسع علما کہے وہ کافر ہے۔" (الشہاب الثاقب' ص ۸۸' از حسین احمد مدنی)

☆ "میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں جو شیطان علیہ اللعن کیا' کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم میں زیادہ کہے۔" (الختم علی لسان الخصم' ص ۶ مطبوعہ در مطبع قاسمی' دیوبند باہتمام حبیب الرحمٰن صاحب۔ قطع الوتین' ص ۷' مجموعہ رسائل چاند پوری ج ۲ ص ۵۸۶' مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین' لاہور)

(جناب خلیل احمد انبیٹھوی کی کفریہ عبارت پر کفر کا فتویٰ لگا تو اشرف علی صاحب تھانوی اور منظور احمد سنبھلی صاحب نے کفر کے فتوے سے علمائے دیوبند کو بچانے کے لئے جو فرمایا وہ ملاحظہ ہو)

☆ "ہمیشہ سے میرا اور میرے سب بزرگوں کا عقیدہ ہمیشہ سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے افضل المخلوقات فی جمیع الکمالات العلمیہ والعملیہ ہونے کے باب میں یہ ہے۔

ملک الموت کو یہ وسعت (زیادتی علم) نص (قرآن و حدیث) سے ثابت ہوئی' فخر عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" (براہین قاطعہ' ص ۵۱' مصنفہ خلیل احمد انبیٹھوی' مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ' دیوبند)

☆ "جو کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرے' آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم سے علم شیطان لعین کو زیادہ کہے یا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم کے برابر صبیان و مجانین و بہائم کو کہے' وہ کافر ہے' مرتد ہے' ملعون ہے' جہنمی ہے۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق ہیں۔ زیادہ کیا معنی آپؐ کے علم کے کوئی برابر بھی نہیں ہو سکتا۔" (اشد العذاب' ص ۱۴' مصنفہ مرتضیٰ حسن دربھنگی مطبوعہ مطبع مجتبائی' دہلی)

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"
(بسط البنان' ص ۱۵' تھانوی مطبوعہ محمد عثمان تاجر الکتب' دہلی)

☆ "ہمارا اور ہمارے تمام اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر علوم کمالیہ عطا فرمائے اتنے ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کی پاک جماعت میں بھی کسی کو نہیں دیئے۔" (سیف یمانی ص ۸' از سنبھلی)

(قارئین کرام! کتاب براہین قاطعہ کی جناب گنگوہی نے تصدیق اور جناب گنگوہی نے تصدیق اور جناب ٹانڈوی مدنی نے تائید فرمائی' اگر انبیٹھوی صاحب کی عبارت کو تمام دیوبندی وہابی تبلیغی درست مانیں تو تھانوی صاحب اور سنبھلی صاحب اور المہند پر دستخط کرنے والے تمام دیوبندی وہابی علماء سب' کافر و مشرک قرار پائیں گے اور اگر ان تمام علماء کی مصدقہ عبارت درست مانی جائے گی۔ تو انبیٹھوی و گنگوہی اور حسین احمد ٹانڈوی مدنی' کافر و مرتد و ملعون قرار پائیں گے۔ یعنی ان علماء میں سے جس کسی کی تائید' یہ

☆ اور ملک الموت سے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے) افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز (یہ) ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا' ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو' چہ جائے کہ زیادہ۔" (براہین قاطعہ' ص ۵۲' از خلیل احمد انبیٹھوی)

☆ "ایک خاص علم کی وسعت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہیں دی گئی اور ابلیس لعین کو دی گئی ہے۔" (الشہاب الثاقب' ص ۹۲' از حسین احمد ٹانڈوی مدنی)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

دیوبندی وہابی کریں گے اس کو کفر سے
کیا بچائیں گے بلکہ خود اپنا ایمان بھی
ضائع کر بیٹھیں گے)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

عبارات

دیوبندیوں ' وہابیوں ' بلیغیوں کے
دینی آقا اشرفعلی علی صاحب تھانوی
فرماتے ہیں
"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم
غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو
دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب

فتوے

☆ "جو شخص نبی علیہ السلام کے علم
کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے
برابر سمجھے یا کہے ' وہ قطعاً کافر ہے۔"
(المہند ' ص ۳۰ ' از جناب خلیل احمد
انبیٹھوی و علمائے دیوبند) (☆)

(☆) (واضح رہے کہ "المہند" نامی کتاب پر جناب محمود الحسن ' عاشق الٰہی میرٹھی ' احمد حسن امروہوی '
مفتی کفایت اللہ اور چھوٹے بڑے بہت سے علمائے دیوبند کے تائیدی دستخط ہیں۔ یعنی "المہند" نامی کتاب
ان سب علمائے دیوبند کی مصدقہ ہے ' طرفہ تماشا یہ کہ جناب اشرفعلی تھانوی بھی تائید و تصدیق کرنے
والے علماء میں شامل ہیں ' اسے قدرت کا کرشمہ کہئے کہ دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی کفریہ عبارات کے '
کفریہ ہونے کی تائید و تصدیق ایک دو نہیں ' سیکڑوں علمائے دیوبند نے خود کر دی۔ ان کی وہ عبارتیں جو سُنّی
(بریلوی) اور دیوبندی وہابی اختلاف کی بنیاد ہیں ' وہ المہند سے کفریہ ثابت ہو گئیں اور ان عبارتوں کے
قائل اور قابل ' المہند کے مطابق "کافر" قرار پائے۔ ان دیوبندیوں وہابیوں نے المہند شائع کر کے ثابت
کر دیا کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی کا مسلک و موقف سچا اور صحیح ہے ' بلاشبہ حق کا ہی
بول بالا ہوتا ہے۔ تفصیل کے لیے المہند کا جواب بنام "علمائے دیوبند کی مکاریاں" بھی ملاحظہ کیا جا سکتا
ہے۔

سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضورؐ کی ہی کیا تخصیص ہے "ایسا" علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان' ص ۷'۸' مصنفہ جناب اشرفعلی تھانوی' مطبوعہ کریمی پرنٹنگ پریس' لاہور ۱۹۳۳ء)

"واضح ہو کہ "ایسا" کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی "اس قدر" اور "اتنے" کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ (تھانوی کی عبارت میں) متعین ہیں" .... (تھانوی صاحب کی) "عبارت متنازعہ فیہا میں لفظ "ایسا" بمعنی "اس قدر اور اتنا" ہے پھر تشبیہ کیسی"؟ (توضیح البیان' ص ۸'۱۷' مصنفہ مرتضٰی حسن دربھنگی)

"حضرت مولانا تھانوی (اس) عبارت میں لفظ "ایسا" فرمارہے ہیں' لفظ "اتنا" تو نہیں فرمارہے ہیں' اگر لفظ "اتنا" ہوتا' تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا' کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے

☆ "جو شخص "ایسا" کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے کو اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چوپائے کو حاصل ہے" اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے' میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔" (بسط البنان' ص ۱۰' تھانوی' مطبوعہ جان محمد الہ بخش تاجران کتب' لاہور)

علم کو اور چیزوں کے علم کی برابر کر دیا۔ ... لفظ "ایسا" تو کلمہ تشبیہ کا ہے۔"
(الشہاب الثاقب' ص ۱۰۲' مصنفہ جناب حسین احمد مدنی)

(مرتضیٰ حسن صاحب' لفظ "ایسا" کو "تشبیہ" کا کلمہ نہیں مانتے کہ اگر تشبیہ کا مانیں گے' تو کفر لازم آئے گا اور حسین احمد مدنی صاحب' لفظ "ایسا" کو "تشبیہ" کا' فرما رہے ہیں اور مرتضیٰ صاحب کے نزدیک جو "معنی" کفر وہ ہے ثابت کر رہے ہیں اور حسین احمد صاحب کے نزدیک جو "معنی" کفر ہے' وہ مرتضیٰ صاحب (تھانوی کی عبارت میں) ثابت کر رہے ہیں لہٰذا تھانوی صاحب کو بچاتے بچاتے یہ دونوں بھی ایک دوسرے کے فتوے سے خود کافر ثابت ہو گئے)

☆ "اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے' مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔" تغییر العنوان' ص ۱۸' از تھانوی' مطبوعہ محمد عثمان تاجر کتب' دریبہ' دہلی)

☆ "علم غیب جو بلاواسطہ ہو وہ تو

☆ "پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ' ص ۹۰ ح ۳۔ تالیفات رشیدیہ' ص ۴۷' گنگوہی)

☆ "علم غیب خاصہ حق تعالیٰ کا ہے' اس لفظ کا کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ' ص ۳۲ ح ۳' تالیفات رشیدیہ' ص ۹۲' از گنگوہی)

☆ "اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو علم غیب تھا' صریح شرک ہے۔"
(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۴۱ ح ۲۔ تالیفات رشیدیہ ص ۱۰۲)

☆ "جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے برابر صبیان و مجانین و بہائم کو کہے وہ کافر ہے مرتد ہے ملعون ہے جہنمی ہے۔"
(اشد العذاب' ص ۱۴' از مرتضیٰ حسن دربھنگی)

خاص ہے حق تعالیٰ کے ساتھ اور جو (علم غیب) بواسطہ ہو' وہ مخلوق کے لئے ہو سکتا ہے۔"

(بسط البنان' ص ۲' تھانوی)

☆ "حفظ الایمان (مصنفہ تھانوی) میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بعطاء الٰہی حاصل ہے۔" (توضیح البیان' ص ۳' از مرتضیٰ حسن دربھنگی)

☆ "اسی طرح نصوص کے اندر بعض مغیبات کے متعلق یہ ثابت ہے کہ ان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہے اور ایسے علم کی نسبت حضور کی طرف جائز ہے۔" (افاضات یومیہ' ص ۴۲۳' ج ۷' تھانوی)

☆ "اس میں کلام ہی نہیں کہ حضور کے علوم غیبیہ جزئیہ کمالات نبویہ میں داخل ہیں' اس کا انکار کون کرتا ہے۔" (ص ۳۴' ترجیح الراجح از تھانوی مطبوعہ اشرف المطابع' تھانہ بھون)

☆ "کسی کو شبہ نہ ہو کہ جو علم غیب خصائص باری تعالیٰ سے ہے' اس میں رسل کی شرکت ہو گئی کیوں کہ خواص باری تعالیٰ سے دو امر ہیں' اس کا علم

ذاتی ہونا اور اس کا محیط بالکل ہونا۔ یہاں (رسولوں میں) ذاتی اس لیے نہیں کہ وحی سے ہے اور محیط اس لیے نہیں کہ بعض امور خاص مراد ہیں' پس یہ بالمعنی الاعم غیب ہے نہ کہ بالمعنی الاخص۔" (☆)(ص ۱۵۰' بیان القرآن' تھانوی' مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ' لاہور)

☆ "لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیا و اولیاء کو نہیں ہوتا' میں (حاجی امداد اللہ) کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔" (شمائم امدادیہ' دوم ص ۱۱۵ - امداد المشتاق' ص ۷۶)

☆ "وہ کسی انبیا و اولیاء امام و شہیدوں کے جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں' بلکہ حضرت پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے' (ورنہ مشرک ہو جائے گا)۔" (ص ۲۵)

☆ "غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے' رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا خبر۔" (تقویۃ الایمان' ص ۵۶' از اسمٰعیل دہلوی' مطبوعہ فیض عام' صدر بازار' دہلی)

(☆) "سنا ہے کہ وہ (بریلوی علماء) علم غیب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت تو کرتے ہیں مگر علم باری تعالیٰ کی طرح علم محیط نہیں ثابت کرتے بلکہ ان (کے علم غیب) کی حد مانتے ہیں الی ان یدخل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار۔ (اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک)۔ اگر یہ صحیح ہے تو (ایسا ماننے سے) شرک ثابت بھی نہیں ہوتا۔ کیوں کہ صفت خاص باری تعالیٰ علم محیط ہے' علم محدود نہیں۔ تو اب ہم میں اور ان (بریلوی علماء) میں خلاف ایک امر میں رہا کہ وہ واقع ہوا یا نہیں؟ یعنی یہ علم الی ماید خل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار' حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیا گیا یا نہیں؟ ہم کہتے ہیں کہ (یہ علم غیب) دیا جانا فی نفسہ ممکن ہے مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں اور وہ (بریلوی) کہتے ہیں' ثابت بھی ہے۔ ہمارے نزدیک وہ تمام دلیلیں اس وقوع کی جو وہ (بریلوی) پیش کرتے ہیں ناتمام ہیں اور ان کے مدعا کو ثابت نہیں کرتیں' تو زائد سے زائد الزام' ان (بریلوی علماء) پر یہ رہا کہ انہوں نے ایسی بات کو مان لیا جو شرعی دلیل سے ثابت نہیں' او وہ یہ شان مبتدع کی ہے نہ کافر کی۔" (قصص الاکابر' ص ۲۵۳' اشرف علی تھانوی)

☆ "قرآن مجید میں ایک سے زیادہ جگہ پر فرمایا گیا ہے کہ "الغیب" کا علم حق تعالیٰ کے سوا اور کسی کو نہیں ہے'... لیکن اسی کے ساتھ قرآن ہی میں ہے کہ اپنے رسولوں میں جسے چاہتا ہے' اللہ تعالیٰ غیب سے مطلع فرماتا ہے' اب سوال یہی ہے کہ غیر اللہ کو غیب کا علم جو عطا ہوتا ہے اس پر بھی "علم الغیب" کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ حضرت والا (محمد قاسم نانوتوی) نے ارقام فرمایا ہے کہ پس غیر اللہ کی طرف علمِ غیب کو منسوب کرنے کا یہ مطلب کوئی نہیں سمجھتا کہ بالذات غیب کا علم ان کو حاصل ہے بلکہ یہی سمجھتے ہیں کہ غیب کے اس علم سے حق تعالیٰ نے ان کو سرفراز کیا ہے۔" (سوانح قاسمی' ص ۵۸' از مناظر احسن گیلانی)

☆ "غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں (تھانوی نے) دو شقیں فرمائی ہیں اور ایک شق کو سب میں (تھانوی صاحب) موجود مانتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب' ص ۱۰۶' از حسین احمد ٹانڈوی مدنی)

☆ "یہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر

☆ "پس اس میں ہر چہار ائمہ مذاہب و جملہ علماء متفق ہیں کہ انبیاء علیہم السلام غیب پر "مطلع" نہیں ہیں۔" (مسئلہ در علمِ غیب' ص ۲' از گنگوہی مطبوعہ دارالاشاعت' دیوبند)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے' ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے' یا اللہ کے اسماء و صفات سے' یا احکام شرعیہ سے' یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے' یا جنت و دوزخ کے احوال سے' یا واقعات بعد الموت سے اور ان (غیب) کی چیزوں کے بتلانے میں (یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ذرا بخل نہیں کرتا۔" (حاشیہ قرآن' ص ۷۶۴' از شبیر احمد عثمانی' مطبوعہ مدینہ پریس' بجنور' ۱۳۵۵ھ)

☆ "وہ (اللہ) اپنے رسولوں کا انتخاب کر کے جس قدر غیوب کی یقینی اطلاع دینا چاہتا ہے دے دیتا ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ عام لوگوں کو بلاواسطہ کسی غیب کی یقینی "اطلاع" نہیں دی جاتی' انبیا علیہم السلام کو دی جاتی ہے۔" (حاشیہ قرآن' ص ۹۵' از شبیر احمد عثمانی)

☆ "خلاصہ یہ کہ جیسے علم غیب اللہ کی ذات کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر اللہ شریک نہیں ایسے ہی اللہ کی جانب سے "غیب پر مطلع" ہونا رسولوں کے ساتھ مخصوص ہے جس میں کوئی غیر رسول شریک نہیں۔"....

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ہم نے رسول کو غیب پر "مطلع" کردیا ہے۔"
(علم غیب، ص ۳۴، ۳۵، از قاری محمد طیب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند)

☆ "مردوں کو زندہ کرنا، اکمہ و ابرص (اندھے و برص والے) وغیرہ مریضوں کا صحت یاب ہونا، غیب کی خبریں بتانا یہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے کھلے معجزے ہیں" (تفسیرِ عثمانی، ص ۷۱)

(قارئینِ محترم! ان عبارات اور فتووں کے پڑھنے کے بعد آپ کو خوب اندازہ ہوگیا ہوگا کہ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی خود آپس ہی میں ایک دوسرے کی تکذیب و تکفیر کررہے ہیں اور اس بات کا انہیں کوئی احساس نہیں کہ ان کی ان مختلف اور متضاد باتوں سے لوگوں میں دین سے محبت کی بجائے دین سے دوری کا رجحان غالب ہورہا ہے۔ اس خادمِ اہلِ سنت نے بطور نمونہ علمائے دیوبند کی چند عبارتیں اور فتوے پیش کئے ہیں تاکہ منصف مزاج اور عدل پسند لوگ حقائق سے آگاہ ہوکر دین کے ان لٹیروں سے خود کو بچالیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔)

قارئینِ کرام! آپ نے علمائے دیوبند کی عبارات پر خود علمائے دیوبند کے فتوے

ملاحظہ فرمائیے۔ شاید آپ یہ خیال کرتے ہوں گے کہ علماء کے لیے کسی کے کفر کا فتویٰ جاری کرنا معمولی بات ہے۔ اس پر خود اپنی کوئی رائے لکھنے کے بجائے دیوبندی عالم جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی کا ارشاد پیش کرتا ہوں' ملاحظہ ہو۔

وہ اپنی کتاب "اشدّ العذاب" کے ص ۳ پر فرماتے ہیں "نہ علمائے اسلام جلد باز ہیں' نہ فروعی اور ظنیات اور اجتہادی امور میں کوئی تکفیر کرتا ہے بلکہ جب تک آفتاب کی طرح (کسی کا) کفر ظاہر نہ ہو جائے یہ (علمائے اسلام کی) مقدس جماعت کبھی ایسی جرأت نہیں کرتی۔ علماء حتی الوسع کلام میں تاویل کر کے صحیح معنی بیان کرتے ہیں' مگر جب کسی کا دل ہی جہنم میں جانے کو چاہے اور وہ خود ہی اسلام کے وسیع دائرے سے خارج ہو جائے تو علمائے اسلام (اس کو کافر کہنے پر) مجبور ہیں۔ جس طرح مسلمان کو کافر کہنا' کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔" (☆)

(☆) جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں کہ "کفر کو کفر نہ سمجھنا یہ بھی کفر ہے۔ کیا اگر مسیلمہ کذاب کو کوئی شخص نبی نہ مانتا ہو مگر اس کے (کفریہ) عقائد کو کفر بھی نہ کہتا ہو تو کیا اس شخص کو مسلمان کہا جائے گا؟" (کمالاتِ اشرفیہ' ص ۱۲۳) جناب اشرفعلی تھانوی ہی فرماتے ہیں:

"فقہا (علمائے دین)' مسلمان کی طرف کفر کی نسبت کرنے کو اتنا برا سمجھتے ہیں کہ جب تک ان کو گنجائش ملتی ہے اس وقت تک وہ کسی مسلمان کی طرف اس (کفر) کو منسوب نہیں کرتے' تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خود کفر کا ارتکاب کس قدر بُرا ہو گا۔ پس مسلمانوں کو چاہیے کہ جس قول یا فعل میں کفر کا احتمالِ بعید اور وہم بھی ہو' اس سے بھی نہایت درجہ احتراز کریں' کیوں کہ کفر سے بڑھ کر حق سبحانہ کے نزدیک کوئی جرم نہیں ہے۔ چناں چہ نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے کہ حق سبحانہ تمام جرموں کو معاف کر دیں گے مگر کفر کو معاف نہ کریں گے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ کس قدر شدید جرم ہے اور اس سے بچنا کس قدر ضروری ہے۔" (رسالہ امداد' بابت ماہ ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ' ص ۵۰)۔ مگر افسوس کہ علمائے دیوبند کا خود اپنا حال یہ ہے کہ دوسروں کو جو نصیحت کرتے ہیں' خود اس نصیحت پر عمل نہیں کرتے۔ انہیں یہ قرآنی آیات یاد رکھنی چاہئیں أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ۔ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔

ص ۲۳۲ پر مزید فرماتے ہیں "علماء نے کس قدر احتیاط کی مگر جب کلام میں تاویل کی گنجائش نہ رہے اور کفر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تو پھر بجز تکفیر کے چارہ ہی کیا۔

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است　　اگر خاموش بنشینم گناہ است

ایسے وقت میں اگر علماء سکوت کریں اور خلقت گمراہ ہو جائے تو اس کا وبال کس پر ہو گا، آخر علماء کا کام کیا ہے؟ جب وہ کفر اور اسلام میں فرق بھی نہ بتائیں تو اور کیا کریں گے؟" (☆)

(☆) قارئین کی معلومات کے لیے تاویل کے بارے میں کچھ وضاحت ضروری سمجھتا ہوں۔ تاویل کے معنی ہیں "ظاہر سے پھیر کر دوسرے معنی پہنانا" (از فرہنگ عامرہ، مصدقہ جناب حسین احمد ٹانڈوی مدنی)۔ یعنی کسی لفظ کے ظاہری معنی کی بجائے دوسرے معنی کرنا۔ علمائے دیوبند نے بھی اپنی تحریروں میں تسلیم کیا ہے کہ "لفظِ صریح" (اپنے معنی میں ظاہر و آشکار الفاظ) میں تاویل کرنا ہرگز جائز نہیں یعنی لفظِ صریح قابل تاویل نہیں ہوتا، چناں چہ جناب محمد انور شاہ کشمیری اپنی کتاب "اِکفارُ الملحِدین" (مطبوعہ دارالکتب علمیہ، پشاور) کے ص ۹۰ پر فرماتے ہیں کہ "لفظِ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا۔" (انہوں نے اپنی اس کتاب میں ایک پورا باب اسی عنوان سے لکھا ہے کہ "ضروریاتِ دین میں تاویل قبول نہیں ہوتی"۔)

جیسے "ولدالحرام" کے الفاظ سے "حرام زادہ" ہی مراد ہو گا، لفظ "حرام" کی تاویل کر کے "ولدِ محترم، عزت والا بیٹا یا عزت کی پیدائش" مراد نہیں لیا جا سکتا، کیوں کہ کلام میں صراحت کے باوجود جو تاویل کی جائے گی، وہ فاسد ہو گی اور فاسد تاویل کفر کی طرح ہے۔ چناں چہ انور شاہ صاحب کشمیری اپنی اسی کتاب کے ص ۸۷ پر فرماتے ہیں کہ "فاسد تاویل، کفر کی طرح ہے" اور اسی صفحہ پر وہ لکھتے ہیں کہ "ضروریاتِ دین میں تاویل کرنا دافعِ کفر نہیں۔" اور جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ "اگر مفتی کی تاویل فی الواقع صحیح نہ ہو گی تو اس کا فتویٰ (کفر کے) قائل کو حقیقی کفر سے نہیں بچا سکے گا۔" (رسالہ الامداد، بابت ماہ شوال ۱۳۳۶ھ، ص ۳۳)۔ واضح رہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں کفر کا ننانوے فی صد صرف احتمال ہو اور صریح کفر نہ ہو، تو اس کلام میں تاویل کی گنجائش ہو گی، لیکن کسی کے کلام میں توہین کا مفہوم صریح ہو

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحے پر

اور ص ۱۳ پر فرماتے ہیں "اگر (مولانا احمد رضا) خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو (مولانا احمد رضا) خاں صاحب پر ان (علمائے دیوبند) کی تکفیر فرض تھی' اگر وہ ان (علمائے دیوبند) کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے ۔۔۔ کیوں کہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔" (ص ۱۴)

مزید فرماتے ہیں "تمام علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ (مولانا احمد رضا) خاں صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے' جو ایسا کہے (جیسا کہ نانوتوی نے "تحذیر الناس" میں اور تھانوی نے "حفظ الایمان" میں اور انبیٹھوی نے "براہین قاطعہ" میں کہا ہے) وہ کافر ہے' مرتد ہے' ملعون ہے' لاؤ ہم بھی تمہارے فتویٰ پر دستخط کرتے ہیں۔ بلکہ ایسے مرتدوں کو جو کافر نہ کہے' وہ خود کافر ہے۔" (اشد العذاب ص ۱۲'۱۳)

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

تو اس میں کسی وجہ کا لحاظ کر کے تاویل کرنا جائز نہیں۔ اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

"مجموعہ ایمان و کفر کا کفر ہی ہے...... ورنہ دنیا میں ایسا کوئی کافر نہ نکلے گا جس کا ہر عقیدہ کفریہ ہی ہو۔ کثرت سے کافر' صانع کے قائل ہیں' کثرت سے' معاد کے قائل ہیں۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اگر ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک ایمان کی تو ایمان کا حکم کیا جائے گا' اس سے مراد کسی ایک ہی (غیر صریح) قول یا فعل کے وہ وجوہ ہیں جن میں دونوں احتمال ہیں جیسے ایک کلام کے کئی معنی ہو سکتے ہیں۔" (حکیم الامت' ص ۳۶۴۔ مطبوعہ ایم شمس الدین تاجران کتب' لاہور ۱۹۶۷)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں "جس شخص میں کفر کی کوئی وجہ قطعی ہو گی (اسے) کافر کہا جاوے گا اور حدیثیں اس شخص کے بارے میں ہیں جن میں کوئی وجہ قطعی نہ ہو۔ اور اس مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی امر قولی یا فعلی ایسا ہو کہ محتمل کفر و عدم کفر دونوں کو ہو گو احتمال کفر غالب اور اکثر ہو' تب بھی تکفیر نہ کریں گے' نہ یہ کہ تکفیر قطعی پر بھی تکفیر نہ کریں گے کیوں کہ کافر کے یہ معنی نہیں کہ اس میں تمام وجوہ کفر کی جمع ہوں' ورنہ جن کا کفر منصوص ہے وہ بھی کافر نہ ہوں گے۔" (فتاویٰ امدادیہ' ج ۴' ص ۱۲۰' مطبع مجتبائی' دہلی' ۱۳۴۶ھ)

یہی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی اپنی اسی کتاب کے ص ۹ پر فرماتے ہیں کہ "انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرنی اور توہین نہ کرنا ضروریاتِ دین سے ہے۔"

اور دیوبندیوں ہی کے ایک مشہور عالم محمد انور شاہ کشمیری اپنی کتاب "اِکفار المُلحدین" (مطبوعہ اکوڑہ خٹک' پشاور) کے ص ۱۰۸ پر لکھتے ہیں۔

"علمائے اسلام نے فرمایا ہے کہ انبیاءِ کرام علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری' گستاخی و بے ادبی' کفر ہے اگرچہ کہنے والے نے توہین کا قصد نہ کیا ہو۔" یعنی اس کی نیت' توہین کی نہ بھی ہو' تب بھی بے ادبی کے الفاظ کہنا کفر ہے۔

قارئینِ کرام! اللہ کے نبیوں کی بے ادبی کرنے والے کے بارے میں آپ نے علمائے دیوبند کے ارشاد ملاحظہ کیے' اب دیوبندیوں ہی کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب سے بے ادبی کی سزا بھی سن لیجیے۔

تھانوی صاحب اپنی کتاب "زادُ السّعید" (مطبوعہ در مطبع انتظامی' کان پور' ۱۳۲۲ھ) کے ص ۱۱ میں لکھتے ہیں "قرآن مجید کے اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اَرفع میں ایک گستاخی کرنے سے (نعوذ باللہ منہا) اس شخص پر من جانب اللہ دس لعنتیں نازل ہوتی ہیں چناں چہ وَلید بن مغیرہ کے حق میں اللہ تعالیٰ نے بہ سزائے استہزا یہ دس کلمات ارشاد فرمائے۔"

قارئین محترم! خود تھانوی صاحب اور وہ تمام علمائے دیوبند جنھوں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک نہیں' کئی گستاخیاں کی ہیں' خود تھانوی صاحب کے ارشاد کے مطابق' شانِ رسالت میں ہر گستاخی کی وجہ سے ان دیوبندیوں وہابیوں پر اللہ کی طرف سے دس لعنتیں نازل ہونا یقینی ہیں اور یہ بھی کہ گستاخِ رسول کو ولید بن مغیرہ کا پیروکار اور ہم نوا کہا جاسکتا ہے۔ "جوہانس برگ سے بریلی" کے مصنف اور اس کے ہم نوا فرمائیں کہ وہ اس تفصیلی وضاحت کے بعد بھی کفریہ عبارتوں کو کفریہ اور قائلین کو کافر تسلیم کرکے اللہ کی لعنتوں سے بچنا چاہتے ہیں یا ان کفریہ عبارتوں کو درست قرار دے کر اپنے لیے دین و دنیا کی تباہی اور دائمی عذاب جمع کرنا چاہتے ہیں؟

محترم قارئین! جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی ازم کے سارے مبلغین اور پیروکار، ہم اہل سنت و جماعت پر یہ بہتان لگاتے ہیں کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مسلمانوں کی تکفیر کی مشین گن کھول رکھی تھی۔ دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کہلانے والے، اپنے عوام کو حقائق تو بتاتے نہیں، خود اپنی طرف سے گھڑ کر جو باتیں یہ لوگ، ہم اہلِ سنت و جماعت کے لیے اپنے عوام کو بتاتے ہیں، عوام حقائق سے آگاہ نہ ہونے کے سبب ایسی باتیں سن کر، ہم اہلِ سنت و جماعت کے بارے میں بدگمان ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ عوام کے سامنے حقائق پیش کروں، تاکہ وہ جان لیں کہ دیوبندی وہابی ازم کے یہ مبلغ کس قدر جھوٹے اور برے ہیں۔

قارئینِ کرام نے یہ ملاحظہ کر لیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے چند علمائے دیوبند کی جن گستاخانہ کفریہ عبارات پر ہر طرح اتمامِ حجت کے بعد کفر کا فتویٰ دیا تھا، وہ تمام عبارات خود علمائے دیوبند کے نزدیک بھی کفریہ ہیں۔ جناب مرتضیٰ حسن دربھنگی کے علاوہ دیوبند ہی کے ایک بڑے عالم شبیر احمد صاحب عثمانی کے بھتیجے جناب عامر عثمانی نے بھی ماہنامہ "تجلی" (دیوبند) کے فروری مارچ ۱۹۵۷ء کے شمارے میں علمائے دیوبند کی کفریہ عبارات کو کفریہ ثابت کیا ہے اور دیوبند کے موقف کی مخالفت کی ہے۔ گزشتہ دنوں عالَمِ اسلام میں شیطان رُشدی کی کتاب "شیطانی آیات" کے خلاف زبردست احتجاج ہوا۔ دیوبندیوں وہابیوں نے بھی اپنے امام، ابنِ تیمیہ کی کتاب "الصارمُ المسلول" کے حوالے سے گستاخِ رسول کو کافر و مُرتد قرار دیا اور اس بات کا ثبوت فراہم کیا کہ اس بات پر پوری اُمتِ مُسلمہ کا اجماع ہے کہ گستاخِ رسول، بِالاِتفاق کافر و مُرتد اور واجبُ القتل ہے۔

چناں چہ یہ ثابت ہو گیا کہ امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ہرگز کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ نہ ہی انہوں نے مسلمانوں کی تکفیر کے لیے کوئی مشین گن کھول رکھی تھی بلکہ انہوں نے کفریہ عقائد رکھنے والوں

اور کفریہ عبارتیں لکھنے والوں کے لیے کفر کا فتویٰ ہر طرح اتمامِ حجت کے بعد، اجماعِ امت کے مطابق جاری کیا اور جن کفریہ عبارتوں پر فتویٰ جاری کیا ان عبارتوں کو علمائے دیوبند نے بھی کفریہ تسلیم کیا۔ قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ خود علمائے دیوبند نے اپنے بہت سے ہم مسلک علماء کے لیے کفر کے فتوے دیے ہیں، جیسا کہ (راولپنڈی کے) مشہور دیوبندی عالمِ غلام اللہ خاں، ابو الاعلیٰ مودودی اور غلام احمد پرویز کے بارے میں ان کے فتاویٰ مشہور ہیں، البتہ اپنے کچھ علماء کے صریح کفر پر بھی فتوے نہ دینا بلکہ ان کے صریح کفر کو اسلام ثابت کرنا بھی ان کی عادت ہے اور سیاسی فتوے جاری کرنا اور انہیں بدلتے رہنا تو ان کا روزگار ہے، یہی نہیں بلکہ شبلی نعمانی اور حمید الدین فراہی کے بارے میں اشرفعلی تھانوی کی طرف سے کفر کے فتویٰ کا ذکر، میری کتاب "دیوبند سے بریلی" میں قارئین نے ملاحظہ کیا ہو گا، اس لیے دیوبندی وہابی فرقے کا یہ کہنا کہ کفر کے فتوے صرف بریلی کے علمائے اہلِ سنت نے دیے، یہ محض بہتان ہو گا۔ علمائے اہلِ سنت نے کسی مسلمان کو ہرگز کافر نہیں کہا، اس کے برعکس دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ کا حال بھی ملاحظہ ہو کہ دیوبندی وہابی ازم کا بنیادی نصب العین ہی سچے مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنا ہے۔(☆)

☐ قارئینِ کرام! یہ دیوبندی وہابی تبلیغی علما و مبلغین "یا رسول اللہ" کہنے والے سچے مسلمانوں کو مشرک کہتے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کے پیارے اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف منانے والوں کو مشرک کہتے ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث نبوی

(☆) قارئینِ کرام کی اطلاع کے لیے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہر مشرک بلاشبہ کافر ہے۔ ہر کافر مشرک نہیں ہوتا مگر ہر مشرک ضرور کافر ہے۔ انشاء اللہ یہ خادمِ اہلِ سنت بہت جلد دینِ اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں اپنی کتاب "میرا دین" قارئین کی خدمت میں پیش کرے گا جس میں کفر و شرک کے بارے میں قرآن و سنت کے مطابق تمام تفصیل ہو گی۔ تاہم شرک کے موضوع پر کچھ تفصیل آئندہ صفحات میں بھی آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔

کے مطابق جو لوگ اللہ کی نبیوں، اللہ کے پیاروں کے لئے، اللہ کا عطا کیا ہوا علم غیب مانتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر گز ہر گز جسمانی طور پر نہیں بلکہ روحانی پور حاضر و ناظر مانتے ہیں، یہ لوگ ان کو بھی مشرک کہتے ہیں۔ جو لوگ ایصال ثواب کے لئے اللہ کے پیاروں کا عرس کرتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے پیاروں کے مزارات پر جاتے ہیں اور اولیاء اللہ کے مزارات یا ان کے مزارات کے غلاف کو محبت سے چوم لیتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں اور ان لوگوں سے نکاح کو حرام کہتے ہیں۔ جو لوگ اللہ کے نبیوں ولیوں کو اللہ کی عطا سے اپنا مددگار مانتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ جو لوگ حضرت محبوب سبحانی سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ایصال ثواب کے لئے گیارہویں شریف کرتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ جو لوگ مستقل اور حقیقی متصرف صرف اللہ جل شانہ کو مانتے ہیں اور اللہ کی عطا سے اللہ کے پیاروں کے تصرفات کے قائل ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عام بشر نہیں مانتے بلکہ افضل البشر مانتے ہیں اور اللہ کا نور مانتے ہیں، یہ لوگ ان کو مشرک کہتے ہیں......

قارئین کرام! دیو بندی وہابی ازم میں کن کن باتوں پر سچے مسلمانوں کو مشرک کہا جاتا ہے، اگر ان باتوں کی فہرست لکھوں تو ہر مسلمان ان کے مطابق، مشرک قرار پائے۔ تاہم اس مختصر فہرست سے آپ یہ حقیقت بخوبی جان لیں گے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے صرف اس مسئلے پر چند علمائے دیو بند کی تکفیر کی، جس مسئلے پر پوری امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ لیکن یہ دیو بندی وہابی تبلیغی جن باتوں پر سچے مسلمانوں کو مشرک کہہ رہے ہیں، ان پر پوری امت کا اجماع تو کجا، خود دیو بندیوں وہابیوں تبلیغیوں کا بھی اجماع نہیں، بلکہ ان باتوں پر سچے مسلمانوں کو مشرک کہنے والے ان دیو بندی وہابی تبلیغی علماء کی کتابوں سے، یہ سب باتیں اہلِ سنت و جماعت کے صحیح

عقائد کے مطابق ثابت ہیں۔ کیوں کہ قرآن و سنت سے ثابت صحیح باتوں کو یہ دیوبندی وہابی تبلیغی (بزعم خود) غلط کہہ تو دیتے ہیں مگر ان صحیح باتوں کو غلط ثابت نہیں کر سکتے اور صحیح کو غلط کہنے کا عذاب اپنے لیے جمع کرتے ہیں۔

قارئینِ کرام! آپ پر یہ حقیقت بخوبی واضح ہو گئی کہ سچے مسلمانوں کی تکفیری مشین گن ہرگز اہلِ سنت و جماعت نے نہیں بلکہ دیوبندی وہابی ازم کے مبلغین نے کھول رکھی ہے اور دن رات یہ لوگ دنیا بھر کے سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہتے ہیں۔ اس لیے بجا طور پر ہم یہ کہتے ہیں کہ دیوبندی وہابی تبلیغی ازم کا مقصد دراصل سچے مسلمانوں کو کافر بنانا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے تو دیوبندی وہابی علماء کی کفریہ عبارات پر شرعی فتویٰ جاری کر کے ان علمائے دیوبند کا کافر ہونا "بتایا" مگر یہ دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے بڑوں کی کفریہ عبارات کی تائید کر کے، خود کافر بنتے ہیں اور دوسروں کو ہم نوا بنا کر کافر "بناتے" ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں سے اور ان کے شر سے محفوظ رکھے۔

☐ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے تین حصوں میں کچھ اعتراضات بار بار دُہرائے ہیں۔ اس کا خیال ہو گا کہ جنوبی افریقا یا ہندوستان، پاکستان سے باہر (بیرونی دنیا) کے لوگوں کو چوں کہ حقیقتِ احوال معلوم نہیں اور عام لوگوں کو تحقیقات سے (بالخصوص ایسے مذہبی معاملات میں) کوئی شغف نہیں ہوتا، لہٰذا عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکی جائے تاکہ عوام کو اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے خلاف غلط رائے قائم کرنے میں دیر نہ لگے، حالاں کہ حقیقت کو چھپانا اور چاند پر تھوکنا، خود ایسا کرنے والے کے لیے نقصان دہ ثابت ہوتا ہے، مگر جن کی بنیاد اور جن کا وتیرہ ہی جھوٹ بولنا ہو، انہیں خوفِ خدا سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ جنہیں اپنے دامن کا تار تار ہونا نظر نہ آئے وہ دوسروں کے اجلے دامن ہی کو داغ داغ کہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی دینی

استقامت، عشقِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)، فقہی مرتبت اور علمی عظمت و کمال کے لیے ذرا علمائے دیوبند ہی کی رائے ملاحظہ کیجیے۔

جناب اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں "میرے دل میں احمد رضا کے لیے بے حد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشقِ رسول کی بناء پر کہتا ہے کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔" (چٹان، لاہور۔ ۲۳ر اپریل ۱۹۶۲ء)

خورشید علی خان ایس ڈی او (نہر)، کہتے ہیں کہ مولانا احمد رضا بریلوی کے انتقال پر بریلی سے حضرت تھانوی کے ایک مرید کا تار آیا جو میں نے پڑھ کر سنایا۔ حضرت تھانوی نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی، حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ مولانا بریلوی نے آپ کو کافر کہا اور آپ ان کی موت پر انا للہ پڑھ رہے ہیں۔ حضرت تھانوی نے فرمایا "مولوی احمد رضا خان بڑے عالم اور عشق رسول میں ڈوبے ہوئے تھے۔ انہوں نے میری عبارت کا جو مطلب سمجھا اور اس کی بناء پر جو لکھا وہ صحیح تھا۔ اگر میں ان کی جگہ ہوتا اور وہ میری جگہ ہوتے اور ان کے قلم سے یہ الفاظ سرزد ہوتے، تو اس مطلب کی بناء پر جو وہ سمجھے تھے، میں بھی ان کی تکفیر ہی کرتا۔" (مولانا کوثر نیازی نے بھی مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کی زبانی سنا ہوا یہی واقعہ اپنے کالم "مشاہدات و تاثرات" (روزنامہ جنگ) میں تحریر کیا)

ابو الاعلیٰ مودودی صاحب فرماتے ہیں "مولانا احمد رضا خان صاحب کے علم و فضل کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ فی الواقع وہ علوم دینی پر بڑی نظر رکھتے تھے اور ان کی فضیلت کا اعتراف ان لوگوں کو بھی ہے، جو ان سے اختلاف رکھتے ہیں۔ نزاعی مباحث کی وجہ سے جو تلخیاں پیدا ہوئیں وہی دراصل ان کے علمی کمالات اور دینی خدمات پر پردہ ڈالنے کی موجب ہوئیں۔" (ہفت روزہ شہاب، لاہور۔ ۲۵ نومبر ۱۹۶۲ء)

جناب سید سلیمان ندوی فرماتے ہیں : "اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم کی چند کتابیں دیکھیں تو میری آنکھیں خیرہ ہو کر رہ گئیں، حیران تھا کہ یہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں، جن کے متعلق کل تک یہ سنا

تھا کہ وہ صرف اہلِ بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں، مگر آج پتہ چلا کہ نہیں، ہرگز نہیں، یہ اہلِ بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالَمِ اسلام کے اسکالر اور شاہ کار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا (احمد رضا) مرحوم کی تحریروں میں گہرائی پائی جاتی ہے، اس قدر گہرائی تو میرے استادِ مکرم، جناب مولانا شبلی نعمانی صاحب اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی اور مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اور حضرت مولانا شیخ التفسیر علامہ شبیر احمد عثانی کی کتابوں کے اندر بھی نہیں جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں میں ہے۔" (ماہ نامہ "ندوہ" اگست ۱۹۱۳ء ص ۱۷)

"سیرۃ النبی" نام کی مشہور کتاب لکھنے والے، جناب شبلی نعمانی فرماتے ہیں:

"مولوی احمد خان رضا خاں صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت متشدد ہیں، مگر اس کے باوجود مولانا صاحب کا علمی شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالمِ دین اس (مولانا احمد رضا خاں صاحب) کے سامنے، پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس احقر نے بھی آپ (فاضل بریلوی) کی متعدد کتابیں، جس میں احکامِ شریعت اور دیگر کتابیں بھی شامل ہیں اور نیز یہ کہ مولانا کی زیرِ سرپرستی ایک ماہ وار رسالہ "الرضا" بریلی سے نکلتا ہے، جس کی چند قسطیں، بغور و خوض دیکھی ہیں، جس میں بلند پایہ مضامین شائع ہوتے ہیں۔" (رسالہ ندوہ، اکتوبر ۱۹۱۳ء ص ۱۷)

مشہور سیاسی و مذہبی لیڈر مولانا محمد علی جوہر فرماتے ہیں: "اس دَور کے مشہور عالمِ دین جناب مولانا احمد رضا خاں صاحب واقعی ایک عظیم مسلمان راہ نما ہیں، ہم بعض باتوں پر اختلاف کے باوجود، ان کی عظیم شخصیت اور دینی راہ نما ہونے کا اعتراف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اس دَور کے سب سے بڑے محقق، مصنف، ادیب، شاعر، مدقق اور مردِ حق ہیں۔ بلاشبہ ایسی ہستیوں کا وجودِ مسعود ہمارے لیے مرہونِ منت ہے۔" (روزنامہ خلافت، بمبئی، ص ۴)

جناب محمد انور شاہ کشمیری (صدر مدرس دار العلوم دیوبند) فرماتے ہیں: "جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتبِ احادیث کی شروح لکھ رہا تھا، تو حسبِ ضرورت احادیث

کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت پیش آئی تو میں نے شیعہ حضرات و اہلِ حدیث و دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا۔ بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا صاحب بریلوی کی کتابیں دیکھیں تو میرا دل مطمئن ہو گیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی شروح بلا جھجک لکھ سکتا ہوں' واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خاں صاحب کی تحریریں شستہ اور مضبوط ہیں جسے دیکھ کر یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خاں صاحب ایک زبردست عالمِ دین اور فقیہ ہیں۔" (ماہ نامہ ہادی' دیوبند' جمادی الاول ۱۳۳۰ھ' ص ۲۱)

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الادب' جناب اعزاز علی فرماتے ہیں : "یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے اندر اگر کوئی محقق اور عالمِ دین ہے تو وہ احمد رضا خاں بریلوی ہے کیوں کہ میں نے مولانا احمد رضا خاں کو' جسے ہم آج تک کافر' بدعتی' مشرک کہتے رہے ہیں' بہت وسیع النظر اور بلند خیال علو ہمت عالمِ دین صاحبِ فکر و نظر پایا ہے۔ آپ (فاضل بریلوی) کے دلائل قرآن و سنت سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں' لہٰذا میں آپ کو مشورہ دوں گا' اگر آپ کو کسی مشکل مسئلہ میں کسی قسم کی الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں جا کر مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے تحقیق کریں۔" (رسالہ النور' تھانہ بھون' شوال المکرم ۱۳۴۲ھ' ص ۴۰)

جسٹس ملک غلام علی صاحب فرماتے ہیں "حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ سخت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں۔ ان کی بعض تصانیف اور فتاویٰ کے مطالعہ کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے ان کے یہاں پائی وہ بہت کم علماء میں پائی جاتی ہے اور عشقِ خدا اور رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔" (ص ۱۴' ارمغانِ حرم' لکھنؤ)

جناب معین الدین ندوی فرماتے ہیں "مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی مرحوم اس دور کے صاحبِ علم و نظر علماء مصنفین میں تھے' دینی علوم خصوصاً فقہ و حدیث پر ان کی نظر وسیع اور گہری تھی۔ مولانا نے جس دقتِ نظر اور تحقیق کے ساتھ

علماء کے استفسارات کے جواب تحریر فرمائے ہیں' اس سے ان کی جامعیت' علمی بصیرت' قرآنی استحضار' ذہانت اور طباعی کا پورا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے عالمانہ محققانہ فتاوے مخالف و موافق ہر طبقہ کے مطالعہ کے لائق ہیں۔" (ماہ نامہ معارف' اعظم گڑھ شمارہ ستمبر۱۹۴۹ء)

مفتی انتظام اللہ شہابی فرماتے ہیں "حضرت مولانا احمد رضا خان مرحوم اس عہد کے چوٹی کے عالم تھے۔ جزئیاتِ فقہ میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ قاموس الکتب اردو' جو ڈاکٹر مولوی عبدالحق مرحوم کی نگرانی میں مرتب ہوئی ہے' اس میں مولانا (احمد رضا) کی کتب کا ذکر کیا اور اس پر نوٹ بھی لکھے (مولانا احمد رضا کیے ہوئے) ترجمہ کلام مجید اور فتاویٰ رضویہ وغیرہ کا مطالعہ کرچکا ہوں۔ مولانا کا نعتیہ کلام پُراثر ہے۔ میرے دوست ڈاکٹر سراج الحق پی ایچ ڈی تو مولانا کے کلام کے گرویدہ تھے اور مولانا کو عاشقِ رسولؐ سے خطاب کرتے ہیں۔ مولانا کو دینی معلومات پر گہری نظر تھی۔"

علامہ نیاز فتح پوری فرماتے ہیں۔ "مولانا احمد رضا کو دیکھ چکا ہوں' وہ غیر معمولی علم و فضل کے مالک تھے' ان کا مطالعہ وسیع بھی تھا اور گہرا بھی' ان کا نورِ علم' ان کے چہرے بشرے سے ہویدا تھا۔ فروتنی و خاکساری کے باوجود ان کے روئے زیبا سے حیرت انگیز حد تک رعب ظاہر ہوتا تھا۔"

جناب جعفر شاہ پھلواری فرماتے ہیں : "جناب (مولانا احمد رضا) فاضل بریلوی' علومِ اسلامیہ' تفسیر' حدیث' فقہ پر عبور رکھتے تھے۔ منطق' فلسفے اور ریاضی میں بھی کمال حاصل تھا' عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ادبِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اتنے سرشار تھے کہ ذرا بھی بے ادبی کی برداشت نہ تھی' کسی بے ادبی کی معقول توجیہہ و تاویل نہ ملتی تو کسی رو رعایت کا خیال کیے بغیر اور کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی پرواہ کیے بغیر' دھڑلے سے فتویٰ لگادیتے..... انہیں حُبِ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) میں اتنی زیادہ فنائیت حاصل تھی کہ غلو کا پیدا ہوجانا' بعید نہ تھا۔ تقاضائے ادب نے انہیں بڑا حساس بنادیا تھا اور اس احساس میں

جب خاصی نزاکت پیدا ہو جائے تو مزاج میں سخت گیری کا پہلو بھی نمایاں ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اگر بعض بے ادبانہ کلمات کو جوشِ توحید پر محمول کیا جاسکتا ہے تو تکفیر کو بھی محبت و ادب کا تقاضا قرار دیا جاسکتا ہے' اس لیے فاضلِ بریلوی مولانا احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کو میں اس معاملے میں معذور سمجھتا ہوں' لیکن یہ حق صرف اس کے لیے مخصوص جانتا ہوں جو فاضل موصوف (مولانا احمد رضا) کی طرح **فنافی الحب والادب** ہو۔"

جناب شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں۔ "مولانا احمد رضا خاں کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی برا ہے کیوں کہ وہ بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کی رحلت عالمِ اسلام کا بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔" (ماہ ہادی' دیوبند' ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ' ص ۲۱)

جناب محمد یوسف بنوری کے والد جناب ذکریا شاہ بنوری فرماتے ہیں "اگر اللہ تعالیٰ ہندوستان میں (مولانا) احمد رضا بریلوی کو پیدا نہ فرماتا تو ہندوستان میں حنفیت ختم ہو جاتی۔"

وہابی عالم جناب فخرالدین' صدر مدرس مراد آبادی فرماتے ہیں۔

"مولانا احمد رضا خان سے ہماری مخالفت اپنی جگہ تھی مگر ہمیں ان کی خدمت پر بڑا ناز ہے۔ غیر مسلموں سے ہم آج تک بڑے فخر کے ساتھ یہ کہہ سکتے تھے کہ دنیا بھر کے علوم اگر کسی ایک ذات میں جمع ہو سکتے ہیں تو وہ مسلمان ہی کی ذات ہو سکتی ہے۔ دیکھ لو مسلمانوں ہی میں مولوی احمد رضا خان کی ایسی شخصیت آج بھی موجود ہے جو دنیا بھر کے علوم میں یکساں مہارت رکھتی ہے۔ ہائے افسوس کہ آج ان کے دم کے ساتھ ہمارا یہ فخر بھی رخصت ہو گیا۔"

جناب ابوالحسن علی ندوی فرماتے ہیں :

"فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر جو' ان (فاضلِ بریلوی) کو عبور حاصل تھا' اس زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔" (نزہتہ الخواطر' ص ۴۱' ج ۸ مطبوعہ دکن)

مودودی جماعت کے مشہور صحافی جناب منظور الحق فرماتے ہیں :

"جب ہم امام موصوف (فاضلِ بریلوی) کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنی علمی فضیلت اور اپنی عبقریت کی وجہ سے دوسرے علماء پر اکیلا ہی بھاری ہے۔" (ماہنامہ حجاز جدید' نئی دہلی جنوری ۱۹۸۹ء' ص ۵۴)

(روزنامہ جنگ' لاہور کی ۳ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کی اشاعت میں مولانا (حیات محمد) کوثر نیازی کا اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں علمائے دیوبند کے بیانات پر مشتمل مضمون بھی اس حقیقت کا اعتراف ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی بلاشبہ سچے عاشقِ رسول اور دینِ اسلام کے یگانہ روزگار عالم اور ملت کے محسن تھے)۔

مزید شخصیات کے تاثرات جاننے کے لیے ملاحظہ فرمائیں۔

خیابانِ رضا۔ امام احمد رضا' اربابِ دانش کی نظر میں۔ فقیہِ اسلام۔ المیزان بمبئی (امام احمد رضا نمبر)' جہانِ رضا' مقالاتِ یوم رضا (حصہ دوم)' لاہور۔

☐ امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ ایک ہزار سے زائد کتابوں کے مصنف' ۵۵ سے زائد مختلف علوم و فنون (☆) پر کامل دست گاہ رکھنے والے' نابغۂ عصر شخصیت ہونے کے ساتھ' باکمال شاعر بھی تھے۔ انہوں نے جملہ علوم و فنون سے دین کی خدمت کی۔ ان کی شاعری اپنوں بیگانوں میں بہت مقبول ہے۔ ان کے شعری مجموعے کا نام "حدائقِ بخشش" ہے جس کے دو مستند حصے ہیں۔

(☆) اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمتہ اللہ علیہ جن علوم و فنون پر بفضلہٖ تعالیٰ عبور اور مہارت رکھتے تھے اور ان علوم و فنون پر ان کی متعدد تصانیف ہیں' ان کی کچھ تفصیل یہ ہے :

علم القرآن۔ قراۃ۔ تجوید۔ تفسیر۔ اصولِ تفسیر۔ حدیث۔ اسانیدِ حدیث۔ اصولِ حدیث۔ اسماءِ رجال۔ جرح و تعدیل۔ تخریجِ احادیث۔ لغتِ حدیث۔ علمُ الانساب۔ تنقیدات۔ رواۃ۔ فقہ۔ اصولِ فقہ۔ رسمُ المفتی۔ علم العقائد۔ علم المعانی۔ علم البیان۔ علم الکلام۔ منطق' فرائض۔ فضائل۔ بدیع۔ فلسفہ۔ لغت۔ قانون۔ اخلاق۔ عرف و محاورہ۔ ریاضی۔ حساب۔ جبرو مقابلہ۔ میراث۔ صرف۔ نحو۔

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحے پر

اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ان کے ایک عقیدت مند مولانا محمد محبوب علی خان صاحب نے احباب کے تعاون سے اعلیٰ حضرت کا غیر مطبوعہ کلام جمع کیا۔ مختلف شہروں اور بعید و قریب مقامات میں جس کسی کے پاس کوئی غیر مطبوعہ تحریر تھی' وہ حاصل کرنے کی سعی کی گئی' تاہم اس غیر مطبوعہ کلام کے بارے میں پورے یقین سے کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا کہ فی الواقعہ یہ تمام' اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی ہی کا کلام ہے یا نہیں؟ اعلیٰ حضرت کا مستند کلام وہی ہے جو' ان کی موجودگی میں دو حصوں میں شائع ہوا۔ تیسرے حصے (باقیاتِ رضا) میں شامل کلام کی تمام ذمہ داری مولانا محبوب علی خاں صاحب کی تھی مگر افسوس کہ وہ خود تحقیق و تصدیق نہ کرنے کے ساتھ ساتھ' خود پُروف ریڈنگ (مسودہ بینی) بھی نہ کرسکے' مزید برآں یہ کہ تقسیم سے قبل ہندوستان میں چھاپے خانے (پرنٹنگ پریس) مسلمانوں کی مِلکیت میں نہ ہونے کے برابر تھے' جیسا کہ اب بھی غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کا احوال ہے۔ غیر مسلم چھاپے خانے والے نے بھی کچھ خیال نہیں کیا اور غلط ترتیب سے کچھ اشعار شائع ہوگئے' احباب کا کہنا تھا کہ یہ یقیناً شرپسندوں کی شرارت ہے۔ چناں چہ مولانا محبوب علی خان نے بغیر کسی تاخیر کے' احوالِ واقعی کی تشہیر کی اور توبہ نامہ شائع کرکے پورے ملک میں مشتہر کیا۔ پوسٹرز' پمفلٹس' اخبارات اور فتاویٰ کی صورت میں مولانا محبوب علی خان کی

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

سِیَر۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ سیاسیات۔ شماریات۔ معدنیات۔ طبیعیات۔ اقتصادیات۔ معاشیات۔ ارضیات۔ فلکیات۔ ہیئت۔ کیمیا۔ زیجات۔ طب۔ توقیت۔ اوفاق۔ تکسیر۔ رَمل۔ جفر۔ نجوم۔ لوگارثمات۔ مثلث کُروی۔ مثلث مسطح۔ مربعات۔ زائچہ و زائچہ۔ ادب و انشاء۔ نثر و نظم (فارسی ہندی)۔ ماحولیات۔ اَوزان۔ تعبیر۔ ہندسہ۔ حساب سینی۔ عروض۔ بلاغت۔ استخراجِ تاریخ۔ فن تاریخ اعداد۔ ارثما طیقی۔ اکر۔ رسم الخط (نستعلیق' نسخ' شکستہ)۔ نفسیات۔ موسمیات۔ تعلیقات۔ حاشیہ نگاری۔ علم الاموال۔ عمرانیات۔ صحافت۔ سلوک۔ تصوف۔ مناظرہ و منایا۔ تقابلِ ادیان۔ جدل صوتیات۔ لسانیات.....

طرف سے تفصیل اور توبہ نامہ شائع ہوتے ہی یہ اعتراض ختم ہوگیا (☆)

مولانا محبوب علی خان جنہوں نے کلامِ اعلیٰ حضرت کا تیسرا حصہ مرتب کیا تھا' وہ خود فرماتے ہیں کہ "کاتب اور نابہ اسٹیم پریس (☆☆) کے مالک دونوں بدمذہب تھے۔ انہوں نے کاتب اور پریس والے کو بتادیا تھا کہ یہ قصیدہ پورا دستیاب نہیں ہوا اور یہ اشعار مسلسل نہیں ہیں یعنی یہ ترتیب وار نہیں ہیں۔ (اشعار کا مضمون الگ الگ ہے) لہٰذا یہ اشعار اکٹھے شائع نہیں کئے جائیں گے اور لفظ "علیحدہ" جلی قلم سے ان اشعار سے پہلے لکھا جائے گا اور یہ اشعار' قصیدہ میں جس ترتیب کے ساتھ لگائے جائیں گے' وہ بھی بتادی' مگر کاتب اور پریس والے نے قصداً یا سہواً اس تاکید کا خیال نہیں رکھا۔ کتاب کی طباعت کے بعد بار بار فقیر (محبوب علی خان) اپنی توبہ شائع کرچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کی توبہ قبول فرمائیں اور سُنّی مسلمان بھائی بھی اللہ و رسول کے لیے مجھے معاف فرمائیں۔"

قارئینِ کرام! توجہ فرمایئے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد ان کے غیر مطبوعہ و غیر مصدّقہ کلام کی کتابت میں ایک غلطی واقع ہوئی۔ غلطی کرنے والے کی طرف سے پوسٹرز' پمفلٹس' اخبارات و فتووں کی صورت میں توبہ نامے شائع کئے جاتے ہیں' کیوں کہ غلطی کا اسے شدید احساس ہے' وہ اپنی انا کا مسئلہ کھڑا نہیں کرتا' وضاحتوں

(☆) ماہنامہ "سُنّی" لکھنؤ بابت ماہ ذوالحجہ ۱۳۷۳ ہجری میں مولانا محبوب علی خان کا شائع شدہ تفصیلی بیان و توبہ نامہ دیکھا جاسکتا ہے۔ دہلی کی مشہور فتح پوری مسجد کے شاہی امام و خطیب اور ہندوستان کی مایہ ناز علمی شخصیت مفتیِ اعظم محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کا مفصل فتویٰ' ۱۹۵۵ء میں "دارالافتاء دہلی کا قرآنی فیصلہ" کے نام سے ایک کتابچے کی صورت میں شائع ہو کر پورے ملک میں تقسیم ہوا۔ اس میں اس موضوع پر تمام تفصیل موجود ہے۔

(☆☆) "نابہ اسٹیم پریس" کے الفاظ جو بانس برگ سے بریلی ص ۶ پارٹ ۲ میں شائع ہونے والے حدائق بخشش حصہ سوم کے سرورق کے عکس میں موجود ہیں۔

کے ذریعے غلط بات کو درست ثابت نہیں کرتا' بلکہ غلطی کا اعتراف کرکے توبہ نا
شائع کرتا ہے۔ اس کے توبہ نامے کے بعد اپنوں بیگانوں کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے'
دوسری طرف کا حال بھی دیکھئے کہ جنوبی افریقا میں مقیم دیوبندی وہابی تبلیغی کیسے عقل
اندھے ہیں۔ "جوہانس برگ سے بریلی" ص ۷ پارٹ ۲ پر حدائقِ بخشش حصہ سوم
ص ۳۷ کا عکس موجود ہے۔ جسے شاید انہوں نے فخریہ طور پر شائع کیا ہے' مگر بصیرت
یہ اندھے' بصارت سے بھی محروم معلوم ہوتے ہیں۔ اس مطبوعہ عکس میں لفظ "علیہ
جلی قلم سے موجود ہے اور جن دو شعروں پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف
اعتراض ہے' ان کے بعد بھی' ان دو شعروں کو باقی اشعار سے الگ کرنے کے
"خط" کھنچا ہوا ہے۔

اسے قدرت کا کرشمہ کہئے کہ جوہانس برگ سے بریلی' پارٹ ۲ ص ۷ پر حدا
بخشش حصہ سوم کے ص ۳۷ کا عکس چھاپ کر جنوبی افریقا کے دیوبندی وہابیوں تبلیغی
نے خود اپنے ہاتھوں اپنی جگ ہنسائی کا اہتمام کرلیا اور ان ہی کے ذریعے مولانا محبو
علی خاں کے بیان کی تصدیق بھی ہو گئی۔

۳۳'۳۴ سال کے بعد جنوبی افریقا میں ان اشعار کے حوالے سے اعلیٰ حضر
فاضلِ بریلوی پر' یہ دیوبندی تبلیغی شاید یہ سوچ کر پھر اعتراض کر رہے ہیں کہ ہندوست
میں ۱۹۵۵ء میں' اس معاملے میں جو کچھ ہوا' اس کی تفصیل جنوبی افریقا والوں کو کہا
معلوم ہوگی اور کون تحقیق کرتا پھرے گا؟ لہٰذا یہ لوگ اعلیٰ حضرت کے خلاف را
عامہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ دین کے یہ خودساختہ ٹھیکے دار' خود کو علما
حق کہنے والے' شاید یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کی سازشیں اور مذموم کارروائیاں' ان
حق میں مفید ثابت ہوں گی لیکن یہ نہیں جانتے کہ ازل ہی سے ہر کسی کو جو ودیعت ہو
تھا' ہو چکا۔ ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے علماء کی غلط کاریوں کے باوجود دیوبند
وہابی مُلّا پرستوں کے نصیب میں ان کے نام نہاد علماء کی مدح و ستائش اور ان سے دفا
ہی ہے۔ ہم سُنّیوں پر اللہ سبحانہ کا بے پناہ فضل و احسان ہے کہ اللہ نے ہمیں ا

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم' ان کی آل و اولاد' ان کے اصحاب اور اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدح و ثنا اور ان کی ناموس کا تحفظ نصیب کیا ہے۔ اللہ سبحانہ ہمارا یہ اعزاز و امتیاز دارین میں سلامت رکھے اور اللہ سبحانہ ہمارا حشر اپنے پیارے رسول کے غلاموں میں فرمائے۔

یہ دیوبندی وہابی خود ساختہ علمائے حق اگر عدل و انصاف کے اصول و قواعد کو مانتے ہیں تو یہ بتائیں کہ حقائق جاننے کے بعد کیا اعتراض کی گنجائش باقی رہتی ہے؟ اگر نہیں تو' ان دیوبندی وہابی تبلیغی گروپ کے علماء کو امامِ اہلِ سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی پر اعتراض کی بجائے خود اپنی شدید غلطی کا اعتراف کرنا چاہئے اور کسی مسلمان پر تہمت و بہتان لگانے کا عذاب مول نہیں لینا چاہئے۔

☐ جوہانس برگ سے بریلی کے پارٹ اس ۱۱ پر' جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اللہ کے پیارے اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف منانے (☆) کے بارے میں دیوبندی عالم رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی کے فتویٰ کو نقل کیا ہے کہ "میلاد شریف منانا ایسا ہے جیسا کہ ہندو اپنے کنہیا کا جنم دن مناتے ہیں۔" اور اس کی Clarification میں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے بغیر کسی کتاب کے حوالہ کے' ہم اہلِ سنت و جماعت پر جو بہتان عظیم لگایا ہے' اس کی سزا انشاء اللہ اسے دنیا و آخرت میں ضرور ملے گی اور ہم سب اہلِ سنت و جماعت اللہ سبحانہ سے التجا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں عبرت ناک سزا دے۔

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں' وہ لکھتے ہیں۔

Hazrat Moulana Rashid Ahmed Gangohi -------------- forbade Meelad, because the Meelad reciters copy and imitate the Blessed Birth of Rasulullah Sallallahu Alayhi

---

(☆) میلادِ شریف (عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے بارے میں ہم اہلِ سنت و جماعت کا موقف جاننے کے لیے میری کتاب "اسلام کی پہلی عید" ملاحظہ فرمائیں۔ (کوکب غفرلہ)

Wasallam in the following manner; that a lady sits behind a curtain with a baby in her lap. When the Meelad reciters mentions the birth and that Aamina is going through severe labour pains, the lady behind the curtain starts moaning and groaning as if she is really experiencing labour. Suddenly she pinches the baby and the baby cries out aloud. On hearing this cry the Meelad reciters adjudge it to be the cry of the Blessed Birth, and start chanting; *Ya Nabi Salaamolaik. Ya Rasool Salaamolaik.* " They tie up small pieces of cloths with blood stains on it to **mark the Blessed Birth**. They mimic the scene as if it is really taking place.

قارئین کرام! یہ خادمِ اہلِ سنت عرض گزار ہے کہ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے یہ جو کچھ لکھا ہے' یہ اس کی اپنی خانہ ساز گھڑی ہوئی بے ہُودہ کہانی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت شدید گستاخی ہے۔ دنیا کا کوئی صحیح العقیدہ سُنّی مسلمان ایسا کرنا تو کجا' ایسا سوچ بھی نہیں سکتا ہے۔ یہ گندی سوچ صرف دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کا حصہ ہے۔ ہم اہلِ سنت و جماعت کا موقف یہ ہے کہ جو ایسا کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے ہر مُبلّغ کو میرا یہ چیلنج ہے کہ وہ صحیح العقیدہ اہلِ سنت و جماعت کی طرف سے منعقد ہونے والی کسی بھی محفلِ میلاد شریف میں' ایسا ہونا (جیسا کہ جوہانس برگ سے بریلی کے خبیث مصنف نے لکھا ہے) ثابت نہیں کر سکتا' وہ یہ تسلیم کرے کہ اس نے یہ بہتان لگا کر نہ صرف سچے مسلمانوں کا دل دکھایا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی والدہ طیبہ طاہرہ' حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی شدید گستاخی کی ہے اور اللہ کے عذاب کو دعوت دی ہے۔ انشاء اللہ یہ بدباطن خبیث اس شدید بہتان کی سزا ضرور پائے گا۔

□ محترم قارئین! جوہانس برگ سے بریلی کتابچے کے تینوں حصوں میں دیوبندیوں وہابیوں نے دیوبندی ازم کے بنیادی نصب العین اور اپنی پسندیدہ بری عادت کے مطابق' اپنی طرف سے کئی بے بنیاد باتیں گھڑ کر' ہم اہلِ سنت و جماعت پر بہتان لگائے ہیں اور

عوام کو اہلِ سنت و جماعت سے بدگمان کرنے کے مذموم کوشش کی ہے۔ علاوہ ازیں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اپنے کتابچوں میں کچھ شعر بھی مختلف شعرا کے لکھے ہیں اور ان کا غلط مفہوم پیش کر کے اپنی عادتِ بد (بہتان طرازی) کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس خادمِ اہلِ سنت نے تو یہی چاہا تھا کہ جوہانس برگ سے بریلی کتابچوں کی ایک ایک سطر بلکہ ایک ایک لفظ کی پوسٹ مارٹم رپورٹ اپنے قارئین کے سامنے پیش کروں۔ مگر مسودہ کی ضخامت اس قدر ہو گئی کہ احباب نے مشورہ دیا کہ کچھ حصہ ابھی روک لیا جائے اور جوہانس برگ سے بریلی کے جواب میں حصہ دوم کی صورت میں شائع کیا جائے' یہ مشورہ مناسب تھا تاہم زیرِ نظر تحریر میں دیوبندی ازم کے 'ہم اہلِ سنت و جماعت پر تمام الزامات اور بہتانات کا (بفضلہ تعالیٰ) مجموعی اور شافی جواب دیا گیا ہے۔ یہ خادمِ اہلِ سنت عرض گزار ہے کہ دیوبندی وہابی تبلیغی اپنی ایسی حرکتوں سے ہمارا نقصان تو کیا کریں گے مگر اتنا ضرور ہے کہ عوام کو یہ خود اپنا بدنما چہرہ دکھا دیتے ہیں اور عوام نے جان لیا ہوگا کہ یہ دیوبندی ازم اور علمائے دیوبند کس قدر جھوٹے اور برے ہیں۔ اللہ ہمیں ان سے اور ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

□ قارئین محترم! "جوہانس برگ سے بریلی" کے مصنف اور دیوبندی وہابی تبلیغی گروپ کے علما و عوام' سب کے سب نے شاید دین کو اپنی اجارہ داری سمجھ لیا ہے۔ یہ لوگ بات بات پر سچے مسلمانوں کو مشرک و بدعتی کہتے ہیں گویا ان کے نزدیک صرف یہ ہی مسلمان ہیں اور دنیا بھر کے تمام سچے مسلمانوں کا ایمان و اسلام سے کوئی تعلق نہیں' حالاں کہ یہ ان کی خام خیالی ہے جسے حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ (دیوبندی وہابی تبلیغی) بلاشبہ' عدل نہیں کرتے بلکہ ظلم کرتے ہیں۔ ظلم کی تعریف یہی ہے کہ صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح کہنا' جرم کسی اور کا اور مجرم کسی اور کو ٹھہرانا۔ یہ دیوبندی وہابی تبلیغی نیک' جائز' سنت اور مستحب اعمال کو شرک و بدعت کہتے ہیں۔ قارئین کرام! خود ہی کہئے کہ جائز و نیک کام کو غلط اور برا کہنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟ اور کلامِ ربانی (قرآن) میں صاف طور پر اعلان ہے کہ "بے شک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو ہدایت عطا نہیں

کرتا۔"

جوہانس برگ سے بریلی' پارٹ ا کے ص ۱۵ پر کتابچے کے مصنف نے ' سچے سُنّی مسلمانوں پر یہ بہتانِ عظیم لگایا ہے کہ "سُنّی مسلمان' اولیاء اللہ کے عرس میں قبروں کا طواف کرتے ہیں' قبروں کو سجدہ کرتے ہیں اور Shirk Practices (اعمالِ شرک) کرتے ہیں' جب تک سُنّی مسلمان اپنے اس فعل سے توبہ نہیں کرتے ان سے نکاح Allow (جائز) نہیں ہے۔" میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ ہم پر بہتانِ عظیم ہے۔ قبر یا اس کے غلاف کو چوم لینا' محبت ہے اور یہ دیوبندیوں کے حکیم الامت تھانوی صاحب کی تحریروں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ اسے شرک پریکٹس کہنا ظلم ہے 'کوئی سُنّی مسلمان' اللہ کے سوا ہرگز ہرگز کسی کو سجدہ اور کعبۃ اللہ کے سوا کسی مکان یا مزار وغیرہ کے طواف کا فعل نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو جائز سمجھتا ہے۔ جو لوگ سُنّی مسلمانوں کے بارے میں قبر پرستی یا قبر پجاری وغیرہ کا بہتان لگاتے ہیں' وہ بلاشبہ ظالم ہیں۔ سچے سُنّی مسلمانوں کو مشرک قرار دینے والے ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کی تحریروں میں ان کے اپنے بڑے بڑے علماء کے لیے' ان کے نظریات خود ان کے اپنے فتووں کے مطابق مشرکانہ ہیں مگر انہیں خود اپنے شرک کا احساس تک نہیں۔ ہو سکتا ہے ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کو شرک و بدعت کی صحیح تعریف بھی معلوم نہ ہو۔

❑ ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے قارئین کے سامنے قرآن و سنت کے مطابق شرک و بدعت کے بارے میں اپنے عقائد و نظریات مختصراً پیش کروں' تاکہ قارئین جان لیں کہ ہم اہلِ سنت و جماعت 'سُنّیوں (بریلویوں) کو مشرک کہنے والے یہ دیوبندی وہابی کتنے ظالم ہیں۔

قارئین ملاحظہ فرمائیں : ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک سبحانہٗ و تعالیٰ کی ذات و صفات اس کے اسماء و افعال میں کوئی بھی اس کا شریک اور ساجھی نہیں ہے۔ ہم سُنّی مسلمان' عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کو جانتے اور مانتے ہیں۔ اللہ سبحانہٗ کے ملک و تصرف میں کسی کو اس کا شریک یا اس کے

برابر یا اس کے مثل نہیں مانتے۔ ہم اللہ سبحانہ کے سوا کسی کو (خواہ وہ کوئی بھی ہو) مستقل بالذات اور مستقل اور حقیقی متصرف نہیں مانتے۔ ہمارا مسلّمہ اور اعلانیہ عقیدہ ہے کہ کائنات کی ہر شے' ہر آن اور ہر اَمر میں اللہ تعالیٰ کی یقینی طور پر محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی کسی مخلوق کا کسی آن' کسی شے اور کسی اَمر میں ہرگز محتاج نہیں' نہ ہی ایسا ہونا ممکن ہے۔ آسان لفظوں میں یوں کہوں کہ ہم اہلِ سنت وجماعت (سُنّی)' اللہ سبحانہ کے نبیوں رسولوں اور ولیوں کو اللہ کی ذات وصفات میں ہرگز کسی طرح شریک نہیں مانتے اور انبیاء واولیاء کو اللہ کی طرح یا اللہ کے مثل ہرگز نہیں مانتے اور اللہ کے سوا کسی عبادت کے لائق ہرگز ہرگز نہیں مانتے۔

شرک کا شرعی معنیٰ

لسانُ العرب (عربی) جلد السابع ص ۱۰۰' از علامہ ابنِ منظور (طبع جدید' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت) میں ہے "جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں نے اللہ تعالیٰ سے شرک کیا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے (اللہ کے سوا) اور کو بھی اللہ تعالیٰ کے ملک وتصرف میں شریک کیا اور شرک کے معنیٰ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت میں کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرایا جائے جب کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شریکوں سے پاک ہے۔" (☆)

(☆) جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اپنے شیخ محمد زکریا کاندھلوی کی کتاب "فضائلِ درود شریف" کے یہ جملے ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں اور ان کے جواب سے آگاہ فرمائیں۔ ان جملوں میں دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے امام نے مومنوں کو اللہ کا شریک فرمایا ہے۔

(۱) "اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہوگی کہ اس عمل میں اللہ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ مومنین کی شرکت ہے۔" (ص ۶)

(۲) "اس لیے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اعزاز واکرام میں (مخلوق کے ساتھ) اللہ جلّ شانہٗ خود بھی شریک ہیں۔" (ص ۷)

قارئینِ محترم! شرک کے "شرعی معنی" آپ نے ملاحظہ فرمائے اور شرک کے معنی سے قبل' اللہ سبحانہ کے لیے ہمارا عقیدہ بھی آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ آپ خود ہی کہئے' کیا آپ کا وجدان گواہی نہیں دیتا کہ ہم سُنّیوں کے عقیدوں میں شرک کا شائبہ بھی نہیں ہو سکتا۔

افسوس کہ لفظ "شرک" کے شرعی اور حقیقی مفہوم و معنی کو جانے بغیر' صرف لفظ "شرک" کی تعریف' ان دیوبندیوں وہابی ظالموں نے یہ کرلی کہ "دو ذاتوں کو ایک صفت میں شریک سمجھنا شرک اور کفر ہے۔" اگر یہ تعریف بِلفظہٖ درست قرار دی جائے تو مفتیانِ دیوبند خود بھی شرک اور کفر میں غرق نظر آئیں گے۔ چناں چہ دیوبندیوں وہابیوں کی' بنی ہوئی اس تعریف کے مطابق توجہ فرمائیے۔

"اللہ کا وجود ہے اور انسان کا بھی وجود ہے۔ یعنی (ہونے میں) دونوں کو شریک کہنا پڑے گا۔ اللہ سبحانہ سنتا ہے' انسان بھی سنتا ہے۔ اللہ سبحانہ دیکھتا ہے انسان بھی دیکھتا ہے۔ اللہ سبحانہ علم والا ہے اور انسان بھی عالِم ہوتے ہیں۔ اللہ مختار ہے اور انسان بھی اپنے ارادہ و اختیار سے کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور انسان خود کو' کپڑوں کو' غذاؤں' برتنوں اور جگہ کو پاک کہتا ہے' ایسی کتنی ہی مثالیں ہیں۔ اگر شرک کا معنی "دیوبندی وہابی تبلیغی گروپ" کے نزدیک دو ذاتوں کا محض ایک صفت یا معاملے میں شریک ہونا ہی ہے تو پھر ان مفتیانِ شرک کو چاہئے کہ اپنا وجود' تیغِ عدم سے نیست و نابود کردیں۔ اپنے کانوں میں اُبلتا ہوا تارکول ڈال کر شرکِ سماعت سے آزاد ہو جائیں۔ اپنی آنکھوں میں تپتی ہوئی سلائیں پھیر کر اللہ کی صفتِ بصیر کے اشتراک سے باہر نکلیں۔ دماغ پر ہتھوڑا مار کر مادۂ شعور کو زائل کرکے جاہل بن جائیں۔ خود کو غلاظت و خباثت اور ہر گندگی سے آراستہ و پیراستہ کرکے ہر پاکی سے دور ہوں...... مگر افسوس ہے کہ اپنی زبان اور اپنے قلم سے مشین گن کی گولیوں کی طرح بات بات پر' سچے مسلمانوں پر شرک و کفر کے فتوے داغنے والے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی ہرگز ایسا کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔ جب یہ خود اپنے فتوے کی زد میں آتے ہیں تو پھر یہ لوگ "چوں کہ'

چناں چہ 'اگر' 'بالفرض' 'اور یعنی' وغیرہ کے الفاظ سے ہیر پھیر شروع کر دیتے ہیں۔

❑ محترم قارئین! ہم اہلِ سنت و جماعت کا قرآن و سنت کے مطابق یہ پکا اور پختہ عقیدہ ہے کہ وجودِ حقیقی دراصل اللہ سبحانہ کی شان ہے۔ سننا' دیکھنا' علم و اختیار' ذاتی اور حقیقی طور پر اللہ سبحانہ کی صفات ہیں۔ اللہ سبحانہ ہی ہر شے کا حقیقی خالق و مالک ہے اور اس نے اپنی کچھ صفات اپنی بعض مخلوق کو بھی عطا فرمائی ہیں۔ اگر اللہ سبحانہ اپنی کچھ خاص مخلوق' انبیا و اولیاء کو' عام مخلوق کی نسبت اپنی کچھ صفات بدرجۂ کمال عطا فرمادے' تو اس کا انکار کیوں کر کیا جا سکتا ہے؟ اللہ سبحانہ نے اپنی کچھ صفات کا اپنی مخلوق کو مظہر بنایا ہے اور اپنی بارگاہ کے مقبول بندوں اور اپنے پیاروں کو عام مخلوق کی نسبت' ان صفات کے کمال سے جس قدر زیادہ نوازا ہے' اس کا کسی قدر صحیح اندازہ بھی وہی کر سکتا ہے جس پر اللہ کی خاص نوازش ہوئی ہو' ورنہ عام مخلوق تو اپنی بساط کے مطابق ہی خیال کرے گی کہ جس قدر میرے پاس ہے' اسی قدر خاصانِ خدا کے پاس ہوگا' حالاں کہ ایسا نہیں ہے' بلکہ مقبولانِ الٰہی پر قدرت کی بے پناہ خصوصی نوازشات' قرآن و سنت سے ثابت ہیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' جو اللہ سبحانہ کی ذات و صفات کے مظہرِ کامل' فخرِ موجودات' اصلِ کائنات اور اللہ کے محبوبِ اعلیٰ ہیں' ان کی شان کی عظمت و رفعت کا کیا ٹھکانہ!

اللہ کی قدرت کہ خود اکابر علمائے دیو بند کی متعدد تحریریں بھی اس حقیقت کی گواہی دیتی ہیں۔ شیخ محمد زکریا صاحب کی تصنیف' تبلیغی نصاب میں (جس کا نام بدل کر فضائلِ اعمال رکھ دیا گیا ہے اور جسے جنوبی افریقا کے دیو بندی وہابی تبلیغی' بظاہر قرآن سے زیادہ اہمیت دیتے نظر آتے ہیں) اور کمالاتِ اشرفیہ ص ۵۶ میں بھی یہ فرمانِ الٰہی (حدیثِ قدسی) موجود ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "میرا بندہ نوافل کی کثرت سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں' پھر اس کی سمع میں بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے' اس کی بصر میں ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے' اس کے ہاتھ میں ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے' اس کے پاؤں میں ہو جاتا ہوں جن

سے وہ چلتا ہے' اس کی زبان میں ہو جاتا ہوں جس سے وہ کلام کرتا ہے' اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اسے عطا کرتا ہوں۔" (بخاری شریف)

اس حدیثِ قدسی کی شرح میں امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ بندہ جو محبوبِ الٰہی بن جاتا ہے' پھر اس کی شان کا یہ احوال ہوتا ہے کہ وہ دُور و نزدیک' دیکھتا سنتا اور تصرف کرتا ہے۔ کیوں کہ فرمانِ الٰہی کے مطابق اس بندے کی صفات میں اللہ کی خاص قوت کارفرما ہو جاتی ہے' یعنی وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا خصوصی مظہر ہو جاتا ہے۔ چناں چہ اس فرمانِ الٰہی پر یقین و ایمان رکھتے ہوئے ہم اہلِ سنت و جماعت یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کے انبیا و اولیاء' بلاشبہ اللہ سبحانہ کے عطا سے روحانی قوتوں اور خصوصی طاقتوں والے ہوتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی قوتوں اور اختیارات سے مخلوق کی مدد کرتے ہیں۔

دیوبندیوں وہابیوں کے امام رشید احمد گنگوہی کی سوانح لکھنے والے دیوبندی عالم محمد عاشق الٰہی میرٹھی نے ایک پورا باب "تزکیہ و تصرفات" کے عنوان سے لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں "آپ (گنگوہی) دنیا سے تشریف لے گئے مگر آپ کے تصرفات عالم میں اپنا کام برابر کر رہے ہیں۔" (تذکرۃ الرشید' ص ۱۵۱ ج ۲) (☆)

(☆) (تصرفات کے عنوان سے جناب شیخ محمد زکریا کی تصنیف "آپ بیتی" میں بھی پورا باب اور اشرفعلی تھانوی صاحب کی کتاب "بوادر النوادر" میں ص ۷۸۰ تا ۷۸۶ "رسالہ التعرف فی تحقیق التصرف" موجود ہے۔

"باطنی توجہ کے ذریعے دوسرے شخص پر کوئی اثر ڈالنا' اصطلاحِ صوفیہ میں اسے تصرف کہتے ہیں۔" (بوادر النوادر ص ۷۸۱) اور تذکرۃ الرشید' ص ۱۳۷' ج ۲ پر ہے کہ "جس طرح جسمانی قوت' اجسام محسوسہ میں تصرف کرتی اور زبردست شخص اشیاء ظاہری میں تغیر و تبدل کر دینے پر بحول اللہ قادر ہو جاتا ہے' اسی طرح قلبی قوت جس کو قوتِ قدسیہ کہتے ہیں' قلوب میں موثر ہوتی اور ان تاریک و زنگ آلود دلوں کے صیقل کرنے پر باذن اللہ قادر ہو جاتی ہے جس کے دفع ہوئے بغیر باطنی ادراک حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی قوتِ قدسیہ کے کام میں لانے کا نام تصرف ہے...... اور تصرفات کا دارومدار متصرف شیخ کے قلب کی قوت اور روحانی طاقت پر ہے۔"

اور دار العلوم دیوبند کے مشہور عالم محمود الحسن صاحب اپنے گنگوہی صاحب کی شان میں فرماتے ہیں۔

"حوائج دِین و دُنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب
گیا وہ قبلۂ حاجاتِ جسمانی و روحانی"

(کلیاتِ شیخ الہند)

اسی کتاب تذکرۃ الرشید کے ص ۲۵۲ ج ۲ میں خود گنگوہی صاحب کا فرمان موجود ہے کہ "تصرفات و کراماتِ اولیاء اللہ بعد ممات بحالِ خود باقی می مانند بلکہ در ولایت بعد موت ترقی می شود حدیثے کہ ابنِ عبد البر نقل کردہ شاہد است۔" (اولیاء اللہ کی کرامات اور ان کے تصرفات' ان کی وفات کے بعد بھی اپنے حال کے ساتھ باقی رہتے ہیں۔ بلکہ ولایت میں وفات کے بعد ترقی ہو جاتی ہے' اس کی گواہی ابن عبد البر کی نقل کی ہوئی حدیث سے ہوتی ہے)

اپنی دوسری کتاب "اِمداد السلوک" کے ص ۹ پر گنگوہی صاحب فرماتے ہیں "دہم مرید یقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شیخ دُور است اما از روحانیتِ او دور نیست چوں ایں امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربطِ قلب پیدا آید و ہر دم مستفید بود چوں ہر دم در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بہ قلب حاضر آوردہ بلسانِ حال سوال می کند۔" (نیز مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہئے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہو گا' خواہ قریب ہو یا بعید تو گویا شیخ کے جسم سے دُور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں۔ جب اس امر کو پختہ یقین سے جان لے گا اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا' تو ربطِ قلب پیدا ہو جائے گا اور ہر دَم استفادہ ہوتا رہے گا اور مرید کو کسی واقعے میں شیخ کی حاجت پیش آئے تو (ربطِ قلب کی وجہ سے) شیخ کو قلب میں موجود مان کر زبانِ حال سے سوال کرے)

اشرف العلوم' بابت ماہ شعبان ۱۳۵۵ھ' ص ۲۷ میں تھانوی صاحب فرماتے ہیں

"اہلِ قبور سے فائدہ ہوتا ہے، کبھی مستفیض (فیض چاہنے والے) کے قصد سے اور کبھی بغیر اس کے قصد کے، جیسے آفتاب سے بِلا قصد بھی فائدہ ہوتا ہے۔"

اشرف العلوم، بابت ماہ جمادین ۱۳۵۴ھ، ص ۴۲ میں تھانوی صاحب کا ارشاد ہے "مولانا گنگوہی کو ایک ثِقہ شخص نے خواب میں دیکھا، (گنگوہی نے) فرمایا کہ مجھ کو مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خلافت دے دی۔ غالباً اس کا مطلب یہ ہے کہ تصرف کا اِذن مل گیا۔ وجہِ استخلاف (قائم مقام، جانشین کرنا) یہی تصرف ہے اور یہ عام نہیں، بعض بزرگوں کو بعد وفات کے مل جاتا ہے۔ ایک صاحب نے پوچھا کہ وہ کس قسم کا تصرف ہوتا ہے؟ (تھانوی نے) فرمایا، مثلاً کسی کو کیفیتِ باطنیہ حاصل ہوگئی یا اس میں ترقی ہوگئی۔ فرمایا، مثلاً اس بزرگ کی قبر پر جانے سے ذوق و شوق میں ترقی ہوگئی، تو یہ ترقی اس بزرگ کے تصرف و توجہ کا اثر ہوتی ہے جو مدرک ہوتا ہے۔ کسی نے اہلِ مجلس میں سے کہا کہ گھر بیٹھے بھی تو یہ فائدہ ہو سکتا ہے۔ (تھانوی نے) فرمایا، قبر سے مردہ کو خاص تعلق ہوتا ہے، وہاں اس کی زیادہ توقع ہے۔"

ان ہی تھانوی صاحب کی کتاب تعلیم الدِین (مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی) کے ص ۱۴۹ پر ہر ایک کے لیے یہ تاکید درج ہے کہ "اولیاء کے مزارات سے مستفید (فائدہ کا طالب) ہوتا رہے۔"

کمالاتِ اشرفیہ ص ۲۲۳ پر ہے، یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "خدا کی عادت ہے کہ بدون واسطہ کے وہ فیوض و برکات نازل نہیں فرماتے۔"

اپنی آخری تصنیف بوادرُ النوادِر کے ص ۸۰ پر یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں "اور جاننا چاہیئے کہ بعض اولیاء اللہ سے بعدِ انتقال کے بھی تصرفات اور خوارق سرزد ہوتے ہیں اور یہ امر معنیً حدِ توَاتُر (پے درپے، مسلسل) تک پہنچ گیا ہے۔"

موجودہ تبلیغی دیوبندی وہابی علماء تو "خوارق" کے تصرف ہی کے منکر ہیں، مگر ان کے بڑوں کا کہنا ہے کہ اولیاء اللہ، تصرفات پر صرف قادر ہی نہیں ہوتے، بلکہ بعد وفات بھی ان کے تصرفات باقی رہتے ہیں اور ان میں ترقی ہوتی ہے۔ قارئین خود جان لیں گے کہ

موجودہ تبلیغی دیوبندی وہابی لوگ اپنے جن بڑوں کو اپنا امام اور مقتدا کہتے ہیں' ان کے وہ بڑے ہی ان موجودہ دیوبندی وہابی تبلیغی لوگوں کو غلط ثابت کر رہے ہیں۔ ملتِ دیوبند کے ان بڑوں کو صحیح مانا جائے تو ان کے یہ چھوٹے (موجودہ) غلط ثابت ہوتے ہیں' اور ان چھوٹوں کو صحیح مانا جائے تو ان کے بڑے غلط ثابت ہوتے ہیں فیصلہ یہ خود ہی کر لیں کہ کون صحیح ہے اور کون نہیں؟ یا تسلیم کر لیں کہ دونوں ہی صحیح نہیں۔

☐ قارئین کرام! آج کل کے یہ دیوبندی وہابی تبلیغی ہاتھ دھو کر انبیا و اولیاء کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں' یہ تو اس حد تک ظالم ہیں کہ انبیا و اولیاء سے محبت و عقیدت کے عقیدہ ہی کو شرک کہتے ہیں' انبیا و اولیاء کی تعظیم کو یہ لوگ شرک کہتے ہیں۔ شاید یہ لوگ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے یا قرآن پڑھتے نہیں۔ ان سے یہ سوال ہے کہ اگر محض عزت کرنا' تعظیم و توقیر کرنا' شرک یا پرستش ہے تو قرآن میں "وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ" کا حکم کیوں ہے؟ قرآن ہی میں ہے کہ : **لَاتقولُوا رَاعِنا الخ.... لَاترفعوا اَصواتکم فَوقَ صَوتِ النَبِی الخ.... لَا تجعلوا دعَا الرَّسُول بینکم کدُعَاء بعضکم بعضا.... وَمَن یُعظِّم شعَائِر اللّٰہِ فانھا مِن تقوَی القلوب۔** تعظیم کو شرک کہنے والے ان (اور تعظیم سے متعلق دیگر) آیاتِ قرآنی کو کیوں بھول جاتے ہیں؟

یہ سب آیات' تعظیم کے احکام اور اہمیت بیان کر رہی ہیں۔ قرآن تو صاف کہہ رہا ہے۔ **وَلِلّٰہِ العِزۃ وَلِرَسُولِہ وَلِلمُومِنِین** اور اس کے ساتھ ہی فرمایا **وَلٰکِن المُنَافِقِینَ لَا یَعلَمُون۔** ثابت ہوا کہ جو انبیا و اولیاء کی عزت و تعظیم کے منکر ہیں' وہ قرآن کے فیصلے کے مطابق "منافق بے علم" ہیں۔ بلکہ وہ لوگ قرآن کے منکر قرار پاتے ہیں' کیوں کہ قرآن' انبیا و اولیاء کے لیے عزت و تعظیم ثابت کر رہا ہے' شعائر اللہ کی تعظیم کو دلوں کا تقویٰ فرما رہا ہے اور یہ دیوبندی وہابی ظالم اس تعظیم کو شرک کہہ رہے ہیں(☆)۔ انبیا و اولیاء کی تعظیم کو شرک کہنا اور مرتدوں' گستاخوں کی تعظیم و توقیر کرنا

(☆) قارئین پر واضح ہو کہ دیوبندی وہابی تبلیغی ازم کے ماننے والے لوگوں کا قول و فعل یکسر متضاد

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحے پر

قرآن کا انکار اور دین کا تمسخر نہیں تو اور کیا ہے؟

قارئینِ کرام! اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم' اللہ کے پیارے اور برگزیدہ بندے ہیں۔ ان کا ملتِ اسلامیہ پر یہ احسان ہے کہ انہوں نے خلقِ خدا کی رہ نمائی کی۔ دلوں کو عشقِ الٰہی' عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شاد و آباد کیا۔ وہ جب تک ظاہری حیات میں رہے' شریعت و سنت کے خود پابند رہے اور خلقِ خدا کو شریعت و سنت کی پابندی کی تلقین کرتے رہے۔ اصلاحِ عقائد و اعمال کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ اولیاء اللہ جب اس فانی دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں تو لوگ ان کے مزارات پر جاتے ہیں کہ کتاب و سنت کے مطابق اولیاء اللہ کے مزارات بھی بابرکت مقامات ہیں' دعا کی قبولیت کے مقام ہیں۔ لوگ' محبت و عقیدت سے مزارات پر جا کر ہرگز تعظیمی سجدہ یا قبر کا طواف نہیں کرتے' صاحبِ قبر کو ہرگز ہرگز کسی طرح' اللہ کا شریک نہیں مانتے۔ بلکہ یہ کرتے ہیں کہ اللہ کے اس پیارے' برگزیدہ بندے کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر اللہ سے' صاحبِ روضہ کے توسّل سے دعا کرتے ہیں اور صاحبِ مزار سے یہ التجا کرتے ہیں کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں ہماری سفارش کریں۔ لوگ' محبت و تعظیم سے مزارات کو چوم لیتے ہیں یا مزارات اور ان کے غلاف سے اپنے ہاتھ کو مَس کر کے چہرے پر پھیر لیتے ہیں۔ ایسا کرنا ہرگز ہرگز قبر پرستی یا شرک نہیں۔ (المستدرک' امام حاکم اور الشفاء فی حقوق المصطفیٰ' امام قاضی عیاض میں احادیث موجود ہیں جن سے اصحابِ نبوی کا بھی ایسا کرنا ثابت ہے)

☐ قارئین کرام! "قبر کے چومنے کے بارے میں شاید یہ خیال کسی کے ذہن میں آئے کہ کیوں قبر کو چوما جاتا ہے؟ جب کہ وہ مٹی اور پتھر سے بنی ہوتی ہے اور ظاہری

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

ہے۔ اس کتاب میں قارئین ان دیوبندیوں کی اپنے بڑے علماء وغیرہ کے لیے حد سے زیادہ تعظیم کا تذکرہ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اور تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "علماء کی تعظیم سے تو لوگوں کا نفع ہے کہ ان (علماء) کی تعظیم درحقیقت دین کی تعظیم ہے۔" (کمالاتِ اشرفیہ' ص ۱۸۰)۔ اگر تعظیم کرنا شرک ہے تو تھانوی صاحب کے اس فرمان کے بارے میں کیا فتویٰ ہے؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

بات ہے کہ محض قبر بذاتِ خود کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔" اس کے جواب میں عرض ہے کہ اولیاء اللہ سے نسبت کے سبب' محبت سے ان کے مقامات اور ان کی قبروں کو چوما جاتا ہے۔ محض مٹی یا پتھر کو چومنا حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے تو یہ بھی دیکھیے کہ "حجرِ اَسوَد" کو ہر کوئی چومتا ہے' حالاں کہ وہ بھی پتھر ہی ہے۔ مگر آپ کہیں گے کہ اسے اس لیے چوما جاتا ہے کہ وہ جنت کا پتھر ہے' لہٰذا جنت سے نسبت کے سبب اس کی خصوصیت اور اہمیت ہوگئی' تو عرض ہے کہ حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق "قَبرُ المُومِنِ رَوضَۃٌ مِنْ رِیَاضِ الجَنَّۃِ" (مومن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے)' مومن کی قبر کو بھی جنت سے نسبت ہوگئی' لہٰذا اس کی خصوصیت و اہمیت کا انکار کیوں کر ممکن ہے؟ مزید غور فرمایئے۔ ہم سب قرآنِ کریم کو چومتے ہیں' یہ بھی محض محبت ہے کیوں کہ وہ کلامِ الٰہی ہے۔ حالاں کہ کلامِ الٰہی صرف وہ الفاظ ہیں جو Ink (روشنائی) سے کاغذ پر چھپے (پرنٹ) ہوتے ہیں' مگر ہم کاغذ کو' روشنائی کو' وہ (گتّا) کارڈ بورڈ جس سے ان کاغذوں کی بائینڈنگ (جِلد بندی) ہوتی ہے' یا وہ غلاف جو قرآن پر چڑھالیا جاتا ہے' اس کو بھی چوم لیتے ہیں' صرف اس لیے کہ ان سب چیزوں کی نسبت اور تعلق' کلامِ الٰہی سے ہوجاتا ہے۔ بات صرف اللہ جلَّ شانہٗ سے خاص تعلق کی ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ کو بھی جو عزت و مرتبت حاصل ہے' وہ اللہ جلَّ شانہٗ سے خاص تعلق کی وجہ سے ہے' لہٰذا جن چیزوں کا تعلق اللہ سبحانہ کے پیاروں سے ہوگیا' وہ بھی محبت و تعظیم کے لائق ہیں۔

صَفا و مَروَہ پہاڑیوں پر اللہ کی ایک پیاری بندی' حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے قدم آئے تو وہ پہاڑیاں' شعائر اللہ (اللہ کی نشانیاں) ہوگئیں۔ قرآن سے پتہ چلا کہ جہاں' اللہ والوں کے قدم آجائیں' جب وہ مقام شعائر اللہ ہوجاتے ہیں تو جہاں اللہ جلَّ شانہٗ کے اولیاء اپنے پورے وجود کے ساتھ آرام فرما ہیں' ان جگہوں کی عظمت کا کیسے انکار کیا جاسکتا ہے؟

تاہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اولیاء اللہ کے مزارات و تبرکات کو

محبت سے چوما جاتا ہے اور انہیں محض چومنا ہرگز عبادت نہیں البتہ محبت ہے اور سعادت سے خالی نہیں۔ چناں چہ تذکرۃ الرشید میں دیوبندیوں وہابیوں کے امام رشید احمد گنگوہی کے معمولات تفصیل سے درج ہیں۔ ان میں مدینہ منورہ کے اور اپنے مشائخ کے تبرکات کو چومنا اور ان کی حد درجہ تعظیم کرنے کا تفصیلی تذکرہ ہے (☆)

(☆) "مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ مدینتہ الرسول کی مٹی (گنگوہی نے) عطا فرمائی کہ لو اس کو کھالو' میں نے عرض کیا کہ حضرت مٹی کھانا تو حرام ہے۔ آپ نے فرمایا میاں وہ مٹی اور ہوگی.... ایک مرتبہ حضرت مولانا (گنگوہی) نے موم بتی کا ذرا سا ٹکڑا مجھے عطا فرمایا اور کہا کہ اس کو نگل جاؤ اور ایک بار غلاف کعبہ کے ریشم کا ایک تار ایثار فرمایا اور کہا کہ اس کو کھالو۔" (ص ۴۸۔۴۹' تذکرۃ الرشید' ج ۲)

"اعلیٰ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب کا عطا فرمایا ہوا جُبّہ بھی آپ (گنگوہی) کے پاس تھا۔ یہ بھی انہیں تبرکات کے صندوقچہ میں رہتا تھا۔ جس وقت آپ اس کو نکالتے تو اول خود دستِ مبارک میں لے کر اپنی آنکھوں سے لگاتے اور پھر یکے بعد دیگرے دوسروں کو سر پر رکھنے کا موقع عطا فرماتے تھے' اس وقت آپ پر ایک خاص کیفیت ظاہر ہوتی۔" (ص ۱۹۷' تذکرۃ الرشید' ج ۲)۔ "ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ لوگ حرمین شریفین کی چیزوں' زمزم کے ٹین اور تخمِ خُرما (کھجور کی گٹھلی) کو یوں ہی پھینک دیتے ہیں' یہ خیال نہیں کرتے ان چیزوں کو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا لگی ہے۔" (ص ۴۸)... "(گنگوہی نے) غُسالہ شریفہ (روضۂ رسولؐ کے غسل کے پانی) کی گنگوہ میں سبیل لگائی اور (گنگوہی نے) فرمایا کوئی کیا جانے کہ (غسالہ کا) یہ پانی کیا چیز ہے۔" (ص ۴۹) "حضرت مولانا کے یہاں تبرکات میں حجرہ مطہرہ نبویہ کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا' بروز جمعہ کبھی کبھی حاضرین وخدام کو جب ان تبرکات کی زیارت خود کرایا کرتے تھے تو صندوقچہ خود اپنے دستِ مبارک سے کھولتے اور غلاف نکال کر اول اپنی آنکھوں سے لگاتے اور مُنہ سے چومتے تھے' پھر اوروں کی آنکھوں سے لگاتے اور ان کے سروں پر رکھتے۔ (ص ۵۲' الشہاب الثاقب از حسین احمد مدنی)۔ "حجرہ شریف علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کی خاک کو سرمہ میں ڈلوایا اور روزانہ بعد عشا خواب استراحت فرماتے وقت اتباعاً لِلسُّنّۃ اس سرمہ کو آخر عمر تک استعمال فرماتے رہے۔ اس قصہ سے عام خدام واقف ہیں۔" (ص ۵۲' الشہاب الثاقب)

اور دیوبندی وہابی ازم کے بڑے بڑے علماء نے اپنی کتابوں میں کسی مقدس ہستی یا جگہ سے نسبت کی برکت و فضیلت کو دلیلوں سے ثابت کیا ہے' چناں چہ اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "اہل اللہ کے تبرکات میں اثر ہوتا ہے اور صحبت میں اس سے زیادہ اثر ہوتا ہے۔" مزید فرماتے ہیں کہ "بزرگوں کی صحبت و زیارت بڑی چیز ہے' ان کا تو تصور بھی نافع ہے اور یہی اصل ہے تبرکات' کی کیوں کہ ان کی چیزوں کو دیکھ کر' ان کی یاد تازہ ہوتی ہے اور ان کی یاد سے دل میں نور آتا ہے' حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہوتا ہے۔" (کمالاتِ اشرفیہ' ص ۶۸)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "لوگوں کے قلوب میں انوار و برکات ان (اہل اللہ) کی وجہ سے آتے ہیں' برکات سے متمتع (نفع کے طالب) ہونے کی شرط ان (اہل اللہ) کے ساتھ اعتقاد ہے۔" (کمالاتِ اشرفیہ' ص ۱۳۰)

بَوادِرُ النّوادِر کے ص ۸۵ پر اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں "جیسے آگ کی مصاحبت سے پانی گرم ہوجاتا ہے اور یہ صحبت' جیسے اَحیاء کی نافع ہوتی ہے اسی طرح اَموات کی بھی' جب کہ دونوں کی روح میں مناسبت ہو' جو کہ شرطِ فیض ہے' پس جب کہ صاحبِ مزار' صاحبِ نسبت ہو اور زائر بھی صاحبِ نسبت ہو اور دونوں کی نسبت میں تناسب ہو' اس سے زائر کے احوالِ حاصلہ میں رسوخ و استحکام ہوجائے' اسی کو ترقی و قوت سے تعبیر کیا جاتا ہے اور نسبت کا رسوخ' وجدانی ہونے کے سبب' وجدان سے مدرک بھی ہوجاتا ہے۔" (نسبت میں پختگی اور یگانگی کی وجہ سے اچھی طرح قابل فہم ہوجاتا ہے۔)

یاد رکھئے! کسی شے کا پوجنا اور فعل ہے اور کسی شے کی تعظیم و تکریم دوسری بات ہے' دونوں میں بہت فرق ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ شرک کا تعلق اعتقاد سے ہے اور ہم اہلِ سنت و جماعت' ہرگز کسی صاحب قبر (خواہ وہ نبی ہو یا ولی) کو مستقل اور حقیقی متصرف نہیں مانتے' بلکہ اولیاء اللہ کے مزارات پر جاکر اللہ ہی کے حضور التجا کرتے ہوئے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے برگزیدہ بندوں کی نیکیوں' عبادات اور دین و ملت کے لیے خدمات کے طفیل' اپنے عفو و کرم اور عطا سے ہمارے نامۂ اعمال کی سیاہیوں کو

مٹا دے گا۔

اگر ہمارے اس فعل کو بھی دیوبندی وہابی مُلّا پرست حضرات "قبر پرستی" ہی کہنے پر مُصر ہیں' تو پھر ان سے یہ سوال ہے کہ' جو لوگ بیت اللہ (مکہ مکرمہ) میں جا کر یا مکہ سے دُور کسی جگہ سے کعبے کی سمت سجدہ کرتے ہیں' ان کے بارے میں کیا رائے رکھنی چاہئے؟ ان دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات کو لفظ "غیر اللہ" خوب یاد ہے' اور وہ اس لفظ کو نہایت حقارت و تضحیک اور گستاخی کے ساتھ انبیا و اولیاء کے لیے لکھتے اور کہتے ہیں (حالاں کہ انہیں لفظ "غیر" کا معنی بھی صحیح معلوم نہیں ہوگا۔) ان ظالموں سے یہ سوال ہے کہ جس چار دیواری کو بیت اللہ کہتے ہو' وہ جن پتھروں سے بنی ہوئی ہے وہ پتھر بھی تو غیر اللہ ہیں' پھر یہ دیوبندی وہابی ان پتھروں کی سمت اپنا رُخِ عبادت کیوں موڑتے ہیں؟ ظاہری بات ہے کہ اس کا جواب یہی ہوگا کہ "بیت اللہ کی عمارت میں استعمال ہونے والے پتھروں کی طرف سجدہ دینے کا حکم ہے۔" تو پھر ان سے عرض ہے کہ یہ بھی مانو کہ اللہ تعالیٰ اگر "غیر اللہ" کی طرف سجدہ کرنے کا حکم دے دے تو اسے تسلیم کرنا پڑتا ہے' کیوں کہ کعبے کے پتھر بھی (تمہارے مطابق) انسانوں کی طرح غیر اللہ کی صف میں شمار ہوں گے' لہٰذا یہ لوگ کہیں گے کہ "ہم اپنا رخ عبادت بیت اللہ کی طرف کرتے ہوئے اور بیت اللہ میں حاضری کے وقت بظاہر کعبے کی دیواروں یا غلاف سے لپٹے چمٹے رو رہے ہوتے ہیں' التجائیں کرتے' مرادیں مانگتے ہیں' مگر ہرگز ہرگز ہمارے ذہن میں یہ خیال تک نہیں آتا کہ کعبے کی دیواروں میں چنے ہوئے پتھروں کو ہم اپنا معبود سمجھتے ہیں یا ان سے مرادیں مانگتے ہیں"۔ لہٰذا اے دیوبندی وہابی تبلیغی فتویٰ بازو! تم ان لوگوں کے حق میں پھر کیوں بدگمانی کرتے ہو جو اولیاء اللہ کے مزارات اور مقاماتِ مقدسہ پر حاضری دیتے ہیں اور اولیاء اللہ کو ہرگز معبود نہیں مانتے بلکہ اولیاء اللہ کو محبوبانِ الٰہی اور برگزیدہ مخلوق سمجھ کر ان کے آستانوں پر جاتے ہیں اور وہاں بھی اللہ ہی سے مانگتے ہیں' اس کے باوجود تم ان لوگوں کو کیوں مشرک کہتے ہو؟

علمائے دیوبند سے سوال ہے کہ کعبۃ اللہ کے اندرونی حصے (حطیم) میں حضرت

اسماعیلؑ اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہؑ علاوہ ازیں حضرت آدم، نوری کی قبریں ہیں۔

(اس خاص مقام کو حجرِ اسمٰعیل (علیہ السلام) کہا جاتا تھا اور اتنے حصے پر نشانی کے لیے سبز رنگ کا پتھر تھا' گزشتہ برسوں میں جب نیا فرش بنایا گیا تو اس نشان کو ختم کر دیا گیا) تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ کعبہ کا طواف کرنے والے' کعبے کی سمت سجدہ کرنے والے کعبے سے لپٹ کر مرادیں مانگنے والے' دراصل کعبے کا طواف نہیں کرتے' کعبے کی سمت سجدہ نہیں کرتے' اللہ سے مرادیں نہیں مانگتے' بلکہ یہ کام ان اہلِ قبور سے وابستہ ہیں؟ اگر علمائے دیوبند اس سوال کے جواب میں یہ کہیں "کہ عمل کا تعلق اعتقاد سے ہے' جب تک کعبے کے اندر مدفون ہستیوں کے بارے میں ایسا عقیدہ نہیں جو شرک ہو' اس وقت تک یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ طواف و سجدہ کعبے کا نہیں بلکہ قبروں کا ہو رہا ہے" تو عرض ہے کہ اسی طرح اولیاء کے مزارات پر جانے والے بھی اہلِ قبور سے کوئی ایسا اعتقاد نہیں رکھتے جو شرک ہو' بلکہ زائرین' اولیاء اللہ کے مزارات پر جا کر اللہ ہی سے مانگتے ہیں اور ہرگز قبر کا طواف یا قبر کی سمت سجدہ نہیں کرتے' تو اس حقیقت کو جاننے کے باوجود سچے سُنّی مسلمانوں کو مشرک کہنا کس قدر ظلم و زیادتی ہے' ایسا کہنے والے بلاشبہ ظالم ہیں۔ اللہ ہمیں ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔ (جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے ہم نوا ہو سکے تو اپنے تھانوی صاحب کی آخری کتاب بوادر النوادر سے اولیاء اللہ کی عظمت و فضیلت کا احوال جاننے کے لیے "اٹھائیسواں غریبہ" ضرور پڑھ لیں۔)

اے دیوبندیو وہابیو! اگر تم غیر اللہ میں سے ایک چیز (کعبے کے پتھروں) کی طرف سجدہ کر کے بھی مسلمان کہلا سکتے ہو' صرف اس لیے کہ تمہارے نزدیک حقیقی مسجود وہ پتھر نہیں' بلکہ مسجودِ حقیقی' اللہ سبحانہ کی ذات ہے' تو اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دینے والے سچے مسلمان جب یہ کہتے ہیں کہ "ہم اللہ جَلّ شانہٗ ہی سے مانگتے ہیں' مگر اللہ کے پیاروں کے پاس آ کر مانگتے ہیں اور ہمارا حقیقی مقصود و مطلوب اللہ ہی ہے" تو تم لوگ ان سچے مسلمانوں پر شرک کے فتووں کی گولیاں کیوں برسانے لگ جاتے ہو؟

عقل کے اندھو! تم شاید نہیں جانتے' مگر یہ حقیقت ہے کہ دین و ایمان کی دولت

اور اللہ وحدہٗ لاشریک کے سامنے جھکنے اور اس کی بندگی کا سلیقہ' اس سے مانگنے کا طریقہ انہی اولیاء اللہ سے ہمیں ملا ہے' جنہیں تم نہایت حقارت سے "غیر اللہ" کہتے نہیں تھکتے اور ہم سنی' محبت و تعظیم سے انہیں "اہل اللہ" کہتے نہیں تھکتے۔ انہی اہل اللہ کی برکت سے ہمیں راہ راست نصیب ہوئی' یہی وہ خانقاہیں ہیں جن سے خلق خدا کو رشد و ہدایت نصیب ہوئی۔ اسی لیے ہم کبھی کبھی ان آستانوں کی زیارت اور ان آستانوں میں موجود اہل اللہ کی خدمت میں' ان سے اپنی عقیدت اور نسبت کی تصدیق و توثیق کرانے کی غرض سے آجاتے ہیں۔ سچ ہے اور بلاشبہ سچ ہے کہ یہ اللہ والے اللہ کی رحمت کے دروازے ہیں اور اگر ان کے آستانے نہ ہوتے تو اس لامکاں والے کا ٹھکانہ نہ ملتا۔

❑ محترم قارئین! آپ کے یقین کی پختگی کے لیے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف بھی پیش کروں۔ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "مجھے ہرگز اپنی امت سے شرک کا خوف نہیں مگر یہ اندیشہ ضرور ہے کہ میری امت دنیا سے زیادہ رغبت رکھنے لگے گی۔"

یہ حدیث شریف 'بخاری شریف' کتابُ المغازی میں موجود ہے۔ بلاشبہ ہم اللہ کے پیارے نبی کی امت ہیں' جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے شرک کا کوئی خوف نہیں تو ان فتویٰ باز مفتیانِ شرک کے فتووں سے ہم ہرگز مشرک نہیں ہو سکتے۔ یاد رکھیے! اگر ہم اللہ کے نزدیک مشرک نہیں اور ہمارا عقیدۂ توحید' قرآن و سنت کے مطابق سلامت ہے' تو ہم اللہ سبحانہ کے فضل و کرم سے سچے مسلمان ہیں۔ اللہ جلَّ شانہ سے دعا ہے وہ ہمیں حق پر ثابت قدم رکھے اور دیوبندی وہابی تبلیغی ازم کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔

❑ شرک کے بعد اب 'کتاب و سنت سے "بِدعت" کے بارے میں بھی مختصراً کچھ عرض کروں۔ (انشاء اللہ اس خادم کا ارادہ ہے کہ "بدعت کی حقیقت" کے موضوع پر ایک مکمل کتاب تحریر کروں گا' جس میں خود علمائے دیوبند کی تحریروں سے اپنے سچے

موقف کو ثابت کروں گا۔)

☐ قارئینِ کرام! ہر سچا مسلمان بخوبی جانتا ہے کہ ایمانی عقیدہ کی بنیاد قرآن و سنت ہے۔ کسی امام، مجتہد یا مفتی کا کوئی قول یا فعل جو شریعت و سنت کے مطابق نہیں، وہ ہرگز قابلِ قبول اور شرعی دلیل نہیں ہو سکتا۔ اس کائنات میں کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ قرآن و سنت کے احکام کو محض اپنی رائے سے بدل دے۔ جن لوگوں نے قرآن و سنت کے احکام کے معاملے میں اپنی رائے کو ترجیح دی اور اپنی رائے کو اہم سمجھا، وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ شریعت و سنت کا تو یہ اصول ہے کہ "جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی اس نے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنایا۔" یہ تو ممکن ہے کہ کسی مفتی کا فتویٰ قرآن و سنت کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے غلط ہو، مگر یہ ہرگز ممکن نہیں نہ ہی متصور ہو سکتا ہے کہ قرآن و سنت کا حکم غلط ہو۔ کسی کی عقل اور سمجھ میں نہ آئے تو یہ اس کی عقل و فہم کا نقص ہے جس کے لیے اسے اپنی عقل کا علاج کروانا چاہئے۔

☐ محترم قارئین! یہ اصول ہے کہ (تُعرَفُ الاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھا) "ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔" سنت اور بدعت دو متقابل چیزیں ہیں۔ لغتِ عرب اور اصطلاحِ شریعت میں سنت کا معنی "طریقہ" ہے۔ احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق وہ طریقہ، ذاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین اور کامل متبعین کا طریقہ ہے۔ لغت کے مطابق "بدعت" ہر نئی پیدا ہونے والی بات (ہر نو پیدا امر) کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شریعت میں مطلق بدعت وہ امر ہے جو شریعت و سنت سے ثابت نہ ہو۔ یعنی بدعت کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ 'دین میں کوئی ایسا اضافہ (یا کمی) جو قولاً یا فعلاً صراحۃً یا اشارۃً' شریعت و سنت سے ثابت نہ ہو۔ اور جس عبادت و عادت اور عقیدہ و عمل کا شریعت و سنت سے ثبوت یا دلیل و نظیر مل جائے، اسے ہرگز شرعی بدعت نہیں کہا جائے گا۔ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کتنے ہی ایسے اعمال و اذکار اور دعاؤں کو اختیار کیا جنہیں

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تھا' نہ ہی ان کا حکم دیا تھا اور صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ اعمال اس "خیر" میں داخل ہیں جو دین اسلام کا مقصود ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (تم کارِ خیر کرو اس امید پر کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا تو اس کے لیے اس (طریقہ نکالنے کا) اجر و ثواب ہے اور جس قدر لوگ اس طریقے پر عمل کریں گے ان کے ثواب کا مجموعی ثواب بھی (طریقہ نکالنے والے کے لئے) ہے جب کہ بعد والوں کے لیے بھی (اس عمل کے کرنے پر) اجر میں کمی نہیں ہوگی ...... (مسلم شریف)۔ (اسی حدیث کو ص ۱۱۵' تذکرۃ الرشید ج ۱ میں) رشید احمد گنگوہی کے مکتوب میں) اور کمالاتِ اشرفیہ' ص ۱۱۳ اور بوادر النوادر' ص ۳۵۳ میں بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔) اس ارشادِ گرامی کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ ہر کوئی جو نیا طریقہ چاہے اختیار کرلے' بلکہ ہر نئے طریقے کے لیے اسلام میں قواعد و ضوابط متعین ہیں' لہٰذا ضروری و لازمی ہے کہ جو نیا طریقہ نکالا جائے وہ اسلام کے قواعد و ضوابط اور دلائل و شواہد کے دائرے میں ہو' یعنی ہر نئے طریقے کا شریعت و سنت کے قوانین کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ شریعت و سنت جس طریقے کو اچھا کہے' وہ اچھا ہے اور جس کو شریعت و سنت اچھا نہ کہے' وہ ہرگز اچھا نہیں ہے۔ مگر اس کا فیصلہ شریعت و سنت کی اصل روح کے مطابق ہوگا' کسی کی محض ذاتی رائے پر نہیں ہوگا۔

حضرت سیدنا بلالِ حبشی رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا' میں نے جنت میں تیرے قدموں کی چاپ سنی ہے' تو کیا خاص عمل کرتا ہے؟ انہوں نے عرض کی' میں ہر بار وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز ادا کرتا ہوں۔ (بخاری' مسلم' احمد' ترمذی' حاکم) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ حضرت بلال کے اس مبارک عمل کی فضیلت و ثواب ظاہر کرنے کے لیے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دوسرے صحابہ کے سامنے پوچھا تاکہ

سب جان لیں کہ "کارِ خیر" بہرحال کارِ خیر ہے اور اس پر ثواب ہے' چناں چہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کے اس طریق کو سراہا۔ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت خُبَاب رضی اللہ عنہ وہ پہلے شہید ہیں' جنھوں نے قید کی حالت میں شہید کیے جانے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرنے کی سنت قائم کی۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز میں' رکوع سے اٹھتے ہوئے جب "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَن حَمِدَہ" فرمایا تو ایک صحابی (مقتدی) نے "رَبَّنَا وَلَکَ الحَمد" کے ساتھ ساتھ "حَمداً کَثِیراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیہِ" کے الفاظ بھی کہے۔ نماز ختم ہونے پر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کلمات کس نے کہے تھے؟ میں نے تیس سے زائد فرشتوں کو لپکتے دیکھا' ان میں سے ہر ایک فرشتے کی یہ کوشش تھی وہ ان کلمات کو لکھے۔ یعنی ان کلمات کو ادا کرنا بے پناہ اجر و ثواب کا موجِب ہوا۔ (بخاری و مسلم)

اس طرح کے متعدد واقعات ہیں' جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شریعت و سنت کے دائرہ میں رہتے ہوئے جو کارِ خیر کیا جائے' وہ نیکی ہے اور نیکی کو مطلقاً بدعت نہیں کہا جاسکتا۔ ثابت ہوا کہ شریعت و سنت کے دائرہ میں رہتے ہوئے معاملات میں بہت وسعت ہے۔ ہر وہ امر جس کے مطلوب ہونے کی شریعت و سنت گواہی دے اور نہ وہ کسی نص کے مخالف ہو اور نہ اس سے کوئی شدید فتنہ و فساد پیدا ہو' وہ ہرگز بدعت نہیں ہے۔ دینِ اسلام' ہر زمانے اور ہر علاقے کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے اور زمانوں اور قوموں کے تغیر کے ساتھ ساتھ' نئے نئے واقعات پیش آتے ہی رہتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ اگر ایسے مسائل کے اسلامی حل کو محض بدعت قرار دے دیا جائے تو دین مکمل ضابطہ حیات کیسے رہے گا؟

افسوس ان لوگوں پر جو شریعت و سنت کے مطابق اعمال و افعالِ حسنہ کو بدعت قرار دیتے نہیں تھکتے' وہ ان بدعتوں کی طرف سے غافل ہیں جن کا انجام' ایمان اور اہل ایمان کی تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ مغربی طرزِ حکمرانی جسے "جمہوریت" کہا جاتا ہے بلاشبہ بدترین بدعت ہے اور میلادِ رسول منانے کو بدعت کہنے والے اس طرزِ حکومت کی

تعریف میں رَطبُ اللِسان ہیں۔ یہ اسلام دشمنوں کی مذموم سازش ہے‘ اس بری بدعت نے مسلمانوں کو شریعت و سنت کی اطاعت کی بجائے اس طاغوت کی اطاعت سکھا دی ہے‘ جسے "ملکی قانون یا آئین" کا نام دیا جاتا ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ کے حکم کی تعمیل میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر محبت سے درود و سلام بھیجنے والوں کو "بدعتی" کہنے والے‘ دین کے یہ خود ساختہ ٹھیکے دار‘ حکمرانی کے متعلق اس بری بدعت کے خلاف کچھ نہیں کہتے جس میں کتنے مسلم ممالک مبتلا ہو چکے ہیں‘ بلکہ پاکستان میں اکثر دیوبندی وہابی علماء صرف اسی جمہوریت کی بالادستی کے لیے نہ صرف عورت کی حکومت کی حمایت کر رہے ہیں‘ بلکہ ایک دیوبندی عالم ہی اس عورت کے مشیر کے عہدے پر فائز ہیں‘ جس کی امارت بلاشبہ قرآن و سنت کے صریح خلاف ہے۔ یہی نہیں وہ تو عورت کی امارت کے جواز پر زور بھی دے رہے ہیں اور عورت کی امارت کو ناجائز کہنے والوں کو بُرا کہہ رہے ہیں۔

"جوہانس برگ سے بریلی" کے پارٹ ا ص ۱۰‘ پر یہ حدیث نقل کی گئی ہے کہ "ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر بدعتی دوزخ میں جائے گا۔" یہ حدیث نقل کر کے کتابچے کے مصنف نے ہمارے بارے میں یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ یہ اہلِ سنت و جماعت (اس کے بقول) بدعتی ہیں۔ یہ بہتانِ عظیم ہے اور اس بہتان کا وبال ان دیوبندی وہابی ظالموں پر ہے۔

حضرت امام نووی رحمتہ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں بدعت سے مراد‘ وہ (کام) بدعتیں ہیں جن (کاموں) کے صحیح ہونے کے بارے میں شریعت و سنت میں کوئی دلیل و مثال نہ ہو اور جس کام کی صحت‘ شریعت و سنت سے کسی طرح ثابت ہے‘ وہ ہرگز بدعت نہیں۔

کتاب تہذیب الاسماءِ واللغات‘ ص ۲۲۔ ۲۳‘ ج ۲ پر امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے مشہور امام ابو محمد عبد العزیز عزالدین بن عبدالسلام علیہ الرحمہ کی کتاب القواعد سے نقل کیا ہے کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔ واجبہ‘ محرمہ‘ مندوبہ‘ مکروہہ اور مباحہ۔ انہوں نے ان پانچوں اقسام کی تفصیل بھی لکھی ہے۔ انہوں نے امام شافعی رضی اللہ

عنہ کا فرمان نقل کیا ہے' وہ فرماتے ہیں "ایک بدعت سیئہ ہے اور ایک بدعت حسنہ ہے۔ بدعت سیئہ وہ ہے جو کسی شرعی دلیل کے خلاف ہو' ایسی بدعت' بدعت ضلالت ہے۔ اور بدعت حسنہ وہ ہے جو عہدِ اول کے کسی امرِ خیر اور شرعی دلیل کے منافی نہ ہو' ایسی بدعت' بدعت حسنہ ہے۔" (☆)

حدیث شریف میں بدعت کی مذمت سے پہلے شرّ الاُمور محدثاتہا کے الفاظ ہیں۔ (مسلم' مشکوٰۃ)۔ اللہ کی عطا سے غیب جاننے والے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد میں (کسی قید کے بغیر تمام) بدعات کو گمراہی قرار دینے سے پہلے "شرّ الاُمور" (برے کاموں) کے الفاظ فرما کر واضح فرما دیا کہ "نئے اچھے کاموں" کو ہرگز بدعت وگمراہی نہیں کہا جائے گا۔ اور جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی نقل کردہ دوسری حدیث شریف "مَن اَحدَثَ فِی اَمرِنا ہٰذا مَالَیسَ مِنہ فَھُوَرَدّ (بخاری ومسلم) میں "فی اَمرِنا" کے الفاظ سے علمائے دیوبند کے مطابق بھی یہ واضح ہوگیا کہ "دِین میں" کوئی نئی بات نکالنا غلط ہوگا لیکن "دین کے لیے" نئے انداز وغیرہ غلط نہیں ہوں گے۔ چناں چہ دیوبندیوں کے مشہور مفتی محمد شفیع صاحب اپنی کتاب "سنت وبدعت" کے ص ۱۲ پر فرماتے ہیں کہ

"جو عبادت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام سے قولاً ثابت ہو یا فعلاً' صراحتہً یا اشارۃً' وہ بھی بدعت نہیں ہو سکتی...... جس کام کی ضرورت عہدِ رسالت میں موجود نہ تھی' بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے پیدا ہو گئی' وہ بھی بدعت میں داخل نہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ احادیث میں احداث فِی الدِّین (دین میں نئی بات نکالنے) کی ممانعت ہے' احداث لِلدِّین (دین کے لیے نئی بات نکالنے) کی ممانعت نہیں۔"

اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں "بدعت کی حقیقت تو یہ ہے کہ اس کو دِین سمجھ کر اختیار کرے' اگر معالجہ سمجھ کر اختیار کرے تو بدعت کیسے ہو سکتا ہے؟ پس ایک

(☆) علمائے دیوبند کی مصدقہ کتاب اَلدُّرُّ المُنظم ص ۱۰۹' میں بھی یہ حوالہ موجود ہے۔

احداث لِلدین ہے اور ایک احداث فِی الدین ہے۔ احداث للدین معنًی سنت ہے۔"
(الافاضاتُ الیومیہ، ص ۲۰۵ ج ۱)

یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں "بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے ادلہ کا قیام اور نحو وغیرہ کی تعلیم، اور کبھی بدعت مستحب بھی ہوتی ہے، جیسے رباط و مدرسہ وغیرہ بنانا اور تمام نیک کام جو پہلے زمانہ میں نہ تھے۔" (بوادر النوادر، ص ۷۷۷)

ارواحِ ثلاثہ مرتبہ جناب اشرفعلی تھانوی، ص ۱۳۹ ۔ ۱۴۰ پر ہے "جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت اضافہ نہایت کامل تھی اس لیے صحابہ کی اصلاحِ باطن کے لیے صرف آپ کی تعلیم کافی تھی اور ان کو اشغالِ متعارفہ بین الصوفیہ کی ضرورت نہ تھی اور بدون ان اشغال کے، اصلاح ہو جاتی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رفتہ رفتہ یہ قوت مضمحل ہوتی گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ صوفیہ کو اصلاحِ باطن میں اشغالِ متعارفہ مثل ذِکرِ بالجہر و حبسِ دم و پاسِ انفاس وغیرہ سے مدد لینے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہوں نے اشغالِ متعارفہ سے کام لیا۔ یہ اشغال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے، اس لیے بدعت تھے، مگر بدعت فِی الدین نہ تھے، بلکہ بدعت لِلدّین تھے، یعنی ان امور کو دین میں داخل نہیں کیا گیا تھا، بلکہ جو امور شرعاً مامور بہ تھے، ان کو ان کی تحصیل کا ذریعہ بنایا گیا تھا، اس لیے یہ اشغال لِلدین تھے نہ کہ داخلِ دین۔ اس کو یوں سمجھو، ایک طبیب نے نسخہ میں شربتِ بنفشہ لکھا، مریض کو شربتِ بنفشہ کی ضرورت ہے، مگر بازار میں شربتِ بنفشہ نہیں ملتا، اس لیے وہ لکڑیاں لاتا ہے، آگ جلاتا ہے، دیگچی لاتا ہے، شکر لاتا ہے، پانی لاتا ہے، بنفشہ وغیرہ لاتا ہے اور شکر و بنفشہ وغیرہ کو دیگچی میں ڈال کر آگ پر پکاتا ہے اور شربتِ بنفشہ بنا کر نسخہ کی تکمیل کرتا ہے تو یہ لکڑیاں لانا، آگ جلانا وغیرہ زیادت فِی النسخہ نہیں، بلکہ تکمیل النسخہ ہیں۔ اسی طرح سمجھو کہ تحصیل مرتبہ احسان اور اصلاحِ نفس شرعاً مامور بہ ہیں اور شریعت نے ان کا کوئی طریقِ خاص معین نہیں فرمایا، اس لیے یہ مامور بہ جس طریقِ مُباح (حلال، جائز) سے بھی حاصل ہوں اس طریق کو اختیار کیا جائے گا

اور وہ طریقِ خاص ' جزوِ دین نہ ہو گا مگر ذریعہ دین ہو گا۔"

یہاں قارئین کے لیے یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ یہ اصول ہے کہ کسی چیز کا عدم وُجوب ' یا منقول نہ ہونا اس کے عدم جوَاز کی دلیل نہیں ہوتا ' یعنی اگر کوئی کام ' واجب یا لازمی نہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ کام جائز اور درست نہیں ' کیوں کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور اگر کسی چیز یا کام وغیرہ کی ممانعت یا ناجائز ہونا کتاب و سنت سے ثابت نہ ہو ' تو اس چیز یا کام کو کوئی محض اپنی ذاتی رائے سے ناجائز یا غلط نہیں بنا سکتا ' ورنہ ایسا کرنے والا احداث فی الدین کا مرتکب تصور کیا جائے گا کیوں کہ محض اپنی سمجھ اور ذاتی رائے پر بھروسا کر کے کسی نیک جائز کام کو برا یا غلط قرار دینا ہرگز کوئی نیکی نہیں بلکہ سنگین غلطی اور بری بدعت ہے۔

موجودہ دیوبندی وہابی تبلیغی خود ساختہ علماءِ حق کہلانے والے ہرگز اللہ جلَّ شانہ سے نہیں ڈرتے ورنہ اہلِ علم بخوبی جانتے ہیں کہ وہ نئے معاملات جن میں ایک نظیر کو دوسری نظیر پر محمول کیا گیا ہو وہ ائمہ کی سنت ہیں۔ ایسے معاملات میں زبان درازی کرنے والے ان دیوبندی وہابی علماء کا حال یہ ہے کہ کسی ایک نص کو کسی طرح اپنے موافق پاتے ہیں تو فتویٰ داغ دیتے ہیں اور اس ایک نص کے ماسوا دیگر نصوص ' قواعد ' مطالب ' اہلِ علم کے صحیح بیانات اور صحابہ کرام اور ان کے سچے کامل مُتبعین کے ارشادات کو خود اپنی جہالت کے سبب کچھ نہیں گردانتے۔ ان لوگوں کا یہ حال ملاحظہ کیجئے ' ان سے کہا گیا کہ تم "بدعت" کی تعریف کرو۔ کہنے لگے "جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھی اور اب ہے وہ بدعت ہے۔" اس تعریف پر ان کی گرفت کی گئی ' جب ان کو نظر آیا کہ یہ تعریف تو خود ان کے گلے پڑ رہی ہے تو لفظ بدلنے پر مجبور ہو گئے کہنے لگے "جو کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں ہوا بلکہ ان کے بعد ہوا ' وہ بدعت ہے۔" اس تعریف سے بھی یہ خود کو شدید بدعتی ہونے سے نہیں بچا سکے تو پھر کہنے لگے کہ "بدعت کے معنی دین میں اضافہ ہے۔" اس پر بھی یہ ثابت نہ کر سکے کہ اضافہ سے مراد کیا ہے؟ بلکہ شریعت و سنت کے تحت ہر وہ

کام اور ہر وہ صحیح بات، جس کو یہ لوگ دین میں اضافہ کہتے رہے، وہی کچھ ان کی کتابوں اور ان کے اپنے عمل سے بھی ثابت تھا، تو پھر وہی "چوں کہ، چناں چہ، بالفرض اور یعنی" وغیرہ کے الفاظ سے ہیر پھیر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ صرف لفظی نزاع ہے مگر حقیقت اپنا آپ منوا کر رہتی ہے، چناں چہ ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو بھی لکھنا پڑا کہ بدعت کی قسمیں ہیں۔ بدعت (حسنہ) اچھی بھی ہوتی ہے اور (سیئہ) بری بھی ہوتی ہے(☆)

قارئین کے لیے یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ علمائے دیوبند میں بدعت کا مفہوم شروع سے متنازع رہا ہے۔ چناں چہ رشید احمد گنگوہی صاحب نے اپنے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کو غیر عالم لکھا اور اپنے پیرو مرشد کے موقف کو غلط قرار دیا اور کہا کہ پیر کو درست کرنا مرید کا کام ہے۔ وہی گنگوہی صاحب تھانوی صاحب کو بھی غلط کہہ رہے ہیں۔ جو ہانس برگ سے بریلی کا مصنف اور موجودہ علمائے دیوبند اپنے اشرفعلی تھانوی کو مجددِ ملت اور حکیم الامت کہتے ہیں جب کہ جناب رشید احمد گنگوہی اپنے مکتوب میں تھانوی صاحب کو لکھتے ہیں۔ "آپ نے بدعت کے مفہوم کو ہنوز سمجھا ہی نہیں۔" (تذکرۃ الرشید، ص ۱۲۲ ج ۱)

قارئین نے بخوبی جان لیا ہوگا کہ یہ دیوبندی وہابی لوگ محض اپنی ذات کا تحفظ

(☆) واضح رہے کہ علمائے دیوبند نے تبلیغی جماعت اور اس طرح تبلیغ کو بدعتِ حسنہ لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو "اصولِ دعوت و تبلیغ" (مصنفہ جناب عبدالرحیم شاہ) اور دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے امام جناب اسمٰعیل دہلوی کا فتویٰ "الدر المنظم" کے ص ۱۰۳، ۱۰۵ پر موجود ہے۔ اس میں وہ بدعت کی دونوں قسموں، حسنہ اور سیئہ کو تسلیم کرتے ہیں اور امام شافعی کا قول نقل کرتے ہیں کہ "امام شافعی نے فرمایا کہ جو نئی چیز مخالف ہو کتاب و سنت و اجماعِ امت کی یا کسی اثر کے، وہ بدعتِ ضالہ ہے اور جو نئی بات دین میں خیر کی قسم سے ہو اور کتاب و سنت کی بھی مخالف نہ ہو اور نہ خلافِ اجماع ہو، وہ بدعتِ محمودہ ہے۔ حاصل یہ کہ بدعتِ حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے۔" اسی فتویٰ میں اسمٰعیل دہلوی نے علامہ ابنِ حجر کے استاد کے حوالے سے یومِ میلادِ رسول کو عید منانا بھی بدعاتِ حسنہ میں سب سے عمدہ لکھا ہے۔

چاہتے ہیں۔ دین اسلام کے زریں اصولوں کے تحفظ کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ اسے قدرت کا کرشمہ کہئے کہ ہر وہ کام جس کو محض بدعت اور گمراہی قرار دے کر یہ لوگ ہم سُنّیوں پر بدعتی ہونے کا فتویٰ لگاتے ہیں' وہی سارے کام اسی طرح بلکہ کچھ زیادہ شدومد سے یہ خود کرتے ہیں۔ یہ خادم پہلے بھی عرض کرچکا ہے اور بفضلہٖ تعالیٰ پورے اعتماد اور وثوق سے پھر عرض کر رہا ہے کہ میرے پاس دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔ میلاد شریف' مجلس ذکرِ شہادت سیدنا امام حسین' جلوس' فاتحہ و ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی وغیرہ تاریخ' جگہ' وقت کے اعلان' سالانہ تعین اور تشہیر کے ساتھ عرس و برسی' مزارات پر حاضری وغیرہ کے سب اعمال یہ دیوبندی وہابی تبلیغی خود بھی کرتے ہیں مگر شرک و بدعت کے فتوے انہوں نے صرف ہم سُنّیوں کے لیے مخصوص کرلیے ہیں' جس کا صاف اور واضح مفہوم یہی ہے کہ جو عمل ان کے فتوے کے مطابق غلط' ہے وہ کام اگر یہ خود کریں تو جائز ہے اور اگر کوئی دوسرا کرے تو ناجائز ہے۔

قارئین کرام! آپ خود ہی کہئے کہ یہ دین کے ساتھ تمسخر کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اور اس کے باوجود ان کا دعویٰ ہے کہ یہ علمائے حق ہیں' حالاں کہ ان کو دین کے لٹیرے کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ ان کے شر سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

☐ محترم قارئین! یہ خادمِ اہلِ سنت اپنی کتاب "دیوبند سے بریلی (حقائق)" میں عرض کرچکا ہے کہ ان لوگوں کا مقصد مسلمانوں کو روحِ اسلام سے دُور کرنا ہے اور اس کام کو یہ اپنے غیر مُسلم آقاؤں کے اشارے اور ان کی امداد کے بل بوتے پر انجام دے رہے ہیں اور وہ بھولے بھالے مسلمان جو حقائق سے آگاہ نہ ہونے کے سبب ان شاطروں کی مکاریوں کے فریب میں آگئے ہیں انہیں نہیں معلوم کہ یہ دیوبندی وہابی انہیں تباہی کی کن اندھیری غاروں میں پہنچا رہے ہیں۔ نمازوں کی تلقین تو ان کا ظاہری ہتھکنڈا ہے' خود تبلیغی جماعت کے بانی محمد الیاس صاحب کی گواہی پیشِ خدمت ہے' اپنی "دعوت" کے ص ۶ میں فرماتے ہیں "میاں ظہیر الحسن میرا مدعا کوئی پاتا نہیں' لوگ

سمجھتے ہیں کہ یہ (تبلیغی جماعت) تحریکِ صلوٰۃ ہے۔ میں بہ قسم کہتا ہوں کہ ہرگز تحریکِ صلوٰۃ نہیں ہے۔ ایک روز بڑی حسرت سے فرمایا' میاں ظہیر الحسن' ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔" (ص ۱۹۹' محمد الیاس اور ان کی دینی دعوت' مرتبہ ابوالحسن علی ندوی' مطبوعہ مجلس نشریاتِ اسلام' کراچی)

کیا فرماتے ہیں دیوبندی وہابی تبلیغی علماء و عوام' اپنے الیاس صاحب کے اس بیان کے بارے میں؟ کون سچا ہے؟ اگر الیاس صاحب کو سچا کہیں' تو یہ سارے تبلیغی جھوٹے ہیں جو تبلیغی جماعت کو تحریکِ صلوٰۃ کہتے ہیں' اگر یہ سارے خود کو سچا کہیں' تو ان کے بانی جھوٹے قرار پائیں گے۔ اور قارئین بخوبی جان لیں گے کہ یہ بڑے چھوٹے سب ہی جھوٹے ہیں۔ اللہ ہمیں ان سے بچائے۔

کچھ عرصہ قبل دیوبندیوں وہابیوں ہی کی طرف سے دیوبندیوں ہی کے شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب کاندھلوی کی کتاب "فضائلِ اعمال" (جس کا پہلا نام تبلیغی نصاب تھا) پر اعتراض کیے گئے۔ اعتراضات میں ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ "تبلیغی جماعت" کے افراد' دیوبند کے بڑے علماء کی کتابوں کو پسِ پشت ڈال رہے ہیں' مٹا رہے ہیں۔ تبلیغی جماعت کے افراد کے پاس صرف "فضائلِ اعمال" نامی کتاب ہوتی ہے' اشرفعلی تھانوی اور حسین احمد مدنی وغیرہ کی کتابیں نہیں ہوتیں۔ اس کے جواب میں شیخ محمد زکریا صاحب اور محمد شاہد سہارن پوری صاحب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ تبلیغی نصاب میں شامل کتابیں تبلیغی تحریک کے بنیادی اصول کے موافق ہیں اور تحریک کے اصول اور مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ ہمارا مقصد لوگوں کو دیوبندی بنانا ہے' یعنی بقول (تبلیغی جماعت کے بانی) مولانا محمد الیاس صاحب کے کہ تعلیمات مولانا اشرفعلی تھانوی کی اور طریقہ مولانا محمد الیاس کا۔" مزید فرماتے ہیں : "تبلیغی جماعت کا ایک بہت قدیم اور ابتدائی اصول ہے کہ تبلیغی جماعت اور تبلیغی اجتماعات میں مسائل ہرگز نہ بیان کیے جائیں"۔ اس کی وجہ لکھتے ہیں کہ "(مسائل کی وجہ سے) لوگوں کے بددل اور ناشاد ہونے کا اندیشہ ہے اور

پھر دلی کے بعد تبلیغی اجتماعات میں لوگ شریک نہیں ہوں گے۔" (☆)

(ملخصاً از کتبِ فضائل پر اشکالات اور ان کے جوابات' اور تبلیغی جماعت پر چند عمومی اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات)

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے ہم نوا دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات اپنے بڑوں کے ان ارشادات سے بخوبی واقف ہوں گے۔ کیا اس کے باوجود بھی وہ تبلیغی جماعت کو تحریکِ صلوٰۃ اور اصلاحی تحریک قرار دیں گے؟

قارئینِ کرام! جن لوگوں کا نصب العین ہی قرآن و سنت کے احکام نہ بتانا ہو' صرف اس لیے کہ لوگ ناخوش ہوں گے' ان سے صدائے حق کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے؟ خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ تبلیغی جماعت کے دربدر مارے مارے پھرنے والے پھر کیا تبلیغ کرتے ہوں گے۔ یقین جانئے کہ دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کا ظاہر و باطن ایک نہیں' یہ ہاتھی کے دانت والی مثال ہے کہ کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ منافقت اسی کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اور ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

□ ان کا ایک اور اعتراض اور اس کا جواب بھی ملاحظہ ہو۔ "جوہانس برگ سے بریلی" کے پارٹ ۲ ص ۹ پر اس کتابچے کے مصنف نے امامِ اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مطبوعہ وصایا شریف کے ص ۱۲ کا عکس شائع کر کے ایک اعتراض کیا ہے' حالاں کہ عقل کے اس اندھے کو نظر نہیں آیا کہ اسی عکس میں اس کے اعتراض کا دندان شکن جواب موجود ہے۔ مگر سچ ہے کہ تعصب اور عناد والے کو حقائق نظر نہیں آتے' کیوں کہ بے بنیاد بغض و عناد' نہ صرف عقل کو

(☆) تبلیغی جماعت پر جناب ظفر احمد تھانوی کے شدید اعتراضات کے لیے کتاب "تذکرۃ الظفر" بھی ملاحظہ ہو۔ علاوہ ازیں سعودی عرب کے بھی ایک وہابی نجدی مفتی' حمود بن عبداللہ نے "القولُ البلیغ فی التحذیر من جماعت التبلیغ" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جسے "دارالصمیعی للنشر والتوزیع ریاض" نے شائع کیا ہے' جس میں تبلیغی جماعت کے قائدین کو مشرک و بدعتی اور تبلیغی جماعت کو منافق اور گمراہ کن جماعت ثابت کیا ہے اور علمائے دیوبند کو مشرک اور دجال قرار دیا ہے۔

زائل کرتا ہے بلکہ حواس کی خوبیوں سے بھی محروم کردیتا ہے۔ ان دیوبندی وہابی تبلیغیوں کا خیال تھا کہ جنوبی افریقا میں ان کی مذموم کارروائیاں کامیاب ہوجائیں گی کیوں کہ جنوبی افریقا کے تمام مسلمان حقائق سے واقف نہیں۔ یہ سمجھتے تھے کہ ان کے ہر جھوٹ پر پردہ پڑا رہے گا مگر انہیں کیا پتہ تھا کہ انہوں نے فتوؤں کی گولیوں سے بھری ہوئی جس مشین گن کا رُخ' سچے سُنی مسلمانوں کی طرف کر رکھا ہے' اپنی اسی مشین گن کی گولیوں کا نشانہ یہ خود بن جائیں گے' چناں چہ ملاحظہ ہو۔

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصایا شریف کا آخری پیرا گراف جس کا عکس "جوہانس برگ سے بریلی" پارٹ ۲ کے ص ۹ پر موجود ہے' اس میں اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں "رضا حسین' اور حسنین تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اِتباعِ شریعت مت چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے' اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے۔ والسلام"۔

اس پیراگراف میں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو صرف دو لفظوں پر اعتراض ہے اور وہ دو لفظ یہ ہیں "میرا دین"۔ ان دو لفظوں کو بنیاد بنا کر دیوبندی وہابی تبلیغی یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے (معاذاللہ) کوئی نیا دین نکالا تھا ورنہ "میرا دین" کے الفاظ کیوں استعمال کیے؟

اس اعتراض کی اصولاً کوئی حقیقت نہیں' کیوں کہ پورا جملہ جو "جوہانس برگ سے بریلی" پارٹ ۲ ص ۹ پر موجود ہے وہ یہ ہے کہ "میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے"۔ اگر اعلیٰ حضرت بریلوی کی ایک ہزار سے زائد تصانیف یا ان میں سے چند ایک بھی دیکھی جائیں تو اس حقیقت کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ' بلاشبہ قرآن و سنت کے سچے مُبلّغ تھے اور دین اسلام کے سچے پاسبان اور مسلمانوں کے سچے محسن تھے۔ اگر ان کی تصانیف سے کوئی ایک بات بھی اسلام کے سچے اصول و قواعد کے خلاف ثابت نہیں' تو یہ اعتراض کرنا کہ "میرا دین" سے مطلب'

اسلام سے ہٹ کر کوئی اور دین ہے' یہ محض حماقت اور جہالت ہے۔ کیوں کہ اعلیٰ حضرت نے صرف "میرا دین" کے الفاظ استعمال نہیں کئے بلکہ پورا جملہ یہ ہے کہ "میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے" اور اس جملے سے پہلے شریعت کی اِتباع کی تاکید کے الفاظ بھی موجود ہیں۔ اس کے باوجود اگر دیوبندی وہابی تبلیغی' حقیقت کو تسلیم کرنے پر تیار نہیں تو ذرا کھلی آنکھوں سے اپنے گھر کا احوال دیکھیں اور سوچیں کہ خود انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آتا اور دوسروں کی آنکھ میں تنکا تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ الزامی جواب ملاحظہ ہو۔

۱۹ رمضان المبارک' ۱۳۹۰ ہجری کو سہارن پور کے مدرسہ مظاہر علوم میں ہونے والی شیخ محمد زکریا صاحب کاندھلوی کی ایک مجلس کے ملفوظات میں (دیوبندی وہابی عالم) تقی الدین ندوی مظاہری نے لکھا ہے' اس مجلس میں دیوبندی وہابی علماء' منظور نعمانی اور ابوالحسن علی ندوی بھی شریک تھے۔ ارشاد فرمایا۔ "ہمارے اکابر حضرت گنگوہی (رشید احمد گنگوہی) وحضرت نانوتوی (محمد قاسم نانوتوی) نے جو دین قائم کیا تھا' اس کو مضبوطی سے تھام لو' اب رشید و قاسم پیدا ہونے سے رہے' بس ان کی اِتباع میں لگ جاؤ۔" (صحبتے با اولیاء' ص ۱۲۵' مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ناشران کتب' کراچی ۱۹۸۲ء)

قارئین کرام! مذکورہ عبارت کے کچھ الفاظ قابلِ توجہ ہیں۔ دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے ہیڈ' شیخ محمد زکریا صاحب کاندھلوی کے الفاظ ذرا توجہ سے دیکھئے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ "جو دین گنگوہی ونانوتوی نے قائم کیا تھا۔"

اگر کوئی ان الفاظ کے مطابق یہ کہے کہ "گنگوہی صاحب اور نانوتوی صاحب نے نیا یا الگ دین قائم کیا تھا" تو دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے ان دونوں بڑوں کی کتابیں دکھا کر ہرگز یہ ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں' کہ دونوں اسلام ہی کے مبلّغ تھے' کیوں کہ اول تو ان دونوں کی کتابوں میں کفریات بھی موجود ہیں' دوسرا یہ کہ زکریا صاحب کے الفاظ میں "جو دین" کے الفاظ بعد صرف گنگوہی ونانوتوی کا نام ہے' ان کی کتابوں کا ذکر ہی نہیں ہے' علاوہ ازیں زکریا صاحب' صرف گنگوہی یا نانوتوی کی اتباع کی تاکید کر رہے

ہیں، ہرگز شریعت کی اتباع کی تاکید نہیں کر رہے۔

اور سنئے 'تذکرۃ الرشید' ص ۱۱۳ ج اپر ہے کہ "واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجاتِ اُخروی کا سبب ہے۔"

قارئین ملاحظہ فرمایئے کہ اس جملے کو اللہ کی قسم سے شروع کر کے کتنا قطعی بنایا گیا ہے۔ لہٰذا دیوبندیوں وہابیوں کو دین، ایمان، نماز، روزے کی چھٹی، تھانوی کے پاؤں دھو کر پئیں اور اپنے مفتی کے فتوے کے مطابق نجات پائیں۔

رشید احمد گنگوہی صاحب کا بھی ایک ارشاد ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں "سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں، مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔" (تذکرۃ الرشید، ص ۱۷ ج ۲)

یہ الفاظ کس قدر قطعیت سے کہے گئے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ "حق وہی ہے جو گنگوہی کہے" اور تمام انبیاء، صحابہ و اولیاء اور علمائے حق ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام وہابی دیوبندی علماء بھی جو کہیں وہ حق نہیں، تو اس کے لیے "چوں کہ، چناں چہ، اگر، بالفرض، یعنی وغیرہ" کے ہیر پھیر نہ کیے جائیں، نہ ہی گنگوہی صاحب کو معصوم ثابت کرنے کی کوشش کی جائے، ورنہ دیوبندیوں وہابیوں کے لیے دُہری مشکل ہو جائے گی، بلکہ یہ تسلیم کیا جائے کہ گنگوہی صاحب کا یہ بیان سراسر جھوٹ ہے۔ کیوں کہ جھوٹ، واقعہ کے خلاف بات کو کہتے ہیں اور گنگوہی صاحب کے یہ الفاظ، بلاشبہ واقعے کے خلاف ہیں۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ گنگوہی صاحب جھوٹ کہہ رہے ہیں، تو پھر خود ہی فرمایئے کہ جھوٹے کی پیروی پر ہدایت و نجات موقوف ہونا درکنار، کیا ممکن بھی ہو سکتی ہے؟

محترم قارئین! یہ خادم اہل سنت پھر عرض گزار ہے کہ دیوبندی وہابی تبلیغی ازم کے علما و عوام، ہم اہل سنت و جماعت کے صرف اس لیے کچھ زیادہ دشمن ہیں کہ ہم انہی کے بڑوں کی کتابوں کے آئینے میں ان کو انہی کا چہرہ دکھاتے ہیں۔ جب انھیں آئینے میں

اپنا ہی چہرہ داغ دار نظر آتا ہے' تو ان کے لیے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ یا تو اپنے چہرے کے داغ دور کریں یا آئینہ توڑ دیں۔ آئینہ ان کے بڑوں کی کتابیں ہیں' اور چہرے کے داغ ان کے وہ بے جا اعتراض ہیں' جو یہ ہم پر کرتے ہیں۔ مگر مشہور مثل ہے کہ رسی جل گئی پر بل نہ گیا۔ (مثال تو کُتے کی دم والی بھی ہے مگر بفضلہ تعالیٰ اس گناہ گار کی زبان و قلم کو نامناسب پیرایہ بیان پسند نہیں)۔ ان لوگوں کا بھی وہی حال ہے' نہ تو یہ اپنے بڑوں کی ایسی ہفوات و خرافات سے بھری کتابیں دریا بُرد کرتے ہیں' نہ ہم اہلِ سنت پر بے جا اعتراض کا سلسلہ بند کرتے ہیں۔ آپ کچھ کر لیجئے ان کی "میں نہ مانوں" والی ڈھٹائی اور ہٹ دھرمی ختم نہیں ہوتی۔ الزامی جواب کے بعد اب اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کے الفاظ "میرا دین" کا قرآن و حدیث کی روشنی میں تحقیقی جواب بھی ملاحظہ ہو۔

قرآن کریم میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ الخ" (آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا۔) جب اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ "تمہارا دین" تو کوئی مسلمان اگر یہ کہے کہ "میرا دین" تو یہ ہرگز غلط نہیں ہوگا۔

مسلم شریف اور بخاری شریف کی حدیث کے مطابق قبر میں دو فرشتے تین سوال کرتے ہیں اور ان کا دوسرا سوال یہ ہوتا ہے "مَادِیْنُکَ" (تیرا دین کیا ہے؟) اس کا جواب' مومن یہ دیتا ہے "دِیْنِیَ الْاِسْلَام" (میرا دین اسلام ہے)۔ دیوبندی وہابی تبلیغی علما و عوام سے گزارش ہے کہ ان میں کا ہر ایک اپنی قبروں میں جب جائے' تو منکر نکیر سے صاف صاف کہہ دے کہ "میرا کوئی دین نہیں" ورنہ تمام دیوبندی وہابی تبلیغی یہ تسلیم کریں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر ان دیوبندی وہابی تبلیغیوں کا اعتراض' ان کی اعلیٰ حضرت بریلوی سے بے بنیاد دشمنی کے سِوا کچھ نہیں۔

☐ جوہانس برگ سے بریلی' پارٹ ۲ ص ۲۵ پر کتابچے کے مصنف کا ایک اور جھوٹ ملاحظہ ہو۔

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے وصایا

شریف کا ایک حصہ نقل کرکے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے دروغ گوئی اور اپنے خُبثِ باطن کا برملا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

"It is interesting to note that Ahmed Raza Khan does not say that **these things** be given to the poor and convey the reward of it to me. Nay , he says , **send these things**."

اتنا لکھنے کے بعد جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اپنی عادتِ بد کے مطابق' ناشائستہ لب ولہجہ اختیار کرتے ہوئے جو کچھ لکھا' اس سے قطع نظر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کے جھوٹ پر یہی کہوں گا' کہ "لعنۃ اللہِ علی الکاذِبین"۔ اس قرآنی جواب کے بعد قارئینِ کرام کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ نے اپنے عزیزوں کو Last will (آخری وصیت) میں فرمایا اگر تم سے باآسانی ممکن ہو تو اچھی چیزوں پر ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ دینا اور فقراو مساکین کی طبعِ خاطر کے لیے چند اچھے مروجہ کھانوں کا ذکر بھی فرمایا۔ لیکن ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ وطعام کی ہدایات لکھواتے ہوئے واضح طور پر پہلے ہی جو کچھ فرمایا' ان کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیا کو کچھ نہ دیا جائے' صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ' نہ کہ جھڑک کر۔ غرض کوئی بات خلافِ سنت نہ ہو"۔

ان الفاظ کے فوراً بعد اعلیٰ حضرت بریلوی کی وہ عبارت ہے' جس کا عکس پارٹ ۲ کے ص ۲۷' پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے شائع کیا ہے' لیکن اس ہدایت کے الفاظ' جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے' اس عکس میں سے نکال دیئے کہ "فاتحہ کا کھانا اغنیاء کو نہیں صرف فقراء کو دیا جائے۔"

قارئین کرام خود ہی اندازہ کرلیں کہ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے کس قدر خیانت اور جھوٹ کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کے باوجود دیوبندی وہابی تبلیغی علماء'

خود کو علمائے حق کہتے ہیں' انہیں شرم آنی چاہیے۔ کیا ان دیوبندیوں وہابیوں کی ایسی حرکتوں اور ان کے گندے عقیدوں کا احوال جاننے کے بعد' ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے لیے یہ تصور بھی ممکن ہے کہ ان جھوٹوں اور دین کا مذاق اڑانے والوں کا' حق اور پاکیزگی سے کوئی تعلق ہے؟ ہرگز نہیں۔

خود دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں "کسی کے کلام کو توڑ مروڑ' کر اس کے منشاء و مقصد کے خلاف اس پر غلط الزام لگانا کھلا بہتان ہے' جس کے حرام ہونے میں کسی کو کسی تردد کی گنجائش نہیں"۔ (سنت و بدعت' ص ۱۰' مطبوعہ دارالاشاعت' کراچی)

قارئین کرام! کیا حرام کام کرنے والے "اہلِ حق" کہلا سکتے ہیں؟ آپ کا جواب بھی یقیناً یہی ہوگا' کہ ایسے لوگ ہرگز اہلِ حق نہیں ہو سکتے۔ یہ دیوبندی تبلیغی وہابی علماء' ہرگز علمائے حق نہیں' بلکہ اپنے گندے عقائد اور اپنی بری حرکتوں کے باعث' یہ بلاشبہ علمائے سُوء ہیں۔

☐ تھانوی صاحب کی Last will بھی مطبوعہ موجود ہے' فرماتے ہیں "میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو۔ وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (بیگم تھانوی) کے لیے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے ان (بیگم تھانوی) کو تکلیف نہ ہوگی" (تنبیہاتِ وصیت' ص ۲' اشرف السوانح' ص ۱۱۸ ج ۳)

اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ تو اپنے عزیزوں کو یہ وصیت کر رہے ہیں کہ "فقیروں کا خیال رکھنا اور سنتِ رسول کے خلاف کچھ نہ کرنا" اور دیوبندیوں وہابیوں کے تھانوی صاحب کو اللہ پر بھروسا نہیں' اسی لیے وہ غیر اللہ کو بھی' صرف اپنے اہلِ خانہ کے لیے تاکید کر رہے ہیں' انہیں فقراء کا کوئی خیال نہیں۔ تھانوی صاحب کو اپنی زندگی میں بھی اپنا ہی خیال رہا' چنانچہ خود تھانوی صاحب کی زبانی ہی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ تمام زندگی کیا کرتے رہے؟ فرماتے ہیں :

"میرے یہاں اگر کوئی مہمان آتا ہے تو میں سادہ اور معمولی کھانا مہمان کے

ساتھ کھاتا ہوں' اگر مہمان نہیں ہوتا تو معمول کے علاوہ کچھ ایسی غذا بھی کھاتا ہوں جس سے قوت حاصل ہو مثلاً دودھ یا حلوہ وغیرہ"۔ (الافاضات الیومیہ' ج ۷ ص ۷۱)

مہمانوں کے ساتھ تھانوی صاحب کا معمول یہی بتاتا ہے کہ جناب تھانوی اپنے مہمانوں کو اپنی کم خوری اور اپنی نمائشی سادگی کا دھوکا دیتے تھے' یہی نہیں بلکہ تھانوی صاحب' لوگوں کے دیئے ہوئے تحفوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے تھے؟ وہ بھی ملاحظہ ہو' فرماتے ہیں "بعض چیز تو خیر ایسی ہوتی ہے کہ آتے ہی کام میں آجاتی ہے لیکن بعض چیز ایسی آتی ہے کہ سوچنا پڑتا ہے کہ آخر اس کا کیا کروں' یا تو کسی کو دے دی یا اگر بخل کا غلبہ ہوا تو سوچا کہ اجی مفت کسی کو کیوں دیں! لاؤ بیچو جی۔ چناں چہ بیچ کر دام کھرے کرلئے۔" (اشرفُ المعمولات' ص ۲۳' النور بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۵۰ھ' مطبوعہ اشرف المطابع' تھانہ بھون)

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو بخیل کے لئے' ارشاد نبوی خوب یاد ہوگا۔ وہ غور فرمائیں کہ متبعِ سنت کہلانے والے اشرفعلی تھانوی صاحب' خود کہہ رہے ہیں کہ "اگر بخل کا غلبہ ہوا" یعنی بخل ان کی عادت تھی' مگر کبھی بہت غالب ہوجاتی تھی اور جب غالب ہوتی تھی تو لوگوں کے دیئے ہوئے تحائف اور ہدیوں کا کاروبار ہوتا تھا۔

مزید سنئے' خود تھانوی صاحب فرماتے ہیں "میری ساری عمر مفت خوری میں کٹی ہے۔ پہلے تو باپ کی کمائی کھائی' بس بیچ میں بہت تھوڑے دن تنخواہ سے گزارا ہوا' پھر اس کے بعد سے وہی سلسلہ مفت خوری کا جاری ہے یعنی مدت سے نذرانوں پر گزر ہے' نہ کچھ کرنا پڑتا ہے نہ کمانا۔" (الافاضات الیومیہ' ج ۱ ص ۲۹۶)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ تو آخری وصیت میں بھی فقراء کو عزت و احترام سے عمدہ کھانے کھلانے کی ہدایات لکھوا رہے ہیں اور دیوبندیوں کے حکیم الامت کو مفت خوری اور اپنی شکم پروری سے فرصت نہیں۔

دیوبندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب کی بھی سنئے۔ "ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت (آپ) دانت بنوالیجئے۔ فرمایا دانت بنوا کر پھر

بوٹیاں چبانی پڑیں گی۔ اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے' نرم نرم حلوا کھانے کو ملتا ہے۔" (الافاضات الیومیہ' ج ۲ ص ۲۳)

ذرا یہ بھی ملاحظہ ہو۔ دیوبندی ازم کے بڑے امام اسماعیل دہلوی بالاکوٹی فرماتے ہیں "میری دعا تو مٹھائی کے بغیر چپکتی نہیں"۔ (ارواحِ ثلاثہ' ص ۷۲)

(دعا کے لیے چپکنے کے لفظ کا استعمال بھی دیوبندیوں کا امام ہی کر سکتا ہے۔)

اور ملاحظہ فرمایئے۔ "حضرت (حسین احمد مدنی) فرماتے کہ حاجی (بدرالدین) صاحب آپ مٹھائی کیوں نہیں لائے؟ تو میں عرض کرتا' حضور میرے پاس پیسے ہی نہیں ہیں' تو حضرت (حسین احمد مدنی) طالب علموں کو حکم دیتے کہ ان (حاجی بدرالدین) کی تلاشی لی جائے۔ پھر کیا تھا' جتنے بھی طالب علم ہوتے سب کے سب' میرے (حاجی بدر الدین کے) اوپر ٹوٹ پڑتے اور جو رقم میرے پاس ہوتی' سب کی مٹھائی منگائی جاتی اور حصہ سے تقسیم ہوتی۔ کبھی کبھی تو حضرت میری شیروانی مذاق سے چھین کر اپنے پاس رکھ لیتے اور کہتے کہ جب واپس ہو گی جب مٹھائی کے واسطے پیسے دو گے۔ تب مجھ کو پیسے دینے پڑتے ...... جب حضرت زیادہ موڈ میں ہوتے تو اپنی چھوٹی بچی عمرانہ سے یہ شعر پڑھواتے۔

کہیں ہے رُوس کا ہَوّا کہیں ہے چین کا ہَوّا
ہے حضرت شیخ کی محفل میں بدرُالدین کا ہَوّا

(الجمعیتہ' دہلی' شیخ الاسلام نمبر' ص ۱۸۵)

ان حسین احمد ٹانڈوی مدنی کو دیوبندی تبلیغی "شیخ الاسلام" کہتے ہیں۔ یہ وہی حسین احمد مدنی ہیں جنہوں نے جب قرآنی نظریات کے خلاف فتوے دیئے تو مشہور شاعرِ مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے اپنے کلام میں حسین احمد کی مذمت کی اور برملا فرمایا کہ دیوبندیوں کا یہ شیخ الاسلام' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ و مقام سے بے خبر ہے اور ابولہب کی سی باتیں کر رہا ہے۔

☐ قارئین کرام! ہر عمل کا ردِ عمل ضرور ہوتا ہے۔ ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں

نے اللہ سبحانہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی و بے ادبی کی اور کفر تک چلے گئے۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کی سزا دنیا ہی میں ان کو یہ ملی کہ یہ دنیا ہی میں رُسوا ہوئے اور تا قیامت ہوتے رہیں گے اور آخرت میں ان کا جو حال ہو گا وہ انشاء اللہ ساری مخلوق دیکھے گی۔ کافر ولید بن مغیرہ نے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کو ایسا رُسوا کیا کہ اس کے دس عیب قرآن میں بیان فرمائے۔ (آپ قرآنِ کریم میں سورہ ن والقلم، پارہ ۲۹ میں ملاحظہ فرما سکتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ گستاخانِ رسول کی مذمت اور ان کے دوسرے عیبوں کا بیان کرنا قرآن سے ثابت ہے۔ قرآن ہی میں دیکھئے۔ نمرود نے خدائی کا دعویٰ کیا، فرعون نے خدائی کا دعویٰ کیا، اللہ نے ان کو ڈھیل دی، وہ حکومت کرتے رہے مگر جب انہوں نے اللہ کے پیاروں، اللہ کے نبیوں کی گستاخی کی، تو خدائی کا دعویٰ کرنے والا نمرود ایک معمولی سی مخلوق مچھر سے رُسوا ہو کر مرا، اور فرعون اپنے تمام لشکر سمیت غرق ہوا۔ دیوبندیوں کے امام رشید احمد گنگوہی کے خاص شاگرد حُسین علی صاحب وَاں بھچرانی (☆) نہایت بے ادب اور گستاخ تھے، ان کی تفسیر "بلغۃ الحیران" کی چند ناپاک عبارات، میری کتاب "دیوبند سے بریلی (حقائق)" میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ ان کا یہ حال ہوا کہ موت سے کچھ دن پہلے ان کی آنتیں کچھ اس طرح ہو گئی تھیں کہ ان کا پاخانہ ان کے مُنہ میں آجاتا، کبھی اسے اُگل دیتے اور کبھی پھر نگل جاتے اور ان کی ٹانگیں کچھ اس طرح ہو گئی تھیں کہ پیشاب کرتے تو خود ان کے مُنہ پر پڑتا اور حسین علی صاحب کے شاگرد غلام خان راولپنڈی والے (جن کو دیوبندی وہابی، شیخ القرآن غلام اللہ خاں کہتے ہیں) اپنے استاد سے بھی بڑھ کر بے ادب و گستاخ تھے، دبئی (U.A.E.) میں ان کی موت سے پہلے ان کی پوری زبان منہ سے باہر آگئی جس پر بدنما سیاہ آبلے پڑ گئے اور منہ کتے کی طرح ہو گیا۔

(☆) جوہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۲ ص اپر دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کی ایک حماقت خود ان کے اپنے ہاتھوں درج ہے، لکھا ہے۔

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحے پر

پاکستان کے اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی کہ ڈاکٹروں کی یہ ہدایت تابوت پر لکھی ہوئی ہے کہ "غلام خان کا منہ دیکھنے کے قابل نہیں۔"

ایک برس پہلے کی بات ہے' وہابی مُلاں حبیب الرحمٰن یزدانی نے لاہور (پاکستان) میں جلسہ عام سے دن کے وقت خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "سنّی بریلوی کہتے ہیں کہ داتا (گنج بخش) بہت کچھ کر سکتا ہے' اگر بہت کچھ کر سکتا ہے تو میری ٹانگیں توڑ کر دکھادے۔" چناں چہ خلقِ خدا نے دیکھا کہ اسی روز اس کی ٹانگیں ٹوٹ گئیں اور وہ حضرت داتا صاحب علیہ الرحمہ کی گستاخی کی سزا پا گیا۔

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

"This is the first time that we have heard of this book "Bulgatul Hairaan".

اگر جنوبی افریقا میں مقیم دیوبندی اِزم کا پرچار اور دفاع کرنے والے اپنے علماء اور ان کی کتابوں کا علم نہیں رکھتے تو انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے گھر سے بے خبر رہ کر دوسروں پر حرف زنی کریں۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ بُلغۃ الحیران کتاب سے لاعلمی کا ذکر کرنے باوجود جوہانس برگ سے بریلی کا مصنف بُلغۃ الحیران کی عبارت کو درست ثابت کرنا چاہ رہا ہے' یہ اس کی حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ ہم اہلِ سنت وجماعت جب کبھی ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کو ان ہی کے بڑے بڑے علماء کی تحریریں دکھاتے ہیں' یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کا منہ تکتے ہیں' کیوں کہ انہیں خود اپنے گھر کی خرابیوں کا احوال جاننے اور اپنے بڑوں کی کتابیں پڑھنے سے کوئی دلچسپی نہیں' ورنہ یہ لوگ ہم اہلِ سنت وجماعت پر بے جا و بے بنیاد اعتراض کرنے کی جرات نہ کرتے۔

اس خادمِ اہلِ سنت کا تمام دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کو یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ ہو سکے تو اپنے علماء اور ان کی تحریروں سے آگہی حاصل کیجئے اور ہم پر اعتراض کرنے سے پہلے یہ تحقیق کرلیجے کہ آپ ہی کے علماء کا آپ کے اس اعتراض کے بارے میں موقف کیا ہے؟ اس طرح آپ شرمندگی اور رسوائی سے شاید بچ جائیں' ورنہ ہم آپ کے ہر اعتراض کا جواب آپ ہی کے بڑوں کی تحریروں سے پیش کریں گے تاکہ خلقِ خدا جان لے کہ آپ کا دیوبندی وہابی ازم محض جھوٹ ہی کا پلندہ ہے۔

قارئین! ان گستاخوں اور ان کی گستاخیوں کا احوال اس لیے بیان کیا جاتا ہے کہ سب لوگ عبرت حاصل کریں اور کسی طرح بھی اللہ کے پیاروں کی گستاخی و بے ادبی نہ کریں' نہ ہی گستاخوں بے ادبوں کی حمایت و تعریف کریں' مگر افسوس کہ ان دیوبندیوں تبلیغیوں کو اللہ کے پیاروں کے گستاخوں بے ادبوں کی حمایت و تعریف سے فرصت نہیں۔ دیوبندیوں وہابیوں کا یہ عمل' بلاشبہ اللہ کے غضب اور ناراضی کا موجب ہے' چناں چہ دیوبندیوں ہی کے امام رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں :۔

"زبان سے کلماتِ کفرو شرک کا نکالنا اور ان کو دلائل سے ثابت کرنا' اس کے اعتراضات کو دفع کرنا' خود دلیل عقیدہ کی ہے اور اگر بالفرض عقیدہ نہ ہو' تب بھی حرام اور موجبِ غضبِ خداوندی ہے۔ مثلاً کوئی شخص تم کو گدھا' سُوّر کہے یا کوئی مُغلّظ گالی دے' تو ظاہر ہے کہ وہ شخص عقیدہ نہیں رکھتا کہ تم گدھے' سُوّر یا ایسے ہو' جیسا وہ گالی میں تمہیں بتا رہا ہے' صرف زبان ہی زبان سے کہہ رہا ہے' مگر بتلاؤ تو سہی تمہیں اس پر غصہ آئے گا یا نہیں؟ ضرور آئے گا۔ پس ایسے ہی کلماتِ کفرو شرک کو سمجھو کہ ضرور موجبِ غضبِ خداوندی ہوں گے' کیوں کہ حق تعالیٰ کی ذات' حیادار سے حیادار مسلمان سے بھی زیادہ غیور ہے۔" (تذکرۃ الرشید' ص ۹۴' ج ۱)

علمائے دیوبند اپنے امام کی عبارت میں غور کریں۔ ان کے اپنے فتووں کے مطابق جو کلمات' بلاشبہ کفرو شرک اور حرام ہیں' یہ دیوبندی وہابی صرف زبان ہی سے انہیں ادا نہیں کرتے' بلکہ ان کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں اور ان کو درست ثابت کرنے کے لیے دلائل دیتے ہیں' ان ہی کے امام کے مطابق' ایسا کرنا' ان کلمات پر ان کا اپنا عقیدہ ثابت ہوا اور یہ سب اللہ کے غضب اور ناراضی کا موجب ہے اور عقیدہ نہ ہونے کی صورت میں بھی ان کلمات کو کہنا حرام ہے اور تمام دیوبندی وہابی یہی حرام کام کر رہے ہیں۔ افسوس کہ ان کی اپنی ذات' ان کی اپنی حیثیت ان کے اپنے امام کے مطابق اس حرام اور کفرو شرک کے کام میں ملوث ہے' مگر دوسروں کو چراغ دکھانے کا دعویٰ کرنے والے ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو یہ ہوش نہیں ہے کہ یہ خود کتنے اندھیرے

میں ہیں۔ اللہ ان کے شر سے ہمیں محفوظ رکھے۔

☐ جوہانس برگ سے بریلی' پارٹ ۲ ص ۱۰ میں اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ پر ایک اور اعتراض' ان دیوبندیوں وہابی تبلیغیوں کی جہالت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے منظوم کلام میں حضرت محبوبِ سبحانی' شیخ سید عبدالقادر جیلانی سرکار غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب' شاعری کی کئی اصناف میں لکھے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام کے حروف کی حروف تہجی کے اعتبار سے اور اس کے علاوہ بھی بہت سی رباعیاں کہی ہیں۔ ایک رباعی میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام "عبدالقادر" کے حروف کے لطائف کا بیان حُسنِ عقیدت و محبت سے کیا ہے۔ (حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام' عبدالقادر کا چوتھا اور ساتواں حرف "الف" ہے' اور آخری حرف "ر" ہے اور اسی حرف کو' اس نام میں انجام سے تعبیر کیا ہے۔) اس رباعی کے صرف دو مصرعوں کا عکس' جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے شائع کیا ہے۔ اگر وہ دیانت دار ہوتا تو پوری رباعی کا عکس شائع کرتا' لیکن اسے معلوم تھا کہ پوری رباعی کا عکس' شائع کرنے کی صورت میں' اہلِ علم جان لیں گے کہ "جوہانس برگ سے بریلی" کے مصنف کا اعتراض محض اس کی اپنی جہالت اور اعلیٰ حضرت سے بے بنیاد دشمنی ہی ہے۔ یہاں قارئین کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ دیوبند کے بڑے بڑے علماء کا یہ بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے منظوم کلام کی سطر سطر' عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہے۔ دیوبند کے کسی بڑے عالِم کو اعلیٰ حضرت بریلوی کے کلام میں کوئی نقص نہیں ملا' انہوں نے ہرگز کوئی اعتراض نہیں کیا' "جوہانس برگ سے بریلی" کتابچے کا مصنف' شاید تمام علمائے دیوبند سے زیادہ بڑا عالِم ہے اور شاید' اپنے اسی زیادہ علم و فہم کی وجہ سے اپنے بڑوں کی رسوائی کا سامان کر رہا ہے۔ (☆)

(☆) جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا اوڑھنا بچھونا "انگریزی" ہے اسی لیے عربی فارسی علوم

باقی فٹ نوٹ اگلے صفحے پر

قارئین کرام اعلیٰ حضرت بریلوی کی وہ مکمل (فارسی) رباعی ملاحظہ فرمائیں جس کے صرف دو مصرعے نقل کر کے "جوہانس برگ سے بریلی" کے مصنف نے اعلیٰ حضرت بریلوی پر شدید بہتان باندھا ہے۔

بر وَحدتِ اُو رابع عبدالقادر یک شاہد و دو سابع عبدالقادر
انجام وَے آغازِ رسالت باشد اینک گو ہم تابع عبدالقادر

اس رباعی کا ترجمہ یہ ہے کہ 'اللہ تعالیٰ کی وَحدت پر (حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے نام) عبدالقادر کا چوتھا حرف "الف" شاہد ہے اور اس نام عبدالقادر کا ساتواں حرف "الف" دوسرا شاہد ہے۔ عبدالقادر نام کا انجام (آخر) "ر" کے حرف پر ہوتا ہے جو لفظ "رسالت" کا پہلا حرف ہے' تو یہ کہو کہ اس نام عبدالقادر کی خوبی یہ ہے کہ یہ نکات' مبارک نام "عبدالقادر" کے تابع ہیں' اس مبارک اور پیارے نام سے مُستفاد ہیں۔

یوں بھی حقیقت ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی اس رباعی کے آخری دو مصرعوں میں یہ فرمارہے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ' اللہ کے ولیوں کے سردار ہیں' جہاں سیدنا غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کے مقام کی ولایت کی انتہا ہے' وہاں سے اللہ سبحانہ کے نبیوں (علیہم السلام) کے مقام رسالت کی ابتداء ہوتی ہے۔

جوہانس برگ سے بریلی کے بددیانت مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے بدطینت

بقیہ فٹ نوٹ گزشتہ صفحے سے

سے وہ بے بہرہ ہے' وہ اپنے پیشوا' اشرفعلی تھانوی صاحب کا "انگریزی" کے بارے میں ارشاد ملاحظہ فرمالے۔ (تھانوی صاحب نے) "فرمایا کہ انگریزی کوئی علم نہیں' اس کو دین سے کیا تعلق' بلکہ اس کو پڑھ کر تو اکثر دین سے بے تعلقی ہو جاتی ہے۔" (کمالات اشرفیہ' ص ۷۰)

چناں چہ' جوہانس برگ سے بریلی' کے مصنف اپنے ہی پیشوا کے ارشاد کے مطابق دین سے بے تعلق ثابت ہوتے ہیں اور اپنے کتابچوں میں انھوں نے اس کا ثبوت بھی فراہم کیا ہے۔

مُبلّغ اپنی جہالت و سفالت کی بنیاد پر اس رباعی کے آخری دو مصرعوں کا یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ "شیخ عبدالقادر کے بعد پھر سے رسالت کا آغاز ہوگا اور وہ نیا رسول بھی شیخ عبدالقادر کا تابع ہوگا"۔ اس اعتراض کے جواب میں (عربی کا) مشہور مقولہ دُہراؤں گا کہ "جسے فقہ نہیں آتی وہ فقہ کی کتاب کا مصنف بن بیٹھا"۔ یہ دیوبندی وہابی ازم کے مبلغین کی بدقسمتی اور شامتِ اعمال ہے کہ وہ اہلِ سنت کے امام، اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ کا کلام سمجھنے کی لیاقت و صلاحیت ہی نہیں رکھتے اور اپنی جہالت کے باوجود، اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی پر اعتراض کرتے اور بہتان لگاتے ہیں اور اس طرح خود اپنی رسوائی کا اہتمام کرتے ہیں۔ دراصل اس رباعی کے پہلے شعر (دو مصرعوں) کا مطلب ان دیوبندی وہابی نام نہاد علماء کو سمجھ نہیں آتا، اس لیے وہ دوسرے شعر کا اپنی طرف سے غلط مطلب و مفہوم گڑھ کے، عقیدہ ختمِ نبوت کے سچے محافظ، اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں اور عذاب کماتے ہیں۔

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ "اعلیٰ حضرت بریلوی چوں کہ "قادِری" کہلاتے ہیں۔ اس لیے وہ شیخ عبدالقادر کے تابع ہیں، اس طرح اعلیٰ حضرت خود کو "نبی" کہہ رہے ہیں۔" یہ بلاشبہ اعلیٰ حضرت بریلوی پر بہتان ہے، جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور اس کے حامی، اس بہتان طرازی کی سزا، انشاء اللہ ضرور پائیں گے۔

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی تبلیغی، ذرا کھلی آنکھوں سے اعلیٰ حضرت بریلوی کا ختمِ نبوت کے بارے میں عقیدہ و فتویٰ ملاحظہ فرمائیں، جو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی کتاب "جزاللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" میں تحریر فرمایا۔

وہ فرماتے ہیں "اللہ عزّوجلّ سچا اور اس کا کلام سچا۔ مسلمان پر جس طرح لاالٰہ الّااللہ ماننا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو اَحد، صَمد، لاشریک لہٗ جاننا فرض اول و مناطِ ایمان ہے، یوں ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانے میں

خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل و جزءِ ایقان ہے' وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ نص قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا' قطعاً اجماعاً ملعون' مخلد فی النیران ہے' نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے' وہ بھی کافر' جو اس کے کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے' وہ بھی کافر......"۔ (ص ۶' مطبوعہ مکتبہ نبویہ' لاہور)

اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ کے خود اپنے قلم سے "ختمِ نبوت" کے موضوع پر پوری کتاب اور واضح فتویٰ کے باوجود' جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر بہتان لگانا' بلاشبہ دیوبندیوں وہابیوں کے بدباطن اور کذاب ہونے کی کھلی دلیل ہے۔ یہاں اپنے قارئین کی معلومات کے لیے یہ ضرور عرض کروں گا کہ نبوت کا دروازہ کھلا ہوا دیکھنا ہو تو "تحذیرُ النّاس" کا مطالعہ کیجئے۔ چناں چہ دیوبندی وہابی تبلیغی گروہ کے بڑے عالم' محمد قاسم نانوتوی صاحب' اللہ کے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ نانوتوی صاحب کی کتاب "تحذیر النّاس" میں لکھا ہوا ہے کہ "خاتم النبیین" کا معنیٰ "آخری نبی" سمجھنا عوام کا خیال ہے' اہلِ فہم کے نزدیک یہ معنیٰ درست نہیں۔" (☆)

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں کہ "اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آئے گا"۔ نانوتوی صاحب کی تحریر سے یہ واضح طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک' حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور کسی نبی کا پیدا ہونا'

(☆) دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے ہی تھانوی صاحب سے یہ گواہی ملاحظہ فرمائیں' وہ فرماتے ہیں "جس وقت مولانا (نانوتوی) نے تحذیر النّاس لکھی ہے' کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا (نانوتوی) کے ساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب' مولانا کو ہمارے بزرگوں سے بے حد عقیدت اور محبت تھی"۔
(صفحہ ۵۸۰' افاضاتِ یومیہ' ج ۴)

ممکن ہے۔ افسوس کہ دیوبندیوں وہابیوں کو اپنا کفر نظر نہیں آتا' خواہ مخواہ دوسرے سچے مسلمانوں کو کافر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف' عیب جوئی اور عیب گوئی کی اپنی عادت کے بارے میں خود اپنے دیوبندی وہابی ازم کے بڑے علم اشرفعلی صاحب تھانوی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔ افاضات یومیہ' حصہ چہارم' صفحہ ۳۳۷ پر تھانوی صاحب فرماتے ہیں "اپنے بدن میں تو کیڑے پڑ رہے ہیں' ان کی خبر نہیں اور دوسروں کے کپڑوں پر جو مکھیاں بیٹھی ہیں ان پر نظر ہے' ارے اپنے کو تو دیکھ کہ کس حال میں ہے۔"

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے حامی ذرا توجہ سے ملاحظہ فرمائیں' ان کے تھانوی صاحب فرماتے ہیں "باغ میں کوئی جاتا ہے تفریح سیر کے لئے' کوئی پھول سونگھنے کے لیے اور کوئی پھل کھانے کے لئے' مگر سُوّر جب جائے گا نجاست ہی کو تلاش کرے گا کہ پاخانہ بھی کہیں ہے یا نہیں؟ ایسے اس عیب چیں کی مثال ہے کہ کسی میں کتنی ہی خوبیاں کیوں نہ ہوں' مگر اس کی نظر عیوب ہی کی متلاشی رہتی ہے۔" (ص ۳۳۷)

اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی تبلیغی' اپنے ہی تھانوی صاحب کے ارشاد کے مطابق' آئینے میں خود اپنی ادا دیکھیں اور ہو سکے تو اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔

❑ یہ خادمِ اہلِ سنت اپنے قارئین کو ان دیوبندیوں وہابیوں کی اصل حقیقت دکھا رہا ہے اور خود ان دیوبندیوں وہابیوں ہی کی تحریروں سے دکھا رہا ہے۔ آج کل دیوبندی وہابی ازم کے یہ مُبلّغ' پیسے کمانے کے لیے خود کو ختمِ نبوت کا محافظ ثابت کرنا چاہ رہے ہیں اور خود کو قادیانیوں کے خلاف مجاہد ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے نانوتوی صاحب نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کا پیدا ہونا' ممکن مانا اور اپنے اس کفریہ عقیدے کی وجہ سے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ موجودہ دیوبندی وہابی' علماء تمام قادیانیوں کو کافر و مرتد کہتے ہیں' مگر اپنے نانوتوی صاحب کو قادیانیوں

جیسے عقیدے کے باوجود مومن بلکہ دین کا ٹھیکیدار ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

شاید جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف بھی قادیانیوں کو کافر کہتے ہوں گے، مگر فتاویٰ دار العلوم دیوبند، حصہ اول ص ۷۔۸ میں درج اس فتویٰ کے تمام الفاظ توجہ سے ضرور ملاحظہ فرمائیں اور ہمیں بتائیں کہ اس فتویٰ کے مطابق، تمام دیوبندیوں وہابیوں کے بارے میں کیا رائے رکھی جائے؟

"سوال۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعوئے مسیحیت اور مہدیت سے واقف ہو کر بھی کوئی شخص مرزا کو مسلمان سمجھتا ہے تو کیا وہ شخص مسلمان کہلا سکتا ہے؟"

"جواب۔ (دار العلوم دیوبند کا فتویٰ) مرزا قادیانی کے عقائدِ باطلہ اس حد تک پہنچے ہوئے ہیں کہ ان سے واقف ہو کر کوئی شخص مرزا کو مسلمان نہیں کہہ سکتا، البتہ جس کو علم اس کے عقائدِ باطلہ کا نہ ہو، یا تاویل کرے وہ کافر نہ کہے تو ممکن ہے، بہرحال بعد علم عقائدِ باطلہ مرزائے کور کو کافر کہنا اس کا ضروری ہے، اس کو اور اس کے اتباع کو جن کا عقیدہ مثل اس کے ہو، مسلمان نہ کہا جاوے، وہ مسلمان نہ تھا، جیسا کہ اس کی کتب سے ظاہر ہے۔ باقی یہ کہ جو شخص بہ سبب کسی شبہ اور تاویل کے، کافر نہ کہے، اس کو بھی کافر نہ کہا جائے، کہ موقع تاویل میں احتیاط، عدم تکفیر میں ہے۔ فقط بندہ عزیز الرحمٰن، مفتی دار العلوم دیوبند۔"

(واضح رہے کہ اس فتویٰ میں دار العلوم دیوبند کے مفتی نے یہ تسلیم کیا ہے کہ کسی شخص کا مسلمان نہ ہونا اس کی تحریروں سے ظاہر ہو جاتا ہے)

جناب عبد الماجد دریا بادی اپنے خط میں جناب اشرفعلی تھانوی کو لکھتے ہیں کہ "میرا دل تو قادنیوں کی طرف سے بھی ہمیشہ تاویل ہی تلاش کرتا رہتا ہے۔" (ص ۲۵۹، حکیم الامت)

اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "کسی کو کافر کہنے میں بڑی احتیاط چاہئے، اگر کوئی

حقیقت میں کافر ہے اور ہم نے (اس کو کافر) نہ کہا تو کیا حرج ہوا" (☆)

مزید فرماتے ہیں "پس اگر (کفر کرنے والے) واقع میں کافر ہوں اور ہم (ان کو کافر) نہ کہیں تو ہم سے کیا قیامت کے دن باز پُرس ہوگی؟ اور اگر (کافر کو) ہم کافر کہیں تو کتنی رکعت کا ثواب ملے گا؟" (کمالاتِ اشرفیہ، ص ۷ ۴۴، ۴۴۸)

تیسرا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو۔ "اہانت و گستاخی کردن در جنابِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ و السلام کفراست..... واگر بہ تاویلے و توجیہے گوید کافر نشود....." (انبیاء علیہم السلام کی جناب میں توہین و گستاخی کرنا کفر ہے اور اگر توہین و گستاخی (کے الفاظ) تاویل و توجیہ کے ساتھ کہے تو کافر نہیں ہوگا۔) (امداد الفتاویٰ، ص ۳۱۶ ج ۴ مطبوعہ، مطبع مجتبائی، دہلی، ۱۳۴۶ھ)

دارالعلوم دیوبند کے بانی محمد قاسم نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے معنی "آخری نبی" نہیں مانے اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کا پیدا ہونا، ممکن مانا، اور اسی دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحبان نے فتویٰ دیا کہ کافر کو کافر نہ کہا جائے، کلمۂ کفر کی تاویل کرلی جائے، تو کفر نہیں اور کفر کرنے والے کو "کافر نہ کہنا بہتر ہے اور کافر کو کافر نہ کہا جائے تو کوئی حرج نہیں وغیرہ۔ ان تحریروں کے بارے میں یہ خادمِ اہلِ سنت از خود کوئی جواب لکھنے کی بجائے خود علمائے دیوبند ہی کے ارشادات نقل کرتا ہے، ملاحظہ ہو۔

جناب رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں "شریعت کا حکم ہے کہ کافر کو کافر کہو، اس

(☆) قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ کفر اور اسلام میں امتیاز کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ کسی کافر کو آپ عمر بھر کافر نہ کہیں، مگر جب اس کافر کا کفر ظاہر ہو جائے تو اس کے کفر کی بنیاد پر اسے کافر ماننا اور کافر کہنا ضروری ہے۔ ورنہ یہ شرعی اصول ہے کہ کفر کو کفر نہ کہنا خود کفر ہے۔ چناں چہ دیوبند کا بھی فتویٰ یہی ہے کہ "جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود (بھی) کافر ہے۔" خود تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "لاہوری (قادیانیوں کا ایک گروہ) گو مرزا (قادیانی) کو نبی نہ کہیں لیکن اس کے عقائدِ کفریہ کو کفر نہیں کہتے اور کفر کو کفر نہ سمجھنا یہ بھی کفر ہے۔" (کمالاتِ اشرفیہ، ص ۱۲۳)

لیے بندہ کو تعمیل میں عذر کیا؟ جس پر علامتِ کفر دیکھیں گے' ہم تو اسے کافر سمجھیں گے اور کافر ہی کہیں گے۔" (تذکرۃ الرشید' ص ۱۹۶ ج ۲)

گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ "کلمۂ کفر بولنا عمداً (جان بوجھ کر)' اگرچہ اعتقاد اس پر نہ ہو' کفر ہے۔ جس نے کفر کے الفاظ سے مذاق کیا' تو وہ مرتد ہو جائے گا اگرچہ اس کا اعتقاد نہ کرے' بوجہ خفیف کرنے کے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ عادتی کفر۔ اگر کوئی شخص اپنی زبان (و قلم) سے کفر کرے خوشی کے ساتھ اور (اگرچہ) اس کا قلب ایمان سے مطمئن ہو تو وہ کافر ہو جائے گا اور اللہ کے پاس مومن نہ رہے گا..... کفر پر راضی ہونا (بھی) کفر ہے....." (تالیفاتِ رشیدیہ' ص ۶۵' ۶۶' گنگوہی۔ اِکفارُ المُلحدین' ص ۵۹' ۶۰ کاشمیری)

جناب اشرفعلی تھانوی فرماتے ہیں "ضروریاتِ دین میں تاویل دافعِ کفر نہیں"۔ (افاضاتِ یومیہ' ج ۷' ص ۴۰)۔ یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں "اگر کسی میں ایک بات بھی کفر کی ہو گی وہ بِالاِجماع کافر ہے"۔ (افاضاتِ یومیہ' ج ۷ ص ۲۳۴)۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "کفر کے لیے ایک بات بھی کافی ہے' کیا کفر کی ایک بات کرنے سے کافر نہ ہو گا؟" (افاضاتِ یومیہ' ص ۲۳' ج ۶)۔ مزید ملاحظہ فرمائیں "ایک مولوی صاحب نے قادیانی فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرتِ والا (تھانوی) سے عرض کیا کہ بعض مسلمان بھی قادیانیوں کو کافر نہیں سمجھتے' اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ (تھانوی نے) فرمایا کہ (قادیانیوں کو کافر) نہ سمجھنے کی دو صورتیں ہیں' ایک تو یہ کہ وہ کہیں کہ ان (قادیانیوں) کے یہ عقائد ہی نہیں' جن کی بنا پر ان کو کافر کہا جاتا ہے' اور ایک (صورت) یہ کہ (قادیانیوں کے) یہ عقائد ہیں' مگر پھر بھی وہ کافر نہیں تو اب ایسا سمجھنے والا شخص بھی کافر ہے' جو کفر کو کفر نہ کہے' مگر احکامِ قضا میں کافر ہے' باقی احکامِ دیانت میں خدا کو معلوم ہے' شاید اس کے ذہن میں کوئی وجہِ بعید ہو جس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے"۔ (افاضاتِ یومیہ' ج ۶' ص ۳۱۸)

(تھانوی صاحب کی مذکورہ بالا تحریر میں "احکامِ قضا اور احکامِ دیانت" کا فرق

دیوبندی ازم کے مبلغ غور سے ملاحظہ فرمائیں اور اپنے علماء کی تحریروں اور فتووں کے بارے میں ہمیں اس کا جواب بھی عنایت فرمائیں۔)

جناب مرتضیٰ حسن دیوبندی' مصنف اَشَدُّ العذاب' ص ۱۴ پر فرماتے ہیں "جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے" مزید فرماتے ہیں "کسی کافر کو عقائدِ کفریہ کے باوجود' مسلمان کہنا بھی کفر ہے"۔ (ص ۹)

دارالعلوم دیوبند کے فتاویٰ مرتب کرنے والے' جناب مفتی محمد شفیع دیوبندی فرماتے ہیں۔

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم' ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی' بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں' جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے"۔ (ختم النبوۃ فی الآثار' ص ۸)

یہی مفتی محمد شفیع صاحب' ہدیۃ المہدیین' ص ۲۱ پر فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) "بے شک عربی لغت کا متفقہ اٹل فیصلہ ہے کہ آیتِ قرآنی میں "خاتم النبیین" کا معنی' صرف "آخری نبی" ہے' اس کے سوا کوئی اور معنی نہیں ہے۔ امت مسلمہ کا اس معنی پر اجماع ہے لہٰذا "خاتم النبیین" کے متفقہ معنی' اجماع کے خلاف کرنے والا" کافر ہے اگر وہ (اجماع کے خلاف معنے پر) اصرار کرے' تو قتل کیا جائے۔"

مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کے فتوے کے بعد جناب محمد ادریس کاندھلوی کا فتویٰ بھی ملاحظہ ہو۔ وہ اپنی کتاب' مِسکُ الختام میں لکھتے ہیں "حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار' اصولِ دین کا انکار ہے اور ظاہر ہے کہ اصولِ دین کا انکار'

صریح کفر ہے۔" (ص ۲۹)

قارئین کرام! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ دیوبندی وہابی تبلیغی علماء نے ' اعلیٰ حضرت بریلوی رضی اللہ عنہ پر عظیم بہتان لگایا' چناں چہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ دنیا ہی میں ان دیوبندیوں وہابیوں کو یہ سزا ملی کہ یہ لوگ' خود اپنے اور آپس میں ایک دوسرے کے فتووں سے' خود ہی سب کافر قرار پائے۔ قارئین کی معلومات کے لیے یہ بھی عرض کردوں کہ ابوالکلام آزاد (دیوبندی) کے بھائی نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف کی' ملاحظہ ہو۔ "حیاتِ طیبہ" (مصنفہ عبدالقادر سابق سوداگر مل' ص ۳۶۹) قارئین یہ بھی جان لیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا نکاح وہابیوں کے شیخ الکُل نذیر حسین محدث دہلوی نے پڑھایا تھا۔ (حیاتِ طیبہ' ص ۷۶ مصنفہ عبدالقادر' لاہور' ۱۹۵۹ء)

دیوبندیوں کے ایک مشہور بڑے مرشد جناب عبدالقادر رائے پوری کا دجّال و کذّاب' کافر و مُرتد مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے الہام پر یقین کرتے ہوئے' اس سے رُشد و ہدایت کی دعا کی درخواست کرنے اور قادیانی کافر و مُرتد امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا تذکرہ بھی ملاحظہ ہو۔

دیوبندی وہابی تبلیغی جماعت کے موجودہ سرپرست جناب ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب "سوانح عبدالقادر رائے پوری" (مطبوعہ مکتبۂ اسلام' لکھنؤ) کے ص ۵۵ پر لکھتے ہیں "اس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور دعوت کا بڑا غلغلہ تھا' پنجاب میں خاص طور پر مسلمانوں کی کم بستیاں اس چرچے اور تذکرہ سے خالی تھیں' ان کی کتابیں اور رسائل مسلمانوں میں پڑھے جاتے تھے اور ان پر بحث و گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ حضرت (رائے پوری) کے وطن (ڈھڈیاں) کے قریب ہی بھیرہ ہے' وہاں کے ایک عالم جو حضرت (رائے پوری) کے خاندانی بزرگوں کے شاگرد بھی تھے' حکیم نورالدین (قادیانی)' مرزا صاحب (قادیانی) کے خاص معتقدین اور معاونین میں سے تھے اور ان (مرزا قادیانی) کی نصرت اور رفاقت کے لیے مستقل طور پر قادیان میں سکونت پذیر تھے' مرزا صاحب (قادیانی) کے عنداللہ مقبول اور مُستجابُ الدّعوات ہونے کا ان

کے معتقدین اور حلقۂ اثر میں عام چرچا تھا' حضرت (رائے پوری) نے مرزا صاحب (قادیانی) کی تصنیفات میں کہیں پڑھا تھا کہ ان (مرزا) کو خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ اجیب کل دعائک الافی شرکائک (میں تمہاری تمام دعائیں قبول کروں گا' سوائے ان دعاؤں کے جو تمہارے شرکت داروں کے بارے میں ہوں) حضرت (رائے پوری) نے مرزا صاحب (قادیانی) کو اسی الہام اور وعدہ کا حوالہ دے کر افضل گڑھ سے خط لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ میری آپ سے کسی طرح کی بھی شرکت نہیں ہے اس لیے آپ میری ہدایت اور شرحِ صدر کے لیے دعا کریں' وہاں (قادیان) سے مولوی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب ملا کہ تمہارا خط پہنچا تمہارے لیے خوب دعا کرائی گئی' تم کبھی کبھی اس کی یاد دہانی کر دیا کرو۔ حضرت (رائے پوری) فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں ایک پیسہ کا (پوسٹ) کارڈ تھا' میں (مرزا قادیانی کو) تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد ایک کارڈ دعا کی درخواست کا ڈال دیتا تھا۔"

جناب شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے مرید خاص جناب عبدالقادر رائے پوری کا (جن کا اصلی نام غلام جیلانی تھا) مزید احوال ملاحظہ ہو۔ ابوالحسن علی ندوی صاحب' ص ۴۲ پر لکھتے ہیں کہ رائے پوری صاحب' مرزا قادیانی سے ملنے قادیان گئے اور سات آٹھ روز وہاں رہے۔ جناب رائے پوری نے "حکیم (نورالدین قادیانی) صاحب کی مجلس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا' میں دیکھتا تھا کہ کچھ کچھ وقفہ کے بعد وہ (حکیم قادیانی) بڑے درد سے **لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّی کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ** ' اس طرح پڑھتے تھے کہ دل کھنچتا تھا' مجھے خیال ہوتا تھا کہ ان کو ایسی رقت اور انابت ہوتی ہے' یہ کیسے ضلالت پر ہو سکتے ہیں؟ مگر اسی کے ساتھ دل میں آتا تھا کہ میں جس اللہ کے بندے کو دیکھ کر آیا ہوں اگر اللہ تعالیٰ رحمٰن و رحیم ہے اور یقیناً ہے تو اس کو ضلالت میں نہیں چھوڑ سکتا' اس سفر میں (عبدالقادر رائے پوری کی) مرزا صاحب (قادیانی) سے بھی ملاقات ہوئی' (عبدالقادر رائے پوری) فرماتے تھے کہ میں ان کے (قادیانی) امام کے پیچھے بھی نماز پڑھتا اور اپنی الگ بھی پڑھ لیتا تھا۔"

□ جمعیتہ علماء ٹرانس وال، جنوبی افریقا کے اخراجات پر شائع ہونے والی کتاب "فیض الباری (شرح بخاری)" کے یہ الفاظ بھی جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور تمام دیوبندی وہابی تبلیغی خوب توجہ سے ملاحظہ فرمائیں اور اپنے مشہور "امامِ کبیر" جناب انور شاہ کشمیری کے بارے میں شرعی حکم بیان فرمائیں، وہ لکھتے ہیں:

"میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ قرآن میں تحریفِ لفظی بھی ہے، یہ تحریف یا تو لوگوں نے جان بوجھ کر کی ہے یا کسی مغالطے کی بناء پر کی ہے۔" (فیض الباری، ص ۳۹۵، ج ۳)۔ کیا قرآن میں تحریف کے قائل دیوبندی وہابی ملاّں بھی قادیانیوں اور رافضیوں سے کفر میں کسی طرح کم شمار ہو سکتے ہیں؟ (☆)

□ یہ خادمِ اہلِ سنت اپنے قارئین کی خدمت میں مزید کچھ عبارتیں پیش کر رہا ہے اور خود اپنے تبصرے اور رائے کا حق محفوظ رکھتے ہوئے اپنے قارئین سے عرض گزار ہے کہ وہ اپنی دیانت دارانہ رائے سے مجھے ضرور آگاہ فرمائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر عدل و انصاف سے خود فیصلہ کریں کہ دیوبندی وہابی ازم کی حقیقت کیا ہے؟

اپنے قارئین سے عرض گزار ہوں کہ ان چند عبارتوں کو قسطِ اول جانئے، انشاء اللہ آئندہ تحریر میں قادیانیوں اور دیوبندیوں وہابیوں کی ملتی جلتی مزید عبارات پیش کروں گا، تاکہ آپ ان بہروپیوں کا اصل رُوپ با آسانی پہچان سکیں اور ان ایمانی لٹیروں سے خود کو بچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے اور ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

(☆) واضح رہے کہ انور شاہ کشمیری صاحب کے اس کفریہ جملے پر ان کے کافر و مرتد ہونے کا فتویٰ متعدد علمائے دیوبند نے دیا، وہ فتویٰ میرے پاس محفوظ ہے۔ (کوکب غفرلہ)

قادیانیوں کی عبارتیں

☆ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نبی ہے اور وہ خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے۔ اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی، کیوں کہ خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں اور نہ شاخ اپنی بیخ سے جدا ہے۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے وہ ختمِ نبوت کا خلل انداز نہیں" (کشتیِ نوح مولفہ مرزا غلام احمد قادیانی، ص ۳۳، مطبع ضیاء الاسلام قادیان، ۱۹۰۲ء)

☆ "ایسے نبی بھی آسکتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بطور ظل کے ہوں ...... اس قسم کے نبیوں کی آمد سے آپ کے آخر الانبیاء ہونے میں فرق نہیں آتا۔" (دعوت الامیر، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود، ص ۲۵ مطبوعہ قادیان)

☆ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ہزار نبی پیدا ہو سکتا ہے۔"

دیوبندیوں وہابیوں کی عبارتیں

☆ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں، مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں وَلٰکِن رَّسُولَ اللہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖن فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے؟"

☆ "اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو، جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔"

☆ "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

(تحذیر الناس، ص ۳ ص ۱۳ ص ۲۳ مصنفہ محمد قاسم نانوتوی مطبوعہ کتب خانہ قاسمی، دیوبند)

☆ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ اشرف علی رسول اللہ

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳ مرزا قادیانی)

"جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ "خاتم النبیین" کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں نہ تو قرآنِ کریم کی مذکورہ بالا آیت پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ان سے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وشان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے"

(احمدیت کا پیغام' ص ۹' مؤلفہ مرزا محمود احمد۔ ختم نبوت کی حقیقت' ص ۸۵' از شیخ مبارک احمد' ناشر مہتمم نشرواشاعت' صدر انجمن احمدیہ' ربوہ)

☆ "ایک بہت بڑی غلط فہمی خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرنے سے پیدا ہو گئی ہے ...... خاتم النبیین کا لفظ حضرت نبی کریم کے لیے مقامِ مدح میں ہے جس سے آپ کے مرتبہ کی بلندی مقصود ہے یعنی آپؐ کی شان سب نبیوں سے اونچی ہے ورنہ سب سے آخر میں ہونا کوئی قابلِ تعریف بات نہیں۔"

(پیغامِ حق' ص ۱۱' مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ)

☆ "دیوی یا شیخ سدو اور ایسے ہی

اور اللھم صلی علی سیدنا ونبینا اشرفعلی کہنے میں تسلی ہے۔" (کوئی خرابی نہیں) (رسالہ الامداد' ص ۳۵ بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ' اشرفعلی تھانوی' از مطبع امداد المطابع' تھانہ بھون"

☆ "اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکمِ کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔"

(تقویۃ الایمان' ص ۳۰ مصنفہ محمد اسماعیل دہلوی' مطبوعہ فیضِ عام' دہلی)

☆ وجود مثلِ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ممکن است۔" (یک روزی' ص ۱۵۱' مصنفہ محمد اسماعیل دہلوی)

☆ "جو کسی مخلوق کے نام پر جہاں کوئی جانور مشہور کیا کہ یہ گائے سید احمد کبیر کی ہے' یا یہ بکرا شیخ سدو کا ہے' سو وہ حرام ہو جاتا ہے۔" (تقویۃ الایمان' ص ۴۰ مصنفہ اسماعیل دہلوی' مطبوعہ فیضِ عام' دہلی)

☆ "یا شیخ عبدالقادر اور یا علی کہنے والے کافر ہیں۔" (تذکیر الاخوان' ص ۲۹۷' از اسماعیل دہلوی)

ناموں پر جو بکرے یا اشیاء دی جاتی ہیں وہ بالکل حرام ہیں۔" (تفسیر القرآن' درس حکیم نور الدین مرزائی' ص ۴۹ ج ۲)

☆ "یا شیخ عبدالقادرِ جیلانی شیاءً للہ کہنا' کیا اس کا ثبوت کہیں قرآن میں ملتا ہے .... پھر یہ وظیفہ کس نے بنایا۔" (پیغامِ صلح' لاہور بابت ۱۱ فروری ۱۹۵۲ء)

☆ "اور ایک دن میں جب عشاء کی

☆ یا شیخ عبدالقادر کا وظیفہ پڑھنا شرک ہے۔ (ص ۵۵' فتاویٰ امدادیہ ج ۴)

☆ "وِرد کرنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاءً للہ وغیرہ حرام ہے۔" (☆) (فتاویٰ رشیدیہ' ص ۱۳۹ ج ۲ مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ' دہلی۔ تالیفاتِ رشیدیہ' ص ۷۷ مصنفہ رشید احمد گنگوہی)

(☆) اسی کتاب کے ص ۸۱ پر دیوبندیوں وہابیوں کے دینی آقا اور تبلیغی جماعت کی نظریاتی بنیاد اشرف علی تھانوی کی' ان کے استاد کے نام' تحریر میں یہ الفاظ قارئین ملاحظہ کر چکے ہیں "یا سیدی للہ شیئاً اتہ" (اے میرے سردار (گنگوہی)' اللہ کے واسطے کچھ تو دیجئے)۔ اہلِ سنت و جماعت اگر یہی الفاظ سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادرِ جیلانی رضی اللہ عنہٗ کے لیے کہیں تو دیوبندیوں کی طرف سے شرک کے فتووں کی مشین گن چلنا شروع ہو جاتی ہے اور تذکرۃ الرشید میں ہے کہ تھانوی صاحب کے (گنگوہی کے لئے) ان الفاظ والی تحریر' قیامت کے دن تھانوی صاحب کی مغفرت کی قطعی دستاویز ثابت ہوگی۔ حیرت ہے کہ جو الفاظ شرک و حرام ٹھہریں' وہی الفاظ تھانوی صاحب کے لیے مغفرت کی ضمانت ہوں! اسی کتاب تذکرۃ الرشید کے ص ۷۴ ج ۲ پر ہے کہ ایک پریشان حال شخص نے رشید احمد گنگوہی صاحب سے عرض کیا کہ "حضرت! للہ میری طرف توجہ فرمایئے" تذکرہ نگار لکھتے ہیں کہ گنگوہی نے اس شخص کی مشکل کو نظر فرما کر حل کر دیا۔ ان الفاظ کا سیدنا غوثِ اعظم کے لیے استعمال' گنگوہی صاحب کے فتویٰ کے مطابق شرک و حرام ہے لیکن خود گنگوہی کے لیے ان الفاظ کا استعمال کیا جانا درست ہی نہیں بلکہ حلِ مشکلات اور مغفرت کی سند بتایا جا رہا ہے ع

ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہئے

یہ بھی یاد رہے کہ For God Sake کے الفاظ سب دیوبندی وہابی تبلیغی بھی استعمال کرتے ہیں۔ دنیا کا ہر گداگر (بھکاری) بھی اللہ کا واسطہ دے کے لوگوں سے سوالی ہوتا ہے' ان سب کے لیے کیا فتویٰ ہے؟ آیتِ قرآنی فاتقوا اللہ الذی تسآلون بھی پیشِ نظر رہے۔ جواب کا انتظار رہے گا۔

نماز سے فارغ ہوا اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے' بلکہ بیداری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے سے آواز آئی' آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آرہے ہیں' بے شک یہ پنج تن پاک تھے۔ یعنی علی ساتھ اپنے بیٹوں کے اور دیکھتا ہوں کہ فاطمۃ الزہرا نے میرا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور میری طرف گھور گھور کر دیکھنا شروع کیا"۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام' مرزا قادیانی' ص ۵۴۷۔ تحفہ گولڑویہ' ص ۲۱ مطبع ضیاء الاسلام' قادیان' از مرزا قادیانی)

☆ "حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ اس میں سے ہوں' چناں چہ یہ کشف براہینِ احمدیہ میں موجود ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ' ص ۹' مصنفہ مرزا قادیان' مطبوعہ مہتمم نشرو اشاعت' قادیان ۱۹۰۱ء)

☆ "ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد

☆ "ان حضرات (دیوبند کے بڑوں) کی تو ہر بات میں کشش ہوتی ہے ... ایک مرتبہ فرمایا کہ ہم ایک دفعہ بیمار ہو گئے' ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا' انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا' ہم اچھے ہو گئے۔" (الافاضات الیومیہ' از اشرفعلی تھانوی ص ۳۷' ج ۶)

☆ "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں' باقی رہا عمل' اس میں بسا اوقات بظاہر اُمتی مساوی ہو جاتے ہیں' بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس' ص ۵' مطبع قاسمی' دیوبند)

☆ "جیسے غیر نبی فنِ کاشت کاری میں نبی سے اَعلم ہو سکتا ہے' اسی طرح فنِ سیاست میں ممکن ہے کہ غیر نبی' نبی سے اعلم ہو جائے۔" (افاضاتِ یومیہ' ص ۳۳۹ ج ۶' تھانوی)

☆ "جادو گروں کے خرق عادت افعال (کمالات) نبیوں ولیوں کے خرقِ عادت کمالات سے قوی واکمل واقع ہو سکتے ہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۵ ج

صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔"
(الفضل' قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

☆ "میں خطا بھی کروں گا اور صواب بھی ..... کبھی میرا ارادہ پورا ہو گا اور کبھی نہیں ..... یہ وحیِ الٰہی ہے کہ کبھی میرا ارادہ خطا جاتا ہے اور کبھی پورا ہو جاتا ہے ..... خدا تعالیٰ خطا کر سکتا ہے۔"
(حقیقۃ الوحی' از قادیانی ص ۱۰۳ مطبع میگزین قادیان ۱۹۰۷ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

۳ (گنگوہی)

☆ "الحاصل امکانِ کذب سے مراد دخولِ کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے ..... پس ثابت ہوا کہ کذب داخلِ تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علیٰ کلِ شئی قدیر۔"

☆ خدا تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔"
(فتاویٰ رشیدیہ' ص ۱۹ ج ۱۔ تالیفاتِ رشیدیہ' ص ۹۸' ۹۹' از رشید احمد گنگوہی' یک روزی' ص ۱۴۵' از اسمٰعیل دہلوی۔ براہین قاطعہ' ص ۲' از خلیل احمد انبیٹھوی)

☆ "افعالِ قبیحہ کو قدرتِ قدیمہ حق تعالیٰ سے کیوں کر خارج کر سکتے ہیں۔"
(الجہد المقل' ص ۴۱' ۸۳ مصنفہ محمود الحسن دیوبندی)

☆ یہ کلیہ مسلمہ اہل کلام ہے' جو مقدور العبد ہے وہ بمقدور اللہ ہے۔
(تذکرۃ الخلیل' ص ۱۳۵' مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ' سیال کوٹ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

❑ جوہانس برگ سے بریلی' پارٹ ۲' ص ۷ اور ۸ پر اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر ایک اور بے جا اعتراض میں 'دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کہلانے والوں کی جہالت

ملاحظہ ہو۔ (جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کے الفاظ میں من و عن نقل کر رہا ہوں۔)

" A person saw in a dream, thaat Rasoolullah Sallallahu alayhi Wasallam was arriving. When he approached Closer to Rasoolullah Sallallahu alayhi wasallam he asked, "Huzoor where are you going? Rasoolullah sallallahu alayhi wasallam replied, "A person has passed away therefor I am heading to participate in the janazah."

Apparently this dream was related to Ahmed Raza Khan. Ahmed Raza Khan Said, "*Al hamdulillah! I have led the salaah of that blessed 'janazah'.*"

یہ لکھ کر جوہانس برگ سے بریلی کا مصنف یہ کہتا ہے کہ اگر کوئی استاد، پیر یا شیخ ایسے موقع پر موجود ہو، تو یقیناً ان کو امامت کی پیش کش کی جائے گی، مگر احمد رضا خاں فخریہ کہتے ہیں کہ الحمد للہ اس نماز جنازہ کی امامت میں نے کی۔ یہ لکھنے کے بعد جوہانس برگ سے بریلی کا مصنف کہتا ہے کہ احمد رضا خاں کا اس طرح کہنا، ذاتِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین ہے۔

محترم قارئین! آپ نے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی پیش کردہ عبارت اور اس عبارت پر اس کا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمایا۔ اس پوری عبارت میں غور کیجئے۔ کیا کسی لفظ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نماز جنازہ ادا فرمائی؟ یا اعلیٰ حضرت بریلوی کے الفاظ سے کیا یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی؟ پوری عبارت اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے الفاظ سے یقیناً ایسی کوئی بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔ لہٰذا اعتراض خود بخود باطل ہو گیا۔

غور کیجئے۔ خواب کوئی اور دیکھ رہا ہے۔ خواب کا بیان مکمل ہو جانے کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس نماز جنازہ کی امامت میں نے کی۔ اس

سے یہ مفہوم کیسے اخذ کرلیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نماز جنازہ بھی ادا فرمائی؟ یا یہ کہ اعلیٰ حضرت نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی؟ (معاذ اللہ) ۔ بلاشبہ یہ اعلیٰ حضرت پر بہتان ہے۔ خواب اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے بیان کی حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شفقت و رحمت کے سبب اپنے اس غلام کو نوازنے تشریف لائے اور اس عاشقِ صادق کے جنازہ کو ملاحظہ فرمایا۔ (☆)

جب اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کو خبر ملتی ہے کہ یہ شخص بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر مقبول ہے کہ اسے نوازنے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لائے تو اعلیٰ حضرت نے خوش ہو کر جو فرمایا' وہ یہی واضح کر رہا ہے کہ اس خوش نصیب کی نماز جنازہ پڑھانے کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کے جملے کو غلط مفہوم دینے کی وجہ' اعلیٰ حضرت سے محض بُغض و عناد کے سوا کچھ نہیں۔

امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر عظیم بہتان لگا کر بدزبانی کرنے والے "جوہانس برگ سے بریلی" کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے پیروکار ذرا آئینے میں اپنا بدنما چہرہ بھی دیکھیں۔ ان کے "شیخ الاسلام" جناب حسین احمد مدنی کے بارے میں دیوبندیوں ہی کے ایک ملاّں' مرغوب احمد صاحب لاج پوری' الجمعیتہ' دہلی کے "شیخ الاسلام نمبر" ص ۳۴۹ پر لکھتے ہیں۔

"جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصلّیوں کا مجمع بڑا ہے۔ مصلیوں نے فقیر (مرغوب احمد) سے فرمائش کی کہ تم حضرت (ابراہیم) خلیلُ اللہ (علیہ السلام) سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا (حسین احمد) مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔

(☆) واضح رہے کہ ہم اہلِ سنت وجماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی طور پر حاضر و ناظر نہیں مانتے' روحانی اور نورانی طور پر مانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اپنے زندہ جسم اقدس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہیں اور اپنی نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہر مومن کے سینہ میں ہیں۔ ان کی روحانیت و نورانیت تمام عالم میں جلوہ گر ہے۔

فقیر (مرغوب احمد) نے جرأت کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) مدنی کو جمعہ پڑھانے حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا (حسین احمد) کی اِقتِداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی، فقیر (مرغوب احمد) بھی مقتدیوں میں شامل تھا۔ فَالحمدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰالِکَ حمداً کثیراً، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام ضعیف العمر تھے، رِیش مبارک سفید تھی۔"

محترم قارئین! امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی پر شدید بہتان لگانے والے دیوبندی وہابی ازم کے پیروکاروں کو اپنی یہ بے حیائی نظر نہیں آتی کہ خود اپنے ہی قلم سے صاف لفظوں میں لکھ رہے ہیں کہ انہوں نے نبی سے خود کہہ کر اپنے مُلّاں کو نبی کا امام بنوایا اور ان کے اس بے حیا ملّاں نے بھی نبی کی امامت کرتے ہوئے نماز پڑھادی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا مقتدی بنادیا۔ اور اس بے حیائی پر اللہ کا بے پناہ شکر کیا جارہا ہے (معاذ اللہ)۔

ڈِھٹائی تو دیکھو ذرا بے حیا کی امامت کرے وہ اَبُوالانبیاء کی

مزید ملاحظہ ہو۔ شیخ سعید تہمونی کہتے ہیں کہ "میں نے خواب دیکھا کہ سَرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور ایک عالمِ ہندی خلیل احمد نام کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں۔" (تذکرۃ الخلیل، ص ۲۹۹، مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ، سیال کوٹ، مصنفہ عاشق الٰہی میرٹھی)

اَصدَقُ الرُّویا، حصہ دوم ص ۴۰، النور بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۵۵ھ میں ہے کہ ایک شخص محمود حسین مدرسہ شاہی مراد آباد نے اشرف علی تھانوی صاحب کو اپنا خواب لکھ کر بھیجا۔ خواب یہ ہے۔ "آج کئی دن گزر گئے، کم ترین نے ایک خواب حضور کے متعلق دیکھا تھا لیکن فوراً بوجہ مشغولیتِ امتحان کے اطلاع نہ دے سکا، اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص رات کو مجھے کہہ رہا ہے کہ مولانا (تھانوی) کا انتقال ہو گیا ہے اور ہمارا ملنے والا ایک آدمی ہمارے پاس آیا اور یہ کہہ رہا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

خبر دینے کے لیے جا رہا ہوں۔ اب وہ شخص گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف پر جا کر آواز دی کہ مولانا (تھانوی) کا انتقال ہو گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر سن کر فوراً قبر مبارک سے اٹھے اور آپ کے جنازے کے لیے چلے۔ خواب کا مضمون تمام ہوا۔"

تھانوی صاحب اس خواب کا جواب ارشاد فرماتے ہیں۔ "تحقیق : خواب کی اجمالی تعبیر یہ ہے کہ۔

کشتۂ کہ عشق دارد نگزاردت بدیں ساں   بہ حیات گر نیائی بہ جنازہ خواہی آمد

یعنی جنازہ پر تشریف آوری تو اس سے بڑھ کر عنایت ہے جو اصل شعر میں مذکور ہے۔"

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف بتائیں کہ خلیل احمد اور اشرفعلی کا جنازہ کس نے پڑھایا تھا؟ اور ان جنازوں میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی تھی یا نہیں؟ اگر نہیں فرمائی تو خواب گڑھنے والے کاذب ہوئے اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی تھی تو جنازہ پڑھانے والے دیوبندی وہابی علماء، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہو کر اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقتدی بنا کر گستاخ اور بے حیا قرار پائے یا نہیں؟ مزید تبصرہ، جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کا جواب ملنے تک محفوظ رکھتا ہوں۔

ص ۲۳ 'اَصدقُ الرّویا' حصہ دوم 'النور بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۵ھ میں درج یہ خواب بھی ملاحظہ ہو :۔

"خواب : یہ خواب نظر آیا کہ ایک اونچی کرسی کی مسجد ہے اور جمعہ کی نماز کے لیے صف بندی ہو رہی ہے اور احقر (شہاب الدین) صحن مسجد میں ہے۔ کسی شخص نے کہا کہ یہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم احقر کے بائیں جانب تھے۔ احقر نے آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مصافحہ کیا اور احقر نے آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے اپنا رومال بچھا دیا۔ اتنے ہی میں صحن مسجد میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرف متوجہ ہو

گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس مبارک سب سفید تھا۔ مگر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک احقر کو یاد نہ رہا۔ اور اس مسجد میں حضرت والا نماز جمعہ یعنی آپ (تھانوی) پڑھا رہے ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا۔ اس خواب کی وجہ سے دن کو ایک قسم کی خوشی ایسی معلوم ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا جو تحریر کروں۔ شہاب الدین کشمیری گیٹ، دہلی۔"

یہ خواب تھانوی صاحب نے اپنے رسالہ النور میں خود شائع کیا۔ جوہانس برگ سے بریلی ہی کے مصنف کا کہنا ہے کہ رسولُ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امامت کھلی بے حیائی ہے، اسی کے مطابق اس خواب میں تھانوی صاحب کی کھلی بے حیائی کا مظاہرہ دیکھیے کہ تھانوی صاحب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (معاذ اللہ) امام بنے ہوئے ہیں اور خواب دیکھنے والے شہاب الدین کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑا رہنا اپنی شان کے خلاف معلوم ہوا، اسی لیے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے والی صف میں پہنچ کر ہی وہ خوشی پائی، جس کے اظہار کے لیے کوئی لفظ ان کی سمجھ میں نہیں آسکا۔ جوہانس برگ بریلی کے مصنف فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے عقیدت مند کے خواب میں تو ہرگز ایسا کوئی ذکر نہیں ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی ہو، مگر دیوبندی وہابی ازم کے مذکورہ تمام خوابوں میں دیوبندی وہابی مُلاؤں کو رسولِ کریم اور انبیاء علیہم الصَّلوٰۃ والسَّلام کا واضح طور پر امام بتایا گیا ہے۔ کیا اس کے باوجود دیوبندیوں وہابیوں کو اپنے بڑوں کی اور خود اپنی بے حیائی میں کوئی شبہ ہے؟ واضح رہے کہ دیوبندی وہابی ازم کے حکیم الامت نے ان خوابوں کو فخریہ شائع کیا ہے، یعنی اپنی بے حیائی اور گستاخی پر انہیں ناز ہے۔ اللہ کریم ہمیں ان سے اپنی پناہ میں رکھے۔

جو کریں تنقیصِ شانِ شاہِ دِین   لَعنَۃُ اللہِ عَلَیھِم اَجمَعِین

یہ بلاشبہ اللہ سبحانہ کے پاک اور پیارے بندوں پر، بہتان طرازی کی اس دنیا میں

ان دیوبندی وہابیوں کو سزا ہے‘ کہ جس جھوٹے قول و فعل کو‘ سچے مسلمانوں سے یہ منسوب کرتے ہیں‘ وہ ان دیوبندیوں وہابیوں کی زبان و قلم سے خود ان کے اپنے لیے ثابت ہو جاتا ہے‘ اور یوں یہ اپنے ہی بیان سے شدید مجرم ثابت ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر یہ دیوبندی وہابی تبلیغی‘ سچی توبہ نہیں کرتے تو دنیا و آخرت کا شدید خسارا اور عذاب ہی ان کا حصہ ہے۔

قارئین محترم! دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے بڑے اور چھوٹے علماء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم‘ صحابہ کرام‘ اہلِ بیتِ عظام‘ ازواجِ رسول اُمہاتُ المومنین اور اولیاء اللہ (رضی اللہ عنہم) کی جس قدر توہین کی ہے‘ اور جن واضح الفاظ میں توہین کی ہے وہ پوری تفصیل کے ساتھ لکھوں‘ تو آپ یقیناً یہی کہیں گے کہ "شیطانی آیات" کے مصنف‘ ملعون شیطان رشدی اور دیوبندی وہابی علماء کی تحریروں میں کوئی فرق نہیں۔ افسوس کہ ان دیوبندیوں وہابیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح طور پر‘ اہانت و گستاخی کرتے ہوئے سیکڑوں خواب اپنی کتابوں میں لکھے اور ان خوابوں پر یہ فخر کرتے ہیں اور توہینِ رسالت سے بھری ہوئی اپنی ان کتابوں کی تبلیغ و اشاعت کرتے ہیں‘ اور اپنے ان علمائے دیوبند کی شان بیان کرنے میں زندگی بسر کرتے ہیں‘ جن علمائے دیوبند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حد درجہ گستاخی و بے ادبی کی ہے۔ ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو اپنی خرابیاں دور کرنے کی نہیں سُوجھتی‘ یہ اپنے مذموم جرم نہیں دیکھتے‘ بلکہ سچے غلامانِ رسول‘ علمائے حق اہلِ سنت کی صحیح باتوں کو غلط بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مشہور مقولہ ہے کہ "چاند پر تھوکنے سے چاند کا کچھ نہیں بگڑتا بلکہ تھوک خود تھوکنے والے کے اپنے مُنہ پر پڑتی ہے۔" یہ دیوبندی وہابی تبلیغی بھی اپنی ان حرکتوں سے‘ اپنے ہی لیے رسوائی جمع کر رہے ہیں۔ اللہ جلّ شانہٗ سے دعا ہے کہ وہ ہم صحیح العقیدہ سُنّی بریلوی مسلمانوں کو دیوبندی وہابی تبلیغی اور تمام باطل فرقوں کے علما و عوام اور ان کے شر سے محفوظ رکھے اور ہمیں مذہبِ حق اہلِ سنت وجماعت ہی پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور ہمارا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

☐ جوہانس برگ سے بریلی پارٹ ۲ کے صفحہ ۲۲ پر ہے کہ "ایک رضا خانی کہتا ہے۔

نکیرین آکر مرقد میں جو پوچھیں گے تو کس کا ہے

ادب سے سر جھکا کر لوں گا نام احمد رضا خاں کا"

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرماتے ہیں کہ "وہ یہ نہیں کہتا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں (واضح رہے "بندہ" کے معنی انہوں نے "سرونٹ آف اللہ" کیے ہیں) یہ بھی نہیں کہتا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اُمتی ہوں۔ صرف احمد رضا کا نام لیتا ہے، خود کو رضا خانی ظاہر کرتا ہے۔"

رضا خانی کے الفاظ کا جواب تو انہیں ایسا دیا جائے کہ ان کے دانت کھٹے ہو جائیں (☆) تاہم یہ لب ولہجہ دیو کے بندوں ہی کو بھاتا ہے۔ اس اعتراض کا اشرفعلی تھانوی صاحب سے جواب لیجیے۔

الافاضات الیومیہ (النور بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ) صفحہ ۲۵ ج ۲ پر تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

"ایک دھوبی کا انتقال ہوا۔ جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آکر سوال کیا مَن رَبک، مادِینکَ، مَن ہٰذا الرَّجل۔ وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھ کو خبر نہیں، میں تو حضرت غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں۔ اور فی الحقیقتہ یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں ان کا ہم عقیدہ ہوں۔ جو اُن کا خدا وہ میرا خدا، جو ان کا دین وہ میرا دین اسی پر اس دھوبی کی نجات ہو گئی۔"

اب فرمائیں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کہ وہ اپنے گرو اشرفعلی تھانوی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ خود انہی کے تھانوی صاحب نے ان کے اعتراض کا تحقیقی جواب دے دیا۔

اور دوسرا جواب دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم تھانوی صاحب کے استاد جناب

(☆) دیوبندی وہابی ازم کے برِصغیر میں امام جناب اسماعیل دہلوی ہیں۔ ان کی نسبت سے اگر دیوبندی وہابی تبلیغیوں کو "اسمعیلی" کہا جائے تو انہیں ہرگز ناگوار نہیں گزرنا چاہیے۔

محمود الحسن دیوبندی سے ملاحظہ ہو' وہ فرماتے ہیں :

"قبر سے اٹھ کے پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو میرے مالک و رضواں دونوں
جاؤں عرصات میں جب خائف و نادم تہی دست
دونوں ہاتھوں میں ہوں ان دونوں کے داماں دونوں"

(کلیاتِ شیخ الہند' مطبوعہ مکتبہ محمودیہ' لاہور)

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ گنگوہی و نانوتوی کا نام لینا اور دامن تھامنا کیوں کر نفع بخش ہو گا؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

☐ پارٹ ۲ صفحہ ۱۹ پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اپنے امام اسماعیل دہلوی بالا کوٹی کی کتاب "صراطِ مستقیم" سے ایک عبارت نقل کر کے اس کی وضاحت کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اس گندی عبارت کو صوفیانہ ٹرمنالوجی سے نہایت پاک عبارت ثابت کریں۔ اصل عبارت اور اس کا جواب ملاحظہ ہو۔

تقویۃ الایمان کے مصنف اسمٰعیل دہلوی بالا کوٹی نے اپنی کتاب "صراطِ مستقیم" کے ص ۸۶ (مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۸ھ) پر بعنوان "فصل سوم در ذکرِ مخلات عبادات تفصیلاً و طرق معالجات آں" کے تحت لکھا ہے۔

"بمقتضائے ظلمات بعضہا فوق بعض از وسوسۂ زنا خیال مجامعتِ زوجۂ خود بہتر است و صرفِ ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جنابِ رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراقِ در صورتِ گاؤ خر خود است کہ خیالِ آں با تعظیم و اجلال بسویداے دل انسان می چسپد بخلاف خیال گاؤ خر کہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود نہ تعظیم بلکہ مہان و محقری بود و ایں تعظیم و اجلال غیر کہ در نماز ملحوظ و مقصود می شود بشرک می کشد......"

(ترجمہ) "بعض ظلمتیں' بعض ظلمتوں پر فوقیت رکھتی ہیں کہ اقتضاء کے مطابق زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی سے مُجامعت (ہم بستری) کرنے کا خیال بہتر ہے اور پیر

یا اس کے مثل بزرگوں کی طرف خیال کا چلے جانا بھی اگرچہ جنابِ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں، بہت ہی زیادہ بدتر ہے، اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے، اس لیے کہ ان (بزرگوں) کا خیال تعظیم و بزرگی کے ساتھ آتا ہے اور انسان کے دل سے چپک جاتا ہے، بخلاف بیل اور گدھے کے خیال کے، کہ (اس میں) نہ اس قدر دلچسپی ہوتی ہے نہ تعظیم، بلکہ (ایسا خیال) حقیر و ذلیل ہوتا ہے۔ اور غیر کی یہ تعظیم و بزرگی، جو نماز میں ملحوظ و مقصود ہو جاتی ہے، شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔"

اس ناپاک عبارت میں غور کیجئے! کہ زنا کے وَسوَسہ سے بیوی کے ساتھ مجامعت کرنے کا خیال لانا تو بہتر ہے لیکن بزرگانِ دین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال کا صرف چلے جانا بھی بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے۔ اس عبارت میں بزرگانِ دین اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی سخت توہین ہے۔ (العیاذ باللہ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال کو بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر اس لیے بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال چوں کہ تعظیم کے ساتھ آتا ہے، اور نماز میں غیر کی تعظیم شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے، چناں چہ عبارت کے یہ الفاظ پیش نظر رہیں کہ "خیالِ آں با تعظیم و اجلال" دیکھئے ان الفاظ میں "خیالِ آں" ہے کہ ان کا خیال تعظیم و اجلال کے ساتھ آتا ہے اور بیل گدھے کے خیال میں تعظیم نہیں ہوتی، بلکہ تحقیر ہوتی ہے اس لیے وہ اتنا برا نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی اور ان کے ماننے والے اسماعیلوں وہابیوں کی نماز کیسے ہوگی؟ اس لیے کہ نماز میں قرآن شریف پڑھنا فرض ہے اور اگر قرآن شریف کی ایسی آیات یا سورت پڑھیں گے جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف یا توصیف یا اسمِ مبارک کا ذکر ہوگا تو خیال ضرور آئے گا، خاص کر التحیات میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کیا جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دی جاتی ہے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ اس

وقت تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ضرور آتا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا جائے' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی جائے' ان پر درود شریف پڑھا جائے اور ان کا خیال دل میں نہ آئے؟ اب خیال کی دو ہی صورتیں ہیں' تعظیم کے ساتھ آئے یا تحقیر کے ساتھ! اگر تعظیم کے ساتھ آیا تو شرک کی طرف کھنچ گیا' پھر نماز کہاں ہوئی؟ اور اگر حقارت کے ساتھ آیا تو کفر ہوا' پھر کیسی نماز؟ (کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر یقیناً کفر ہے۔) اب اس کفرو شرک سے بچنے کے لیے تیسری صورت یہ ہے کہ التحیات ہی نہ پڑھیں' مگر مشکل یہ ہے کہ اس صورت میں بھی نماز ادا نہیں ہوتی۔ اب بتایئے کہ ان دیوبندیوں وہابیوں کی نماز کیسے ہوگی؟ یعنی التحیات پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی' نہ پڑھیں تو بھی نہیں ہوتی۔ جب ان کی اپنی ہی نماز نہ ہوئی تو ان کے پیچھے کسی اور کی کب ہوگی؟

خلاصہ یہ ہوا کہ اسماعیل دہلوی بالا کوٹی کی اس عبارت کی بناء پر نماز تو کسی دیوبندی وہابی کی ہوگی ہی نہیں' ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ التحیات نہ پڑھنے کی صورت میں یہ دیوبندی وہابی شاید کفرو شرک سے بچ جائیں' چاہے نماز ہو یا نہ ہو۔ (لَاحَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ العَلِیِّ العَظِیم)۔ یہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہی کا وبال ہے کہ یہ لوگ نماز ہی سے محروم ہو گئے۔

دوسرا رُخ بھی ملاحظہ ہو۔

دیوبندی عالم عبدالماجد دریا بادی نے جناب اشرفعلی تھانوی کو اپنے خط میں لکھا کہ "نماز میں جی نہ لگنے کا مرض بہت پرانا ہے' لیکن کبھی یہ تجربہ ہوا ہے کہ عین حالت نماز میں جب کبھی بجائے اپنے' جناب (تھانوی) کو یا...... کو نماز پڑھتے فرض کر لیا' تو اتنی دیر تک نماز میں دل لگ گیا' لیکن مصیبت یہ ہے کہ خود یہ تصور بھی عرصہ تک قائم نہیں رہتا' بہرحال اگر یہ عمل محمود ہو تو تصویب فرمائی جائے' ورنہ آئندہ احتیاط رکھوں۔"

(تھانوی صاحب کا) جواب ملا "محمود ہے" جب دوسروں کو اطلاع نہ ہو' ورنہ سم

قائل ہے۔" (حکیم الامت' ص ۴۳' ۴۴)

اشرف العلوم' بابت ماہ رمضان ۱۳۵۵ھ' ص ۸۴ (بعنوان "الکلام الحسن" مطبوعہ کتب خانہ امداد الغرباء' سہارن پور) میں ہے "کسی نے خط لکھا کہ اگر آپ (تھانوی) کی صورت کا تصور کرلوں تو نماز میں جی لگتا ہے۔ (تھانوی نے) فرمایا' جائز ہے۔"

قارئین کرام! دیوبندیوں وہابیوں کے بڑے امام اسماعیل دہلوی (قتیل) تو نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خیال چلے جانے کو کس قدر بُرا کہتے ہیں اور اسی قتیلِ دہلوی امام کے نائب' تھانوی صاحب نماز میں اپنے خیال لانے اور رکھنے کو "محمود (بہت اچھا) اور جائز" فرمارہے ہیں۔ اب جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ تھانوی صاحب کا خیال نماز میں تعظیم کے ساتھ لایا جائے گا تو آپ کے امام اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کے فتوے کے مطابق نماز نہیں ہوگی لہٰذا گائے بیل گدھے کے خیال ہی کی طرح تھانوی صاحب کا خیال جائز ہوگا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دیوبند اس بارے میں' کہ تھانوی صاحب کا خیال تحقیر کے ساتھ درست ہے؟ اگر علمائے دیوبند یہ فرمائیں کہ "نہیں ہرگز درست نہیں۔" تو پھر انہیں مان لینا چاہیے کہ ان کے امام اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کی عبارات کفریہ اور غلط ہیں۔ اور اگر آپ اپنے اسماعیل دہلوی صاحب کو درست قرار دیں تو پھر تھانوی صاحب کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا؟

عبدالماجد دریا بادی اور اشرف العلوم کے حوالے سے اشرفعلی تھانوی کی ان مذکورہ عبارات پر مزید تبصرہ کا حق اس وقت تک محفوظ رکھتا ہوں جب تک کہ علمائے دیوبند کا جواب مجھے مل جائے۔

❑ محترم قارئین! جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی ایک سیاہ کاری اور ملاحظہ ہو۔ قرآنی آیت وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ کا ترجمہ' پارٹ ۲ کے ص ۱۱ پر یوں لکھا ہے۔

" *Wa maa arsalnaaka illa rahmatal-lil-Aalameen.*"
(verse 107 Surah 21)
" *And we sent thee not save as a mercy for the peoples*"

کیا یہ ظلم نہیں ہے؟ قرآنِ کریم کے الفاظ کا صحیح ترجمہ کرنے کی بجائے غلط ترجمہ کرنا، قرآن میں تحریف کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ ظلم اسی کو ہی کہتے ہیں۔ عالمین (WORLDS) کا ترجمہ 'لوگ' (PEOPLES) کیا جارہا ہے۔ دو ہی باتیں ہو سکتی ہیں، ایک تو یہ کہ یہ دیوبندی وہابی، علم سے بے بہرہ ہیں، دوسری یہ کہ یہ دیوبندی وہابی علماء، قرآن کو بدل رہے ہیں۔ جب تک یہ خود کو علماء کہتے ہیں تو اپنے علم کا انکار تو کر نہیں سکتے۔ ظاہری بات ہے کہ پھر قرآن ہی کو بدل رہے ہیں۔ اللہ ہمیں ایسے ظالموں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

☐ جوہانس برگ سے بریلی، پارٹ ۲ کے ص ۱۴۰ پر گنگوہی علیہ ماعلیہ کی عبارت کے بارے میں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف نے CLARIFICATION کے تحت جو کچھ لکھا ہے، اس سے گنگوہی پر ہمارے اعتراض کو اور تقویت مل گئی۔ یہ مصنف وضاحت کر کے اپنے گنگوہی صاحب کو بچانا چاہتا تھا مگر وہ خود تو ڈوبے ہی تھے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کو بھی لے ڈوبے۔

قارئین ملاحظہ فرمایئے۔ گنگوہی صاحب کی اصل عبارت اور اس کا جواب۔
گنگوہی فرماتے ہیں :

"لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجبِ رحمتِ عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ فقط بندہ رشید احمد گنگوہی"۔ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم ص ۹، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، سنہری مسجد، دہلی۔ تالیفاتِ رشیدیہ، ص ۲۰۴)

اس عبارت میں کتنی صراحت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص صفت "رحمۃ للعالمین" کا انکار ہے۔ گنگوہی صاحب نے صاف کہہ دیا ہے کہ

لفظ "رحمۃ للعالمین" رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صفتِ خاصہ نہیں ہے۔ اور اس میں گنگوہی نے خود شریک ہونے کے لیے کہہ دیا کہ علماءِ ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔

ہر وہ شخص جس کو عبارت فہمی کا سلیقہ ہے وہ خوب جانتا ہے کہ فتاویٰ رشیدیہ کی مذکورہ عبارت کے تین جزء ہیں۔ دعویٰ' دلیل' تفریع "لفظ رحمۃ للعالمین صفتِ خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں" دعویٰ ہے۔ "بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجبِ رحمتِ عالَم ہوتے ہیں اگرچہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں" یہ دلیل ہے۔ "لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے" یہ تفریع ہے۔ (تفریع : شاخ نکالنا)

گنگوہی صاحب کا یہ کلام صراحتًہ پکار رہا ہے کہ "رحمۃ للعالمین" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص صفت نہیں بلکہ علمائے ربانیین کو بھی رحمۃ للعالمین کہنا جائز ہے۔ رہی "بتاویل" کی قید' تو یہ گنگوہی صاحب نے عام لوگوں کو پھنسانے کے لیے ایک آڑ بنائی ہے' ورنہ دلیل اگرچہ مثبت مدعا نہیں مگر ان گنگوہی صاحب کا مقصود تو صفتِ خاصہ ہی اڑانا ہے۔

اب دیوبندیوں وہابیوں سے پوچھئے کہ ان کے نزدیک علمائے ربانیین کون ہیں؟ کیا سُنّی (بریلوی) ہیں؟ یا غیر مُقلد ہیں' یا شیعہ ہیں؟ ظاہر ہے کہ بریلویوں کو یہ بدعتی کہتے ہیں۔ غیر مقلدوں اور شیعوں کو گمراہ و کافر کہتے ہیں اور (دیوبندی وہابی) خود اپنے آپ کو علمائے حق اور علمائے ربانیین کہتے ہیں۔ تو ان کا مطلب یہی ہوا کہ دیوبندیوں وہابیوں کو بھی رَحمَۃً لِلعَالَمِین کہو مگر تاویل یہ کرلو کہ حضور بڑے رحمۃ للعالمین ہیں اور دیوبند کے ملّاں چھوٹے رحمۃ للعالمین' جیسا کہ اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ "حضور ہمارے بڑے بھائی ہیں۔" (معاذاللہ)

قارئین کرام! خوب جان لیجئے کہ دیوبندیوں وہابیوں کا سب سے بڑا مقصد ہی یہی ہے کہ انبیاء اور اولیاء خصوصا حضور سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام

خصوصیتیں اڑا دو اور انکار کر دو' کیوں کہ جب تک خصوصیت کا انکار نہیں کرو گے' اس وقت تک برابری اور ہمسری نہ ہو سکے گی' چناں چہ (شرک فی الرسالت) ہمسری اور برابری کرنے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخصوص صفت رحمتہ للعالمین میں شریک ہونے کے لئے انھوں نے کہہ دیا کہ پر اگر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں۔" اور کسی صفت میں اعلیٰ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس صفت میں اور بھی شریک ہیں اگرچہ وہ ادنیٰ ہیں۔ گنگوہی کی اس عبارت سے نتیجہ یہی نکلا کہ حضور بڑے رحمتہ للعالمین ہیں اور دیوبند کے ملاں چھوٹے رحمتہ للعالمین۔ (معاذ اللہ)

چناں چہ گنگوہی صاحب نے جب یہ فتویٰ دیا تو ان کے متعلق جناب خلیل احمد انبٹھوی نے یہ لکھا۔

"کمینہ غلامان خلیل احمد اپنے ملجا و ماوئی' میزاب رحمتہ اللہ تعالیٰ علی العالمین' غیاث المریدین' غوث المسترشدین' نائبِ رسولِ رب العالمین' قطبِ زمانہ' مجتہد عصرو داوانہ' حضرت مولائی و مرشدی مولانا مولوی رشید احمد صاحب دام اللہ ظلال برکاتہم علی العالمین......" (تذکرۃ الرشید' ص ۱۳۹ ج ۱)

دیکھئے اس میں گنگوہی صاحب کو "میزاب رحمتہ اللہ تعالیٰ علی العالمین" (سارے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے پرنالے) لکھا اور آخر میں لکھا "دام اللہ ظلال برکاتہم علی العالمین" (اللہ ان کی برکتوں کے سائے سارے جہانوں پر ہمیشہ رکھے)۔ ان دونوں عبارتوں کا معنی یہ ہوا "رحمتہ للعالمین' برکات للعالمین"۔ جیسا کہ نائبِ رسولِ رب العالمین' کی عبارت میں "اَلعَالَمِین" ہے' اسی طرح دونوں عبارتوں میں "العالمین" ہے۔ ہر کوئی سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے انبٹھوی صاحب کا مطلب یہی ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کا رب ہے (اس کی ربوبیت سے کوئی چیز خارج نہیں)' اسی طرح گنگوہی صاحب سارے جہانوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت و برکات ٹھہرے۔ (معاذ اللہ) کیا ایسی باتوں کے باوجود ان دیوبندی وہابی تبلیغی علماء کو "اہلِ حق"

کہا جا سکتا ہے؟ یہ لوگ "رحمت" نہیں بلکہ عالم اسلام کے لیے بہت بڑی "زحمت" ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔

☐ قارئینِ محترم! یہ خادمِ اہلِ سنت پہلے ہی عرض کر چکا ہے کہ میرے پاس اس موضوع پر اس قدر مواد ہے کہ اسے شائع کرنا چاہوں تو بے شمار کتابیں بن جائیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ "جوہانس برگ سے بریلی" کے تین حصے مجھے دیئے گئے۔ ان تینوں حصوں میں کتابچوں کے مصنف کی اتنی جرأت بھی نہیں ہوئی کہ وہ اپنا نام ہی لکھ دیتا۔ ان کتابچوں کے مندرجات کا اگر سطر بہ سطر تفصیلی جواب لکھا جائے تو یقیناً ایک بہت ضخیم کتاب بن جائے۔ دیوبندیوں وہابیوں کی طرح ہمیں غیر مسلموں سے دنیاوی مال و زر وغیرہ کی صورت میں امداد بھی نہیں ملتی۔ ہم تو حبیبِ پروردگار، نبیِ مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے در کے بھکاری ہیں۔ غیر مسلموں کی امداد سے ہمیں اللہ سبحانہ محفوظ ہی رکھے۔ کہنا یہ ہے کہ بہت ضخیم کتاب کی قوتِ خرید اور فرصتِ مطالعہ بھی ہر کسی کے پاس نہیں، تاہم اس خادمِ اہلِ سنت نے قریباً ہر اعتراض کا جواب پیش کر دیا ہے اور محض رضائے الٰہی اور رضائے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ناموسِ رسالت اور مذہب حق کا تحفظ ہی میرا نصب العین ہے۔ آرزو یہی ہے زبان و قلم سے تادمِ آخر گستاخانِ رسول کا قلع قمع کرتا رہوں اور مخلوقِ خدا کو ان دینی لٹیروں کی ناپاک سازشوں سے آگاہ کرتا رہوں تاکہ سُنّی مسلمان اپنے عقائد کا تحفظ کر سکیں۔

☐ "جوہانس برگ سے بریلی" کے تینوں حصوں میں ان کتابچوں کا مصنف یہ ہمت تو ہرگز نہ کر سکا کہ وہ امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی کسی مستقل تصنیف پر کوئی معقول اعتراض کر سکتا۔ اعلیٰ حضرت کی ایک ہزار سے زائد تصانیف ہیں، جن میں علوم و معارف کے موتی بھرے پڑے ہیں، تاہم ان دیوبندی وہابی تبلیغیوں کو محض تعصب، ضد، ہٹ دھرمی اور حقائق سے چشم پوشی کی وجہ سے بے جا و بے بنیاد اعتراض کا موقع بھی ملا تو صرف ان تحریروں میں، جو امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں دوسروں نے لکھی ہیں۔ جب کہ ہم اہلِ سنت و جماعت (فرقہ

ناجیہ) کا بجا طور پر اعتراض' دیوبندیوں وہابیوں کے ان بڑے علماء کی اصل تحریروں پر ہے' جو دیوبندی وہابی ازم کی بنیاد ہیں اور جن کتابوں کو یہ دیوبندی وہابی غالباً قرآن وحدیث سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں اور ان ہی کتابوں کی غلط اور کفریہ عبارتوں کی تبلیغ و اشاعت میں اپنی تمام عمر اور تمام توانائیاں ضائع کرتے ہیں۔

☐ قارئین کرام! آپ کی معلومات کے لیے علمائے دیوبند کی کچھ کتابوں سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔ (☆) صرف اس لیے کہ آپ بخوبی جان لیں کہ اللہ کے پیاروں کے خلاف بکواس کرنے والے ان دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں کے خود اپنے ذوق اور ذہن کا کیا حال ہے۔ یہ لوگ خود کو شریعت و سنت کا پابند کہتے ہیں اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کے سوا باقی تمام سچے مسلمان سب غلط ہیں۔

دیوبندیوں وہابیوں کی طرح اصل عبارات کو توڑ مروڑ کر نہیں' بلکہ من و عن پیش کر رہا ہوں اور ان عبارات پر خود کوئی Clarification or Comments (تبصرہ یا وضاحت) نہیں کر رہا بلکہ قارئین خود ہی جان لیں گے کہ ایسی سوچ رکھنے والے علمائے دیوبند اور ان کے دیوبندی وہابی ازم کی اصلیت کیا ہے؟

☐ "تذکرہ مشائخ دیوبند" ص ۹۶ (مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز' تاجرانِ کتب' کراچی) کے حاشیہ کی ایک عبارت ملاحظہ فرمایئے : "امی بی حضرت مولانا محمد یحیٰی صاحب و حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کی نانی ہوتی ہیں' نہایت عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ جس وقت انتقال ہوا تو ان کپڑوں میں جن میں آپ (امی بی) کا پاخانہ لگ گیا تھا' عجیب و غریب مہک تھی کہ آج تک کسی نے ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔"

☐ تذکرۃ الرشید' ص ۳۶ ج ا پر عاشق الٰہی میرٹھی اور امداد المشتاق (مطبوعہ تھانہ بھون) کے ص ۷' پر دیوبندی مشہور عالم اشرف علی تھانوی صاحب اپنے پیر و مرشد کی شان

(☆) انشاء اللہ اپنی آئندہ تحریر میں مزید بہت سی ایسی عبارتیں ہدیۂ قارئین کروں گا۔

بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "ایک دن اعلیٰ حضرت (☆) (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی (شیعہ) بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا' اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن علمائے دیوبند کا (العیاذ باللہ) باورچی (COOK) کہا گیا ہے ان میں سرفہرست جناب رشید احمد گنگوہی ہیں۔ ذرا ان گنگوہی صاحب کا احوال ملاحظہ ہو۔ گنگوہی صاحب فرماتے ہیں "میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب (نانوتوی)' عروس (دلہن) کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا' سو جس طرح زن و شوہر میں ایک کو دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہنچا ہے۔ انہوں نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی تعریف کرکے ہمیں مرید کرایا اور ہم نے حضرت سے سفارش کرکے انہیں مرید کرادیا۔ حکیم محمد صدیق صاحب کاندھلوی نے کہا اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ۔ آپ (گنگوہی) نے فرمایا ہاں! آخر ان (نانوتوی) کے بچوں کی تربیت کرتا ہی ہوں۔" (ص ۲۸۹' تذکرۃ الرشید' ج ۲' مطبوعہ ادارہ اسلامیات' لاہور)

"حضرت (گنگوہی) نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔" (ارواحِ ثلاثہ' ص ۲۶۶' مطبوعہ دارالاشاعت' کراچی)

(☆) دیوبندی وہابی ٹولہ بہت شور مچاتا ہے کہ مولانا شاہ احمد رضا خان رحمتہ اللہ علیہ کو "اعلیٰ حضرت" کہا جاتا ہے اور ایسا کہنا غلط ہے لیکن تھانوی صاحب اپنے پیر حاجی امداد اللہ صاحب کو "اعلیٰ حضرت" لکھیں تو دیوبندی وہابی' عدل و انصاف اور اصول و قواعد بھول جاتے ہیں اور اپنے لیے سب کچھ صحیح و جائز سمجھتے ہیں۔

چناں چہ ان کا "حق" ملاحظہ ہو۔ یہی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں "(ہندوؤں کے پیشوا) رام اور کنھیا اچھے لوگ تھے' پچھلوں نے کیا کا کیا بنا دیا۔" (ص ۲۸۷' تذکرۃ الرشید' ج ۲)

مزید ملاحظہ ہو' فرماتے ہیں "اکثر بزرگ پوشیدہ ہو کر خلقت کو راہِ ہدایت پر لاتے ہیں' اسی طرح بابا نانک (سکھوں کے پیشوا) بھی مسلمان تھے اور پوشیدہ ہو کر ہدایت کرتے تھے۔" (تذکرۃ الرشید' ص ۲۳۸ ج ۲)

یہی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ "مدرسہ دیوبند اللہ کا ہے۔" (ارواحِ ثلاثہ' ص ۲۸۱)

اشرفعلی تھانوی صاحب کی اسی کتاب اَرواحِ ثلاثہ کے ص ۳۸۳' ۳۸۴ پر ہے کہ "یکایک میں نے دیکھا کہ آسمان سے ایک تخت اتر رہا ہے اور اس پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور خلفائے اربعہ ہر چار کونوں پر موجود ہیں' وہ تخت اترتے اترتے بالکل میرے قریب آکر مسجد میں ٹھہر گیا اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے اربعہ میں سے ایک سے فرمایا کہ بھائی ذرا مولانا محمد قاسم (نانوتوی) کو بلا لو۔ وہ (خلیفہ) تشریف لے گئے اور مولانا (نانوتوی) کو لے کر آگئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولانا مدرسہ (دیوبند) کا حساب لایئے۔ (نانوتوی نے) عرض کیا' حضرت حاضر ہے۔ اور یہ کہہ کر حساب بتلانا شروع کیا اور ایک ایک پائی کا حساب دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی اور مسرت کی اس وقت کوئی انتہا نہ تھی' بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا کہ اچھا مولانا' اب (ہمیں) اجازت ہے؟ حضرت (نانوتوی) نے عرض کیا جو مرضی مبارک ہو' اس کے بعد وہ تخت آسمان کی طرف عروج کرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔"

گنگوہی صاحب نے مدرسہ دیوبند کو اللہ کا مدرسہ کہا اور تھانوی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مدرسہ کا حساب دیکھنے کے لیے آسمانوں سے آنا بیان کر دیا۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند کے شاگردوں کے بارے میں بھی دارالعلوم

دیوبند کے پہلے صدر مدرس جناب محمد یعقوب کا ایک ارشاد تھانوی صاحب کی زبانی ملاحظہ ہو۔ جناب محمد یعقوب فرماتے ہیں۔

"مجھ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اس مدرسہ (دیوبند) کا پڑھا ہوا کوئی آدمی دس روپے سے کم کا ملازم نہ ہو گا۔" (ص ۲۴۳' تھانوی صاحب کے پسندیدہ واقعات' مصنفہ ابوالحسن اعظمی' مطبوعہ دارالاشاعت' کراچی)

لگے ہاتھوں ذرا دیوبند شہر کے بارے میں بھی سن لیجئے' جناب محمد انور کشمیری کے حالات پر لکھی جانے والی عبدالرحمٰن کوندو کی کتاب "الانور" کے ص ۲ پر ضیاء الرحمان ضیا کا یہ شعر موجود ہے' فرماتے ہیں۔

"اے خوشا دیو بند' جلوہ زارِ حسنِ عالماں
مکۂ ہندی' زیارت گاہِ اربابِ دلاں"

دیوبند کا مدرسہ اللہ کا بتایا اور اس کا حساب دیکھنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لایا گیا' شاگردوں کے لیے اللہ سے ملازمت کا وعدہ لیا گیا اور دیوبند شہر کو ہندوستان کا مکہ بتایا گیا اور اس کے باوجود اسی دارالعلوم دیوبند کے صد سالہ جشن کا افتتاح اور صدارت' اللہ کی دشمن مشرکہ عورت اندرا گاندھی سے کروائی گئی' ظاہر ہے کہ ایسی واہی تباہی کا نتیجہ کچھ یہی ہوتا تھا۔

(واضح رہے کہ یہ خادمِ اہلِ سنت' اپنی کتاب دیوبند سے بریلی میں "حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا علمائے دیوبند سے اردو زبان سیکھنا' دیوبندیوں کی روایت کے مطابق نقل کرچکا ہے اور یہ بھی نقل کرچکا ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی بالا کوٹی کے مطابق "نبی کو کوئی اختیار نہیں" اور یہ بھی کہ "نبی کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں" اور یہ بھی کہ "نبی مر کر مٹی میں مل گئے" اور یہ بھی کہ "نبی کو اپنے انجام کی کچھ خبر نہیں۔" العیاذ باللہ)

☐ عاشق الٰہی میرٹھی صاحب جب رشید احمد صاحب گنگوہی کی سوانح عمری لکھ رہے تھے تو ایک صاحب نے خواب دیکھا کہ "رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح عمری

لکھی جارہی ہے۔ "اور خود گنگوہی صاحب نے سوانح نگار کو خواب میں آکر فرمایا کہ "کیا میری سوانح لکھ رہے ہو؟" (تذکرۃ الرشید' ص ۸ ج ا)

اسی کتاب کی جلد دوم میں ص ۱۲۷ اور ص ۱۵۲ پر گنگوہی صاحب کے پاس رہ کر ذکر کرنے والوں کو "اہلِ صُفّہ" کہا گیا ہے۔

(قارئین بخوبی جانتے ہوں گے کہ "اہلِ صُفہ یا اصحابِ صُفہ" حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند خاص صحابہ کرام کی جماعت کو کہا جاتا ہے۔)

اسی کتاب کے ص ۲۴۲' ج ۲ پر ہے'

(گنگوہی نے) "ایک بار ارشاد فرمایا کہ ضامن علی جلال آبادی کی سہارن پور میں بہت رَنڈیاں مرید تھیں۔ ایک بار یہ سہارن پور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھیرے ہوئے تھے سب مُریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی' میاں صاحب بولے کہ فلانی کیوں نہیں آئی' رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم نے اس سے بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو اس نے کہا' میں بہت گناہ گار ہوں اور بہت رُوسیاہ ہوں' میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں' میں زیارت کے قابل نہیں' میاں صاحب نے کہا نہیں جی' تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا' چناں چہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں' جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا "بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟" اس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے "بی تم شرماتی کیوں ہو' کرنے والا کون اور کرانے والا کون' وہ تو وہی ہے۔" رنڈی یہ سن کر آگ ہو گئی اور خفا ہو کر کہا "لَاحَولَ وَلَا قُوَّۃ' اگرچہ میں روسیاہ و گنہ گار ہوں' مگر ایسے پِیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔" میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔"

اسی صفحے پر ہے کہ گنگوہی صاحب نے انھی ضامن علی جلال آبادی کے بارے میں مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ "ضامن علی جلال آبادی تو توحید ہی میں غرق تھے۔"

یہ بھی ملاحظہ ہو۔ "ایک بار بھرے مجمع میں حضرت (گنگوہی) کی کسی تقریر پر ایک

تو عمر دیہاتی بے تکلف پوچھ بیٹھا کہ حضرت جی عورت کی شرم گاہ کیسی ہوتی ہے؟ اللہ رے تعلیم، سب حاضرین نے گردنیں نیچے جھکالیں مگر آپ (گنگوہی) مطلق چیں بہ جبیں نہ ہوئے بلکہ بے ساختہ فرمایا "جیسے گیہوں کا دانہ۔" (تذکرۃ الرشید، ص ۱۰۰ ج ۲)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رشید احمد گنگوہی کے طریقہ پر تھے، چناں چہ ملاحظہ ہو

"ایک روز مجمع کثیر میں آپ (گنگوہی) نے یہ الفاظ فرمائے کہ 'بھائیو ایک بات کہتا ہوں اوریا اللہ تو خوب جانتا ہے کہ کیوں کہتا ہوں وہ یہ کہ یہ جو میرا طریقہ ہے بعینہٖ یہی صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق ہے اس پر ثابت قدم رہنا اور اس کو ہاتھ سے نہ دینا۔" (تذکرۃ الرشید، ص ۳۴ ج ۲) عاشق الٰہی میرٹھی صاحب مذکورہ الفاظ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ گنگوہی صاحب کا یہ فرمانا "فخر کے لیے نہیں تھا بلکہ اظہار حق مطلوب تھا۔"

☐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محض بشر اور اپنے جیسا عام بشر سمجھنے والے دیوبندی وہابی اپنے رشید احمد گنگوہی کو اور دوسرے بڑوں کو 'بشر نہیں سمجھتے' چناں چہ ملاحظہ ہو۔

"ہر اہلِ بصیرت صاحبِ ذوقِ سلیم، رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں جس وقت بھی آپ (گنگوہی) کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ (گنگوہی) کے کمال حُسنِ سیرت کا معترف و شیدا ہو کر بے اختیار پکار اٹھا کہ "مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ"۔ (یہ ہرگز بشر نہیں یہ تو معزز فرشتہ ہے۔ تذکرۃ الرشید، ص ۶۰ ج ۲)

(قارئین جانتے ہوں گے کہ یہ قرآنی آیت حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے اور اس کا پورا واقعہ کیا ہے۔)

مزید ملاحظہ ہو۔ "مولانا رفیع الدین فرماتے تھے کہ "میں پچیس (۲۵) برس حضرت مولانا (محمد قاسم) نانوتوی کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور کبھی بلا وضو نہیں گیا۔ میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان کا دیکھا۔ وہ شخص (نانوتوی) ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔" (ارواح ثلاثہ، ص ۲۴۰)

ذرا انسانیت سے بالا درجہ والے نانوتوی صاحب کا حال ملاحظہ ہو، وہ روزہ دار کا

روزہ باقی نہیں رہنے دیتے تھے' بلکہ روزہ توڑنے پر ثواب کی خوش خبری سناتے تھے۔

اسی کتاب اَرواحِ ثلاثہ کے ص ۲۹۸'۲۹۹ پر ہے "حضرت مولانا رفیع الدین صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی کے خلاف نہیں کیا۔ ایک دن میں چھتّہ کی مسجد میں حاضر ہوا۔ حضرت (نانوتوی) احاطہ مسجد میں ہولے بھنے ہوئے تناول فرمارہے تھے۔ (نانوتوی) نے فرمایا کہ آئیے مولانا (کھائیے)۔ میں (رفیع الدین) نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے۔ تھوڑی دیر تامل فرما کر پھر یہی فرمایا کہ آئیے مولانا (کھائیے)۔ میں (رفیع الدین) فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا' حالاں کہ عصر کی نماز ہو چکی تھی' افطار کا وقت قریب تھا۔ حضرت (نانوتوی) نے فرمایا "اللہ تعالیٰ اس سے زائد آپ کو ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ روزہ میں ہوتا۔" چناں چہ مجھے اس (قبل از وقت) افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیات ولذات محسوس ہوئیں کہ میں نے کبھی صَوم (روزہ) میں نہیں دیکھی تھیں۔"

انسانیت سے بالا درجہ کا معنی بھی ملاحظہ ہو۔ اشرفعلی صاحب تھانوی کی مُرتّبہ اَرواحِ ثلاثہ' ص ۲۲۱ پر ہے "مولانا احمد حسن صاحب بڑے معقولی تھے اور کسی کو اس میدان میں اپنا ہم عصر نہیں سمجھتے تھے ایک دن حضرت نانوتوی کا وعظ ہوا اور اتفاق سے سامنے وہی (احمد حسن) تھے اور مخاطب بن گئے اور (نانوتوی کے وعظ میں) معقولات ہی کے مسائل کا رد شروع ہوا۔ وعظ کے بعد انہوں (احمد حسن) نے کہا' اللہ اکبر یہ باتیں (جو نانوتوی نے کیں) کسی انسانی دماغ کی نہیں ہو سکتیں یہ تو خدا ہی کی باتیں ہیں۔"

اسی کتاب اَرواحِ ثلاثہ' ص ۲۴۶ پر ہے کہ "مولانا (نانوتوی) بچوں سے ہنستے بولتے بھی تھے اور جلال الدّین صاحب زادہ مولانا محمد یعقوب صاحب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے' بڑی ہنسی کیا کرتے تھے' کبھی ٹوپی اتارتے' کبھی کمربند کھول دیتے تھے۔"

☐ قارئین اس عبارت کو نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمایئے۔ کیوں کہ اس تحریر میں دیوبندی وہابی عالم عبدالرزاق ملیح آبادی نے اپنے حسین احمد مدنی کو "مجازاً خدا" کہا ہے۔ (واضح رہے کہ اس خادمِ اہلِ سنت نے ان عبارات پر رائے اور تبصرہ کا حق محفوظ

رکھا ہے۔) الجمعیتہ' دہلی کے "شیخ الاسلام نمبر" میں عبدالرزاق ملیح آبادی لکھتے ہیں "تم (دیوبندیوں وہابیوں) نے کبھی خدا کو بھی اپنی گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکتے کہ رب العالمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کر تمہارے گھروں میں بھی آکر رہے گا؟ تم سے ہم کلام ہو گا؟ تمہاری خدمتیں کرے گا؟ نہیں' ہرگز نہیں ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہو گا۔ تو پھر کیا میں دیوانہ ہوں' مجذوب ہوں کہ بڑھ ہانک رہا ہوں؟ نہیں بھائیو' یہ بات نہیں ہے۔ سڑی ہوں نہ تو سودائی۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں' سچ ہے حق ہے' مگر سمجھ کا ذرا سا پھیر ہے' حقیقت و مجاز کا فرق ہے' محبت کا معاملہ ہے اور محبت میں اشاروں' کنایوں سے ہی کام لینا پڑتا ہے۔ محبت' بے پردہ سچائی کو گوارا نہیں کرتی۔ کچھ بند بند' ڈھکی ڈھکی' چھپی چھپی باتیں ہی محبت کو راس آتی ہیں۔" (ص ۱۱۳ پاکستانی ایڈیشن' مطبوعہ مکتبہ مدنیہ گوجراں والا)

☐ اشرف العلوم سہارن پور بابت ماہ جمادین ۱۳۵۴ھ ص ۳۲ میں ہے کہ کسی نے "شاہ اسحاق صاحب کے متعلق دریافت کیا تو (تھانوی صاحب نے) فرمایا' اس وقت تو انسانوں کا قصہ ہو رہا ہے' جب فرشتوں کا ذکر ہو گا ان کے ساتھ ان (شاہ اسحاق) کے متعلق پوچھنا۔" اور ارواح ثلاثہ کے صفحہ ۶۳ پر ہے "مولانا اسحاق صاحب کی نسبت فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی صورت میں ایک فرشتہ بھیجا ہے۔"

ارواحِ ثلاثہ' ص ۱۲۱ پر سید احمد بریلوی صاحب کا ارشاد ہے کہ "جس طرف کو میں نکل جاتا ہوں وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور سلام کرتے ہیں۔"

مزید ملاحظہ ہو۔

"یہ (حسین احمد مدنی) انسان ہے یا کوئی فرشتہ؟ نہیں نہیں میرا ضدی قلب اس کو بھی تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوا کہ انوارِ قدسیہ کا سرچشمہ فرشتہ ہو سکتا ہے۔" (نذرِ عقیدت ص ۵)

جو ہانس برگ سے بریلی کے مصنف فرمائیں کہ اگر ان کے حسین احمد مدنی انسان

بھی نہیں تھے اور فرشتہ بھی نہیں' تو پھر وہ کیا تھے؟ اور یہ بھی بتائیں کہ "انوارِ قدسیہ کا سرچشمہ" کسے کہا جاتا ہے؟

☐ دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے تھانوی صاحب کی زبانی اپنے نانوتوی صاحب کا حال بھی ملاحظہ کرلیں۔ "تحذیر الناس" میں نانوتوی صاحب نے نبوت کا دروازہ کھولا اور ذیل کی اس عبارت میں نانوتوی صاحب وہ الفاظ اپنے لیے فرمارہے ہیں جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے فرمائے تھے۔

"فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہی اور مولانا نانوتوی حجِ بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ مولانا گنگوہی کا تو قدم قدم پر انتظام اور مولانا نانوتوی لاأبالی' کہیں کی چیز کہیں پڑی ہے کچھ پرواہ ہی نہیں۔ اس وقت ایک گروہ مولانا گنگوہی کے پاس گیا کہ ہم بھی آپ کے ہمراہ حج کو چلیں گے۔ آپ نے فرمایا زادِ راہ بھی ہے؟ انہوں نے کہا ایسی ہی توکل پر چلیں گے۔ مولانا (گنگوہی) نے فرمایا جب ہم جہاز کا ٹکٹ لیں گے تو تم منیجر کے سامنے توکل کی پوٹلی رکھ دینا۔ بڑے آئے توکل کرنے' جاؤ اپنا کام کرو۔ پھر ان لوگوں نے حضرت مولانا نانوتوی سے کہا تو آپ نے اجازت دے دی۔ ع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست

راستہ میں جو کچھ بھی ملتا وہ سب (نانوتوی صاحب) ان لوگوں کو دے دیتے۔ اور ساتھیوں نے کہا کہ حضرت آپ تو سب ہی دے دیتے ہیں' کچھ تو اپنے پاس رکھیے تو فرمایا "اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِی" اسی سفر میں مولانا گنگوہی نے مولانا نانوتوی سے فرمایا کہ صبح سے شام تک پھرتے ہی ہو کچھ فکر بھی ہے؟ تو (نانوتوی نے) فرمایا کہ حضرت آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کیا فکر ہے۔" (ص ۲۷۰' ۲۷۱' ارواحِ ثلاثہ مرتبہ اشرفعلی تھانوی)

تھانوی صاحب (بحوالہ جناب محمد یعقوب' صدر مدرس دارالعلوم دیوبند) فرماتے ہیں "بعض صفات میں ہم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ہیں۔" (افاضاتِ یومیہ' ص ۶۴' ج ۷' مطبوعہ اشرف المطابع' تھانہ بھون' دسمبر ۱۹۳۱ء)

یہی تھانوی صاحب افاضات یومیہ' ص ۱۰۵ اپر فرماتے ہیں کہ جب ان کے پیر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی وفات ہوئی تو رشید احمد صاحب "گنگوہی' حضرت حاجی (امداد اللہ صاحب) کی نسبت باربار "رحمۃ اللعالمین" فرماتے تھے۔"

ارواح ثلاثہ' ص ۳۹۸ پر اشرفعلی تھانوی صاحب حاجی امداد اللہ صاحب کے بارے میں وہی الفاظ فرما رہے ہیں جو شاعر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کے لیے کہے ہیں۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں :

"اس موقع پر حضرت (حاجی امداد اللہ) کی جامعیت پر یہی کہنے کو جی چاہتا ہے۔

آں چہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری"

(قارئین جانتے ہیں کہ پہلا مصرع یوں ہے۔ حُسنِ یوسف دَمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری۔ اور یہ شعر مدحِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ تذکرہ مشائخِ دیوبند ص ۱۳۹ پر یہی مکمل شعر گنگوہی صاحب کے لیے مفتی عزیز الرحمٰن نے لکھا ہے)

اسی کتاب ارواحِ ثلاثہ ص ۳۷۷ پر ہے کہ "حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب عَلیِ وَقت تھے' اور حق ان کا تابع۔"

☐ ان ہی اشرفعلی صاحب کی وفات پر عبدالماجد دریا بادی اپنی کتاب "حکیم الامت" کے ص ۵۹۵ پر لکھتے ہیں کہ "ہم بدبخت (دیوبندی وہابی) ایسی نعمت کے اہل ہی کب تھے؟ حیرت اس پر نہیں ہے کہ یہ نعمتِ عظمیٰ (تھانوی) اپنے وقت پر واپس لے لی گئی' حیرت اس پر ہے کہ کہ اتنے دنوں ہم میں رہی کیسے؟

تُو بہار عالَم دیگری زکجا بہ ایں چمن آمدی

مصرعہ سنا جارہا تھا عملی مصداق اسی (تھانوی کی) ذاتِ اقدس میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔"

☐ یہ وہی اشرفعلی تھانوی صاحب ہیں جنہیں جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے پیروکار 'متبعِ سنت' مجددِ ملت' حکیم الامت اور حُجۃ اللہِ فِی الارض اور جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ یہی نام نہاد متبعِ سنت تھانوی صاحب' اتباعِ سنت میں کیسے

تھے؟ خود فرماتے ہیں۔

"میں دروازے پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کسی چیز کے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا اگر کبھی اسلامی سلطنت ہو جائے تو زائد سے زائد میری شہادت قبول نہ ہو گی۔" (افاضاتِ یومیہ' ص ۱۳۱ ج ۴' مطبوعہ اشرف المطابع' تھانہ بھون)

فرماتے ہیں (میں) "دعوت اور ہدیہ میں حلال و حرام کو زیادہ نہیں دیکھتا کیوں کہ میں مُتقی نہیں ہوں۔ بس جو فتویٰ فقہی کی رُو سے جائز ہو اسے جائز سمجھتا ہوں۔" (کمالاتِ اشرفیہ' ص ۳۶۹ مطبوعہ مکتبہ تھانوی' دفتر الابقاء' کراچی)

خود انہی اشرفعلی تھانوی صاحب کا اپنا احوال ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں "ایک روز ایسا ہوا کہ (تھانوی کے) بھائی پیشاب کر رہے تھے میں (تھانوی) نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔" (افاضاتِ یومیہ' ص ۲۷۴ ج ۴)

یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔ "ایک صاحب تھے سیکری کے ہماری سوتیلی والدہ کے بھائی' بہت ہی نیک اور سادہ آدمی تھے۔ والد صاحب نے ان کو ٹھیکہ کے کام پر رکھ چھوڑا تھا۔ ایک مرتبہ کسرت سے گرمی میں بھوکے پیاسے گھر آئے اور کھانا نکال کر کھانے میں مشغول ہوئے۔ گھر کے سامنے بازار ہے۔ میں (تھانوی) نے سڑک پر سے ایک کُتّے کا پِلّہ چھوٹا سا پکڑ کر گھر لا کر ان کی دال کی رکابی میں رکھ دیا۔ بے چارے روٹی چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور کچھ نہیں کہا۔" (افاضاتِ یومیہ' ص ۲۷۳ ج ۴)

یہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں "میں (تھانوی) ایک مرتبہ میرٹھ میں نوچندی (لڑکیوں کا رقص و تماشا) دیکھنے گیا۔ شیخ الٰہی بخش صاحب کے یہاں والد صاحب ملازم تھے' میاں الٰہی بخش صاحب کے برادر زادہ شیخ غلام محی الدین نے مجھ سے دریافت کیا کہ مولوی صاحب! نوچندی میں جانا کیسا ہے؟ میں (تھانوی) نے کہا جو مقتدا بننے والا ہو اس کو جانا' جائز ہے۔ اس لیے کہ اگر وہ کسی کو منع کرے گا اور اس پر یہ سوال کیا جائے کہ اس (برے کام) میں کیا خرابی ہے؟ تو اپنی آنکھ سے دیکھی ہوئی وہی خرابیوں کو بے دھڑک بیان تو کر سکے گا۔ یہ سن کر وہ (غلام محی الدین) بہت ہنسے کہ بھائی! مولوی لوگ

اگر گناہ بھی کریں تو اس کو دین بنا لیتے ہیں۔" (افاضاتِ یومیہ' ص ۲۴۰ ج ۵)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں "ایک شخص ایک عورت کو لے کر ایک مکان میں اپنا منہ کالا (زنا) کر رہا تھا' اتفاق سے اور بھی مسافر آ گئے' ان کو بھی ٹھہرنے کے لیے مکان کی ضرورت تھی' اس نے اس مکان کی اندر سے کنڈی لگا رکھی تھی' ان لوگوں نے دستک دی تو آپ اندر سے کہتا ہے کہ میاں یہاں جگہ کہاں' یہاں خود ہی آدمی پر آدمی پڑا ہے۔ دیکھ لیجئے کیسا سچا آدمی تھا' جھوٹ نہیں بولا' کیسی ذہانت کا جواب دیا۔" (افاضاتِ یومیہ' ص ۵۷۰ ج ۴)

دیوبندی ازم کے پیروکار ذرا توجہ سے اپنے گروجی کے یہ الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اشرفعلی تھانوی صاحب فرماتے ہیں:

"عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی حالت ہے کہ جیسے گدھے کا عضوِ مخصوص' بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔" (افاضاتِ یومیہ' ص ۷' ج ۴' مطبوعہ اشرف المطابع' تھانہ بھون' رسالہ المبلغ نمبر ۶' ج ۹' بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۵۷ھ)

انہی تھانوی صاحب کے بارے میں اَشرفُ السَّوانِح کے مرتب ص ۹۶ ج ۱ پر فرماتے ہیں۔

"آفاقہا گردیدہ اَم مہرِ بتاں وَرزیدہ اَم
بسیار خُوباں دِیدہ اَم لیکن تو چیزے دیگری"

ایک اور مقام پر خود تھانوی صاحب فرماتے ہیں "حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب کی عجیب حالت تھی۔" اس جملے کے بعد (ان کی مدح میں) تھانوی نے امیر خسرو کا یہی شعر نقل کیا ہے۔ (مقالاتِ حکمت و مجادلاتِ معدلت' ص ۳۴۶' مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ' لاہور' ۱۹۷۷ء) اور تذکرہ مشائخ دیوبند' ص ۱۳۸ پر یہی شعر مفتی عزیز الرحمٰن نے رشید احمد گنگوہی کے لیے نقل کیا ہے۔ (واضح رہے کہ یہ شعر حضرت امیر خسرو رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اور انہوں نے کس کے لیے کہا ہے' یہ [illegible] یقیناً ضرور جانتے

ہوں گے)

دیوبندی ازم کے اس بہت بڑے پیشوا تھانوی کی گندی ذہنیت کا حال خود اس کے اپنے قلم سے ملاحظہ فرمایئے۔

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی۔" (رسالہ الامداد' صفحہ ۳۵ ۱۳۳۵ھ)

اشرف السوانح کے مرتب خواجہ عزیز الحسن ج ۲ ص ۳۰ پر فرماتے ہیں "ایک بار عشق و محبت کے جوش میں حضرت والا (تھانوی) سے بہت جھجکتے اور شرماتے ہوئے دبی زبان سے عرض کیا کہ حضرت ایک بہت ہی بے ہُودہ خیال دل میں بار بار آتا ہے' جس کو ظاہر کرتے ہوئے بھی نہایت شرم دامن گیر ہوتی ہے اور جرأت نہیں پڑتی۔ حضرت والا (تھانوی) اس وقت نماز کے لیے اپنی سہ دَری سے اٹھ کر مسجد کے اندر تشریف لے جارہے تھے۔ (تھانوی نے) فرمایا کہیئے کہیئے۔ احقر نے نہایت شرم سے سر جھکائے ہوئے عرض کیا کہ میرے دل میں بار بار یہ خیال آتا ہے کہ کاش میں عورت ہوتا حضور (تھانوی) کے نکاح میں۔ اس اظہار محبت پر حضرت والا (تھانوی) غایت درجہ مسرور ہو کر بے اختیار ہنسنے لگے اور یہ فرماتے ہوئے مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ یہ آپ کی محبت ہے' ثواب ملے گا' ثواب ملے گا۔ انشاءاللہ۔"

اشرف السوانح کے مرتب فرماتے ہیں کہ "ایک عریضہ کے اندر بجائے القاب و آداب کے میں نے فرطِ محبت میں حضرت والا (تھانوی) کو صرف اس شعر سے خطاب کیا تھا۔

جانِ مَن جانانِ مَن سلطانِ مَن اے توئی اسلامِ مَن ایمانِ مَن"

(ص ۳۱ ج ۲' اشرف السوانح مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ' ملتان' ۱۹۸۵ء)

اشرف السوانح کے مرتب نے کتاب کے شروع میں ص ۸ ج ا پر تمہید کے عنوان سے اپنی تحریر کے اوپر یہ شعر بھی تھانوی صاحب کے لیے لکھے ہیں۔

"اے اشرفِ زمانہ زمانے مدد نما
در ہائے بستہ را بہ کلیدِ کرم کُشا" (☆)

ے "مستعیناً بالمخاطب قلتہ مستشعراً فی التخاطب قلتہ"

اور تھانوی صاحب کی خانقاہ کے بارے میں ص ۴۸ ج ۲ پر اشرف السوانح کے مرتب نے یہ شعر لکھا ہے۔ ے

"اگر فردوس بر رُوئے زمین است
ہمیں ست و ہمیں است و ہمیں است"

دیوبندیوں وہابیوں کے امام اسمٰعیل دہلوی تو تقویۃ الایمان میں نسبت کے سبب کسی کی تعظیم کو شرک کہتے ہیں اور دیوبند وہابی مُلّاں اپنے بڑوں سے نسبت میں کیسے اور کتنا مبالغہ و تعظیم رَوا جانتے ہیں' اس کا احوال بھی ملاحظہ ہو۔ "(جناب احمد حسن امروہوی) ایک دفعہ مولانا (تھانوی) کی خدمت میں حاضر ہوئے' آدھی رات کو استنجے کی ضرورت ہوئی' اول شب میں دریافت کرنا یاد نہ رہا' بس خدا کی قدرت کہ مولانا (تھانوی) خود اندر سے تشریف لائے۔ (اور پوچھا) کہ کوئی حاجت ہے؟ میں (امروہوی) نے کہا جی ہاں' ہے۔ مولانا (تھانوی) نے فرمایا کہ اس وقت دونوں کو تکلیف نہ ہوگی' اندر زنانہ مکان میں چلو اور خود (تھانوی) استنجے کے (لیے) ڈھیلے اور پانی رکھ آئے۔ میں (امروہوی) نے کہا یہ تو "آبِ زمزم" ہے' اب استنجا کاہے سے کروں! اللہ اکبر' کیا اخلاق ہیں۔" (قصص الاکابر' ص ۲۰۶' بحوالہ حسن العزیز' ص ۲۲۰ ج ۲)

(☆) یہ شعر حضرت مخدوم سید اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے بارے میں سیکڑوں برس پہلے کہا گیا تھا' مزید برآں دیوبندیوں وہابیوں کا اس شعر کے بارے میں یہ فتویٰ تھا کہ یہ مشرکانہ شعر ہے' اسے کیا کہئے کہ یہی شعر دیوبندیوں کو اپنے تھانوی صاحب کے لیے (شاید) لفظ "اشرف" کی رعایت سے" پسند آگیا ہے اور ان کا وظیفہ ہوگیا ہے۔ اب دیوبندی بتائیں کہ اس شعر کے بارے میں ان کا فتویٰ غلط تھا یا اس شعر پر موجودہ عقیدہ و عمل غلط ہے؟ جواب کا انتظار رہے گا۔

❑ قارئین محترم! اس خادمِ اہلِ سنت کو یہ عبارتیں نقل کرتے ہوئے اپنی ایمانی غیرت کی وجہ سے جو دکھ اور کرب ہو رہا ہے وہ ناقابلِ بیان ہے۔ مجھے حیرت بھی ہے اور حد درجہ افسوس بھی، کہ دیوبندی وہابی ازم کے پیروکار، ان گستاخانہ اور گندی عبارتوں کے لکھنے والے دیوبندی وہابی تبلیغی ملاؤں کو اپنا پیشوا اور رہنما ہی نہیں کہتے، بلکہ ان کی تقلید اور پیروی کو، قرآن و سنت کی پیروی سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ عقل و شعور رکھنے والا ہر شخص ان عبارتوں کو پڑھنے کے بعد بلاشبہ یہی کہے گا کہ ایسی گندی عبارتیں لکھنے والے ملاں ہرگز علمائے حق کہلانے کے اہل ہی نہیں، بلکہ یہ لوگ عالمِ اسلام اور مسلمانوں کے لیے شرم و افسوس کا باعث ہیں۔

مزید ملاحظہ فرمایئے۔

❑ انبیاء و اولیاء کو بے اختیار اور اپنے انجام سے بے بہرہ کہنے والے دیوبندی وہابی اپنے گنگوہی کے لیے کیا کہتے ہیں؟ ملاحظہ ہو۔

"آپ (گنگوہی) آخرت کی جاوید نعمتوں کے خرچ کرنے میں ہرگز بخیل نہ تھے، اگر آپ بخل فرماتے تو آج آپ کے مریدین کی جماعت ہزارہا تک کیوں کر پہنچتی؟"

(ص ۸۸، ج ۲، تذکرۃ الرشید)

تھانوی صاحب کا اختیار ملاحظہ ہو۔

تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ "لندن سے ایک انگریز نے سوال کیا تھا یہ مع اپنی اہلیہ کے مسلمان ہو گیا تھا، کہ ہم ہندوستان آنا چاہتے ہیں اور ہماری میم بھی ہمراہ ہو گی اور وہ پردہ نہ کرے گی ...... میں (تھانوی) نے لکھ دیا کہ آپ کے لیے اجازت ہے۔"

(افاضاتِ یومیہ، ص ۲۴۵ ج ۶)

یہی اشرفعلی تھانوی اپنے دیوبندی وہابی عالم مظفر حسین صاحب کاندھلوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "جلال آباد یا شاملی میں ایک خان صاحب نے کہا کہ میرے سے وضو نہیں ہوتی اور نہ دو بری عادتیں (شراب و زنا کی) چھٹتی ہیں۔ آپ نے فرمایا (نماز) بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو۔" (ارواحِ ثلاثہ، ص ۱۸۱)

❑ انبیاء کو معصوم نہ ماننے والے دیوبندی اپنے گنگوہی کی ہر عادت کو عبادت مانتے ہیں' یہاں تک کہ بَول و بَراز (پیشاب پاخانہ) کرنے کو بھی۔ ملاحظہ ہو۔

"خلاصہ یہ ہے کہ اہل اللہ کی عادات بے شبہ عبادات میں داخل ہیں اور ان حضرات کے صبح سے شام تک نَوم و یقظہ' اکل و شرب' بَول و بَراز' سکوت و تکلم' راحت و محنت' حرکت و سکوں وغیرہ جملہ افعال ذریعہ عبادت ہونے کی حیثیت سے طاعت میں داخل ہیں اور چوں کہ حضرت امام ربانی (گنگوہی) اس صدی میں اپنے زمانہ کی اس پاک باز جماعت کے پیشوا اور سردار تھے' اس لیے آپ کی عادات کا عبادات ہونا تو اَظہر مِنَ الشمس ہے۔" (تذکرۃ الرشید' ص ۶۱ ج ۲)

❑ گنگوہی صاحب کے بعد اب ذرا دیوبندیوں کے مشہور عالم' اشرفعلی تھانوی صاحب کا حال بھی ملاحظہ ہو۔ تھانوی صاحب کی تحریروں میں جنسی تعلق اور فحش گوئی کی بھرمار ہے۔ ملاحظہ ہو' وہ خود فرماتے ہیں "اطباء اور فلاسفہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جس قوت سے کام نہ لیا جاوے وہ رفتہ رفتہ زائل ہو جاتی ہے' جیسے ترکِ جماع' عنّت (عاجزی) کا سبب ہو جاتا ہے۔" (کمالاتِ اشرفیہ' ص ۸۰)

افاضاتِ یومیہ' ج ۴ کے ص ۲۴۸ (مطبوعہ اشرف المطابع' تھانہ بھون) پر تھانوی صاحب کی جنسی رغبت کا احوال ملاحظہ ہو۔

"ایک شخص نے مجھ (تھانوی) سے کہا کہ (اللہ کے) ذِکر میں مزا نہیں آتا میں نے کہا کہ مزا ذِکر میں کہاں' مزا تو مذی میں ہوتا ہے جو بی بی سے ملاعبت (چھیڑ چھاڑ) کے وقت خارج ہوتی ہے۔ یہاں (اللہ کے ذِکر) میں کہاں مزا ڈھونڈتے پھرتے ہو۔"

تھانوی صاحب کی اسی کتاب کے ص ۶۷۳ پر تھانوی صاحب کی گندی ذہنیت کا ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو' بات سمجھانے کا اس سے زیادہ اچھا انداز دیوبندیوں وہابیوں کے حکیم الامت کے سوا کس کا ہو سکتا ہے؟ فرماتے ہیں۔

"پس اصل چیز ہے وحی اور اگر نِری عقل پر مدار ہے تو عقل کا ایک اقتضا (☆) تو

(☆) یعنی ایسا کرنا عقلاً درست ہے۔

یہ بھی ہے جیسا ایک شخص نے کہا تھا' وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا' کسی نے کہا کہ ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے؟ تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا؟ یہ حکم بھی تو عقلیات میں سے ہو سکتا ہے۔"

(یاد رہے کہ دیوبندی وہابی ازم کے مجدد اشرفعلی تھانوی صاحب نے مسلمان گھرانوں کی شرم و حیا والی کنواری اور شادی شدہ عورتوں کو بے شرمی اور بے حیائی سکھانے کے لیے اپنی مشہور کتاب "بہشتی زیور" میں جنسی تعلقات (سیکس) کے جو طریقے اور نسخے تعلیم فرمائے ہیں' ان سے با آسانی تھانوی صاحب کی شہوت پرستی (☆) اور جنسی ہیجان سے بھرپور ذہنیت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ تھانوی صاحب کی اس کتاب "بہشتی زیور" نے سیکڑوں گھرانوں کی لڑکیوں کو بے حیائی اور

(☆) قارئین کرام! ہو سکتا ہے کہ آپ کو تھانوی صاحب کی شہوت پرستی اور جنسی ہیجان کے تذکرے پر تعجب ہو۔ لیکن اس سے زیادہ تعجب اور افسوس کی بات یہ ہے کہ دیوبندیوں وہابیوں ہی کا دسمبر ۱۹۸۸ء میں' مدرسہ عربیہ اسلامیہ' آزادول' (جنوبی افریقہ) سے ایک رسالہ "التنبیہ" شائع ہوا' جس کے متن کو بنیاد بنا کر نامہ نگار جینٹ جینٹ نے جنوبی افریقہ کے مشہور اخبار' ہیرلڈ سنڈے ٹریبون کی ۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء کی اشاعت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو گستاخانہ شہ سرخی لگائی' اسے نقل کرنا میرے لیے مشکل ہے۔ قارئین کی معلومات کے لیے صرف اتنا عرض کروں کہ رسوائے زمانہ ملعون شیطان رشدی کی کتاب "شیطانی آیات" کے بعض جملوں سے "التنبیہ" کے وہ جملے زیادہ برے ہیں۔ اس خادم اہلِ سنت نے جنوبی افریقہ میں دیوبندیوں کے بڑے مرکز میاز فارم میں خود جا کر علمائے دیوبند سے اس سلسلے میں احتجاج کیا اور انہیں کہا کہ وہ اپنے مسلک کے اس شیطانی عالم کی اس مذموم حرکت کا نوٹس لیں' مگر افسوس کہ گستاخیِ رسول پر ان علمائے دیوبند کی غیرت جوش میں نہیں آئی' ہاں اتنا ضرور ہوا کہ میرے خلاف میاز فارم کے علمائے دیوبند کی طرف سے پوسٹر ضرور شائع ہوا۔ یہ خادمِ اہلِ سنت عرض کرتا ہے کہ کسی پر تہمت لگانا' مسلمان کا شیوہ نہیں۔ اس خادمِ اہلِ سنت کے پاس تمام دستاویزات اور ریکارڈ محفوظ ہے۔

بدکاری کی طرف راغب کیا' یہی وجہ ہے کہ خود دیوبندی وہابی کہلانے والے بہت سے لوگ اپنی لڑکیوں' عورتوں کو بے حیائی سے بچانے کے لیے تھانوی صاحب کی یہ کتاب اپنے گھروں میں رکھنا پسند نہیں کرتے)

❑ اسی کتاب افاضاتِ یومیہ' ح ۴ کے ص ۱۳۷ پر بیان اور عمل کے فرق کو سمجھانے کے لیے دیوبندیوں وہابیوں کے امام (تھانوی) کے جنسی رجحان اور ہیجان کا ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں "مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کرلو بڑا مزہ ہے۔ حافظ جی نے کوشش کرکے نکاح کیا اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی' مزا کیا خاک آتا۔ صبح لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ 'بڑا مزا ہے' بڑا مزا ہے۔ ہم نے (عورت کی شرم گاہ سے) روٹی لگا کر کھائی' ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی' نہ میٹھی نہ کڑوی۔ لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی "مارا کرتے ہیں"۔ آئی شب حافظ جی نے بے چاری کو خوب زدوکوب کیا' دے جوتا دے جوتا' تمام محلّہ جاگ اٹھا اور جمع ہوگیا اور حافظ جی کو برا بھلا کہا۔ پھر صبح کو آئے اور کہنے لگے کہ سسروں نے دِق کر دیا' رات ہم نے مارا بھی' کچھ بھی مزا نہ آیا اور رسوائی بھی ہوئی۔ تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ "مارنے" سے یہ مراد ہے۔ اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی' صبح کو جو آئے تو مونچھ کا ایک ایک بال کِھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔ تو حضرت! بعض کام کی حقیقت کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔"

کسی چیز سے اُکتا جانے کی ایسی مثال دینا بھی وہابی ازم کے حکیم الامت تھانوی صاحب ہی کا کام ہے' فرماتے ہیں "ایک حافظ جی اندھے تھے۔ حریص تھے' انہوں نے کہیں سن لیا کہ خدا تعالیٰ نے جنت میں مومنین کے لیے حُوریں پیدا کی ہیں۔ بس ہر وقت (وہ حافظ جی) دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ حوریں بھیج' حوریں بھیج۔ بازاری عورتیں بڑی شریر ہوتی ہیں' کہیں انہوں نے سن لیا۔ (ان عورتوں نے) آپس میں مشورہ کیا کہ چلو (ہم) حافظ جی کو حوروں سے توبہ کرا دیں۔ (وہ) سب جمع ہو کے آئیں۔ آپ (حافظ جی) نے کھٹکا سن کے پوچھا کون؟ (عورت) نے کہا حور! (حافظ جی) بڑے

خوش ہوئے کہ بہت دِنوں میں میری دعا قبول ہوئی۔ خیر' مُنہ کالا کیا۔ دوسری (عورت) آئی' پوچھا کون؟ (اس عورت نے) کہا حور! کہنے لگے پھر سہی' اس سے بھی منہ کالا کیا' غرض (وہ) بہت سی تھیں۔ ان (حافظ جی) کا بھی کئی برس کا جوش تھا۔ آخر کہاں تک! وہ پورا ہوچکا' تو اور (عورت) آئی' پوچھا کون؟ (عورت نے) کہا' حور! (حافظ جی) گالی دے کے کہنے لگے سب حوریں میری ہی قسمت میں آگئیں؟ سو حضرت' جس طرح وہ (حافظ جی) حور سے گھبرا گئے تھے اسی طرح تم نور سے گھبراتے۔" (ص ۲۴۸' خطباتِ حکیم الامت' حصہ ۲۱' برکاتِ رمضان' مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ' ملتان)

حقائق و معارف کے وعظ کی فرمائش پوری کرنے کی ایسی شرط بھی وہابی ازم کے مُلاں ہی رکھ سکتے ہیں۔ دیوبندی وہابی ازم کے مجدد تھانوی صاحب کی ایک اور تحریر ملاحظہ ہو۔ تھانوی صاحب اپنے حیدر آبادی ماموں کا ذکر فرماتے ہیں کہ "عبدالرحمٰن خان صاحب' مالک مطبع نظامی بھی ان (تھانوی کے ماموں) سے ملنے آئے اور ان کے مُنہ سے حقائق و معارف سن کر بہت معتقد ہوئے۔ عرض کیا کہ حضرت (آپ) وعظ (میں یہ حقائق و معارف بیان) فرمایئے تاکہ سب مسلمان مُنتفع ہوں۔ (تھانوی کے) ماموں صاحب نے اس کا جواب عجیب آزادانہ' رِندانہ دیا۔ کہا' خاں صاحب میں اور وعظ۔

صلاح کار کجا و مَن خراب کجا (کہاں نیکی کا کام اور کہاں میں خراب)

پھر جب (خان صاحب نے) زیادہ اصرار کیا تو کہا' ہاں ایک طرح (وعظ) کہہ سکتا ہوں' اس کا انتظام کر دیجئے۔ عبدالرحمٰن صاحب بے چارے متین بزرگ تھے۔ (وہ) سمجھے کہ ایسا طریقہ کیا ہو گا کہ جس کا انتظام نہ ہو سکے۔ یہ سن کر بہت اشتیاق کے ساتھ پوچھا کہ حضرت وہ طریقہ خاص کیا ہے؟ (تھانوی کے) ماموں صاحب بولے کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار میں ہو کر نکلوں' اس طرح کہ ایک شخص تو آگے سے میرے عضوِ تناسُل کو پکڑ کر کھینچے اور دوسرا پیچھے سے (مقعد میں) انگلی کرے' ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ شور مچاتے جائیں' بھڑوا' بھڑوا ہے رے بھڑوا۔ اور اس وقت میں حقائق و معارف بیان کروں۔" (الافاضات الیومیہ' ص ۸۲' ۸۳' جلد ۷' مطبوعہ اشرف المطابع'

تھانہ بھون' دسمبر ۱۹۴۳ء) تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ اپنے اس ماموں کا میں دل سے معتقد تھا۔ (ص ۸۴)

☐ "رسولؐ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔" یہ عقیدہ رکھنے والے دیوبندیوں وہابیوں کا اپنے تھانوی کے بارے میں عقیدہ ملاحظہ ہو۔ دیوبندی عالم عبدالماجد دریا بادی فرماتے ہیں "اللہ نے وہی چاہا جو اس کے ایک مقبول بندہ (تھانوی) نے چاہا تھا۔" (حکیم الامت' ص ۴۷)

نہایت توجہ سے ملاحظہ ہو' یہی عبدالماجد دریا بادی صاحب' اشرفعلی تھانوی صاحب کو اپنے خط میں لکھتے ہیں۔

☐ "پرسوں شب میں گھر میں (بیگم دریا بادی نے) ایک عجیب خواب دیکھا۔ دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہیں۔ وہیں جناب (تھانوی) کی چھوٹی بیوی صاحب بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ انہوں (بیگم تھانوی) نے دریافت فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھو گی؟ انہوں (بیگم دریابادی) نے بڑے اشتیاق کے ساتھ کہا کہ ضرور۔ اتنے میں کسی نے کہا کہ یہ تو عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔ اب یہ (بیگم دریا بادی) بڑے غور اور حیرت سے ان کی طرف دیکھ رہی ہیں کہ صورت شکل' وضع و لباس (تو تھانوی کی) چھوٹی بیوی صاحب کا ہے۔ یہ حضرت صدیقہ کیسے ہو گئیں؟ اتنے میں پھر کسی نے کہا کہ نہیں' یہ (بیگم تھانوی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہو ہیں۔ اب یہ اپنے دل میں اور بھی حیرت کر رہی ہیں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تو کوئی صاحب زادہ ہی نہ تھے' تو بہو کیسی؟ اتنے میں پھر آواز آئی کہ ہر کلمہ گو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اولاد ہے' اور مولانا اشرفعلی جیسے بزرگ تو خاص الخاص اولاد' حضورؐ کی ہیں' ان (تھانوی) کی بیوی حضورؐ کی بہو ہی کہلائیں گی۔ اس کے بعد صحن مسجد سے انہیں ہمراہ لے کر چھوٹی بیوی صاحبہ مسجد کے اندرونی درجہ میں داخل ہوئیں۔ وہاں ایک دروازہ سا کھلا' اور اس کے اندر سے بجائے تصویر کے خود حضورؐ کا جلوہ مبارک نظر آیا...... (حکیم الامت ص ۵۴۸' ۵۴۹)

☐ قارئین محترم! مذکورہ چند عبارتیں' بڑے بڑے دیوبندی وہابی علماء کی اصلیت کو بے نقاب کرنے کے لیے خود انہی کی کتابوں سے من وعن پیش کی گئی ہیں۔ یہ خادمِ اہلِ سنت' ان عبارات پر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف کی طرح کوئی Comment نہیں لکھ رہا' نہ ہی جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف سے کوئی Clarification چاہتا ہے۔ کیوں کہ یہ ظاہر ہے کہ گندگی پر تبصرہ اور وضاحت سے گندگی ہی میں اضافہ ہوگا۔ گندی عبارتیں لکھنے اور ان کی لچر وضاحتیں اور فاسد تاویلیں کرنے کا یہ گندا ذوق و شوق دیوبندیوں وہابیوں ہی کو بھلا لگتا ہے۔ ہو سکتا ہے گنگوہی صاحب اور تھانوی صاحب کو پرستش کی حد تک چاہنے' والے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے حامی تمام دیوبندی وہابی تبلیغی' اپنے گنگوہی و تھانوی کی مذکورہ عبارتوں کی گندگی کو دنیا بھر کی ستھرائی ثابت کرنا چاہیں' یا ان گندی عبارتوں کو قرآنی آیات یا احادیثِ نبوی کی جیسی مقدس قرار دینے کی کوشش کریں' اور یہ کہیں کہ یہ گندی مثالیں وغیرہ بھی اچھی ہیں اور اچھی باتیں سمجھانے کے لیے لکھی گئی ہیں' تو اس کے جواب میں ان دیوبندی وہابی تبلیغی حضرات کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ جناب! غلط بات بہر حال' غلط ہی ہوتی ہے۔ مگر آپ کا کوئی بڑا غلط اور گندی بات لکھے' تو آپ اس غلط کو بھی صحیح اور گندی کو بھی' پاک ہی کہتے ہیں صرف اس لیے کہ وہ آپ کے اپنے کی کہی اور لکھی ہوتی ہے اور کوئی دوسرا اگر صحیح بات بھی لکھے تو اس صحیح بات کو پھر آپ کیوں غلط بنا دیتے ہیں؟ ہے کوئی معقول جواب اس کا آپ کے پاس؟ مجھے کہنے دیجیے کہ "آپ کو بغض ہے' حق سے اور ہم اہلِ حق سے خواہ مخواہ کی دشمنی ہے' بغض ہے اور آپ محض عیب جُو ہیں اور اگر کوئی عیب نہ ملے تو' خوبی کو عیب بنانا کوئی آپ سے سیکھے!

اشرف السوانح' ج ۲ ص ۵۶ پر آپ کے اشرفعلی تھانوی صاحب ہی کا ارشاد ہے کہ "محب ہو تو اس کو (محبوب کے) عیب بھی ہنر نظر آئیں گے اور معاند ہو تو اس کو ہنر بھی عیب نظر آئیں گے۔" آپ دیوبندیوں وہابیوں نے تو اللہ کے لیے عیب کو ممکن اور ثابت کیا' اللہ کے بے عیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہزاروں خوبیوں کو عیب کہہ دیا'

پھر ہم صحیح العقیدہ سُنّی، آپ (دیوبندیوں وہابیوں) کے ظلم وجَور کی زد سے کیسے بچ سکتے ہیں؟

☐ اے جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی وہابی ازم کے حامیو!

مجھ گنہ گار کو جو چاہو کہہ لو، مگر اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، رسول اللہ کی ازواج و اولاد، ان کے اصحاب و احباب (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کی شان میں کسی طرح بے ادبی نہ کرو، اللہ کے ان پیاروں کو ناراض نہ کرو، اگر تم سے ان کا ادب نہیں ہوتا، تو تم ان کی بے ادبی سے خود کو باز تو رکھ سکتے ہو۔ تم سے ان کی شان بیان نہیں ہوتی، تو تم ان کے مرتبہ و مقام کے خلاف کوئی بات کرنے کی بجائے، چپ بھی تو رہ سکتے ہو۔ تم کو تعظیمِ رسالت گوارا نہیں، تو تمہیں کوئی اس کے لیے مجبور نہیں کرتا، مگر جو لوگ بحکمِ الٰہی، اللہ کے پیاروں کی تعظیم کرتے ہیں، انہیں تم غلط یا بُرا کیوں کہتے ہو؟ شاید تمہیں اللہ کے پیارے اور بے عیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی پسند نہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ تم جس نبی کا کلمہ پڑھ کر خود کو مومن کہلاتے ہو، تمہیں اس نبی کی تعظیم و تکریم سے کوئی شغف نہیں۔

ہم صحیح العقیدہ اہلِ سنت وجماعت اپنے معبودِ حقیقی اللہ جَلَّ شَانُہٗ کے پاک کلام کی ہر آیت سے، اللہ سبحانہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان کرتے ہیں، اور تم اسی پاک کلام قرآنِ کریم سے، اپنی رائے کو بنیاد بنا کر، اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹانے کی کوشش کرتے ہو۔ ہم سُنّی، عظمت وشانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی ہیں اور تم دیوبندی وہابی تبلیغی، عظمت وشانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخی و بے ادبی کے مرتکب ہوتے ہو۔ ہم سُنّی، اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبیاں جاننے کے جُویاں رہتے ہیں، اور تم دیوبندی وہابی تبلیغی، اللہ کے پیارے اور بے عیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عیب تلاش کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہو...... تم خود ہی فیصلہ کرلو کہ کس کا وقت اچھا گزرتا ہے؟ شاید تمہیں کوئی بھی اچھی چیز پسند نہیں، کیوں کہ تم عیب جو ہو، بدباطن ہو۔

□ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور اس کے ہم نوا' غالباً یہ جانتے ہوں گے کہ کسی بے عیب پر عیب کا الزام لگانا بہتان ہے۔ وہ اپنے ہی عالِم کا اس بارے میں فتویٰ اسی کتاب میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ یہ تمام دیوبندی وہابی تبلیغی اپنے بڑے تھانوی صاحب کا ایک مشورہ نہایت توجہ سے ملاحظہ فرمالیں۔ تھانوی صاحب اپنی کتاب افاضاتِ یومیہ ج ۴ کے ص ۱۳۷ پر اپنے "پرستاروں" کو نصیحت کر رہے ہیں کہ اپنے نقص کو تو دیکھتے نہیں' دوسرے میں نقص نکالتے ہو' وہ سمجھانے کے لیے ایک حکایت لکھتے ہیں' وہ فرماتے ہیں۔

"ایک بزرگ کی خدمت میں ایک طالب آیا اور بزرگ کی صورت دیکھ کر ششدر کھڑا رہ گیا۔ بزرگ نے پوچھا کیوں کیا بات ہے؟ کہا کہ حضرت گھر سے تو معتقد ہو کر چلا تھا مگر یہاں آکر عجیب نقشہ نظر آیا' جس کو زبان سے عرض نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ نہیں بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ عرض کیا کہ حضور کی صورت' کُتے کی سی نظر آتی ہے۔ بزرگ نے برا نہیں مانا۔ فرمایا ہاں' نظر آتی ہوگی' ایسا بھی ہوتا ہے۔ تم اللہ کا نام پڑھو۔ اس نے پڑھا' پھر دریافت کیا کہ اب کیسی نظر آئی ہے؟ عرض کیا کہ بِلّی کی سی۔ فرمایا کہ وہی نام ایک ہفتہ اور پڑھو۔ اس کے بعد انسان کی سی نظر آنے لگی۔ فرمایا کہ یہ تمہاری ہی صورت تھی' جو اس آئینہ میں نظر آئی' سو وہ ناقص صورت' اپنی ہی صورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ کبھی تشدد کی ضرورت بھی ہوتی ہے' مثلاً اگر کوئی شخص کنویں میں گرنا چاہتا ہو' بس ایک جست کی کسر رہ گئی ہو' تو آیا اس وقت اس کو نرمی سے سمجھایا جائے گا' یا ہاتھ سے پکڑ کر زور سے ایک جھٹکا مارے گا' کہ کہاں جاتا ہے' کیا مَرے گا؟"

دیوبندی وہابی ازم کے مُبلّغ اور حامی اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ دیوبندی وہابی' ہم سچے سُنّی مسلمانوں کو برا کہہ رہے ہیں تو یہ دیوبندی' اپنے ہی تھانوی صاحب کے مطابق دراصل آئینے میں اپنی ہی بدنما شکل دیکھ رہے ہیں۔ مزید ملاحظہ فرمائیں۔

اشرف السوانح' ج ۲ ص ۶۰ پر تھانوی صاحب کا ارشاد ہے کہ "ہر شخص اچھے برتاؤ کا متحمل نہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ سختی نہ کرو بھلا کیسے سختی نہ کروں جب بلا سختی کے

اصلاح نہ ہو۔ اب دیکھ لیجئے' دس بارہ سال کی خوش اخلاقی نے تو ان کی کچھ بھی اصلاح نہ کی' بلکہ اور دماغ سڑا دیا اور دس بارہ منٹ کی ڈانٹ نے پوری اصلاح کر دی' دماغ صحیح ہو گیا خنّاس نکل گیا۔" مزید فرماتے ہیں کہ "اگر عُرفی اخلاق کو مصلحت پر غالب رکھا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں لوگوں کو بس ساری عمر جہل ہی میں مبتلا رہنے دیا جائے۔" (ص ۶۱)

☐ جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور تمام دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں سے عرض ہے کہ بے جا ضد اور بغض و عناد کو چھوڑ کر طلبِ حق کے لیے کھلے دل سے دیانت کے ساتھ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی سیرت و تعلیمات اور ان کی ایک ہزار سے زائد تصانیف دیکھو۔ صرف فتاویٰ رضویہ کی بڑے سائز کی بارہ ضخیم جلدیں ہی دیکھ لو جن کی مثال پورے دیوبند میں نہیں ملے گی۔ یقیناً ان کتب کے مطالعے کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں صحیح اندازہ ہو جائے گا۔ اور آپ کا وِجدان بھی گواہی دے گا کہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ بلاشبہ دینِ حق کے مُجدِّد' پابندِ شریعت و سنت اور عہد آفریں عالمِ ربانی اور سچے عاشقِ رسولؐ تھے۔ عرب و عجم کے بڑے بڑے علماء اور خود علمائے دیوبند نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے علمی تبحر اور عشقِ رسول کا اعتراف کیا ہے۔ جنوبی افریقا کے اور دیگر تمام دیوبندی تبلیغی وہابی علما و عوام کو بھی چاہیے کہ وہ بے جا اعتراضات میں خود کو تباہ و برباد نہ کریں بلکہ یہ حقیقت تسلیم کر لیں کہ ہم اہلِ سنت و جماعت (سُنّی) ہی (جنہیں آپ بریلوی کہتے ہیں) قرآن و سنت کے سچے پابند اور پیروکار ہیں اور ہمارے عقائد و اعمال' خود دیوبندی وہابی علماء کی کتب سے ثابت ہیں۔

جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور دیوبندی ازم کے حامی' دنیا کے چند سِکّوں کے لیے' عارضی و فانی دنیا کے سامنے اپنی جھوٹی اَنا قائم رکھنے کے لیے' ہرگز ہرگز اللہ سبحانہ اور اس کے پیارے و آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہ کریں اور دوائمی عذاب و عتاب اپنے لیے جمع نہ کریں۔ رشید احمد گنگوہی' محمد قاسم نانوتوی' خلیل احمد

انبیٹھوی اور اشرفعلی تھانوی وغیرہ نے اگر غلطی کی ہے ' کفر کیا ہے تو آپ کفریہ عبارت لکھنے والوں کے حامی نہ بنیں اور ان کی کفریہ عبارات کے قائل اور قابل (قبول کرنے والے) بن کر اپنے لیے کفر جمع نہ کریں۔

اِس خادمِ اہلِ سنت ' خاک پائے آلِ رسولؐ نے محض رضائے الٰہی اور رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کو باربار دعوت اِلیَ الحق دی ہے ' اور حقائق آپ کے سامنے پیش کیے ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ کا عقیدہ یہی رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور اس نے جھوٹ بولا ہے ' اللہ کو ہر غیب کا علم ہر وقت نہیں ہوتا ' بندے کے کام کا علم اللہ کو پہلے سے نہیں ہوتا ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے جیسا یا جتنا علمِ غیب عطا کیا ویسا یا اتنا ہی علم بچوں ' پاگلوں اور جانوروں کو بھی حاصل ہے ' خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں ' شیطان کا علم ' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ' (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور آپ دیوبندیوں وہابیوں کے وہ تمام غلط عقیدے جن کو اس فقیر نے مختصراً اپنی کتاب ' دیوبند سے بریلی (حقائق) ' اور اس کتاب (سفید وسیاہ) میں بھی نقل کیا ہے ' اگر جوہانس برگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے حامی تمام دیوبندی وہابی تبلیغی ' اپنے انہی عقیدوں پر قائم ہیں ' تو یہ خادمِ اہلِ سنت انہیں پھر دعوت دیتا ہے کہ آؤ قدرت سے فیصلہ کروالو۔ یہ خادمِ اہلِ سنت تم سے مُباہَلہ کرنے کے لیے تیار ہے۔ تمہارے تھانوی صاحب ہی نے لکھا ہے کہ جب کوئی تباہی کے قریب ہو تو اسے نرمی سے نہیں سمجھایا جاتا۔ تمہارے ہی تھانوی صاحب فرماتے ہیں۔

"جس دنبل کے اندر مادۂ فاسد بھرا ہوا ہو ' اور آپریشن کی ضرورت ہو ' وہاں یہ کہا جائے کہ نہیں ' صرف اوپر ہی اوپر مرہم لگا دو ' چاہے پھر وہ مادۂ فاسد اندر ہی اندر پھیل کر سارے جسم کو سڑا دے ' یہ تو گوارا لیکن یہ گوارا نہیں کہ ایک ہی نشتر میں سارا مادہ فاسد نکال باہر کیا جائے۔" (ص ۴۰ ج ۲ ' اشرف السوانح)

مزید فرماتے ہیں "جہاں سختی کی ضرورت ہو وہاں سختی کرنا بھی عدل ہے اس موقع پر نرمی کرنا ظلم ہے۔" (کمالاتِ اشرفیہ ' ص ۸۰)

یہ خادمِ اہلِ سنت بھی عرض گزار ہے کہ اس جھگڑے کو قریباً ۸۰ سال ہو گئے اب تک سیکڑوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ ہزار طرح سے حقائق واضح کیے گئے ہیں' اس کے باوجود بھی اگر دیوبندی وہابی تبلیغی اپنی ضد پر قائم ہیں' اور حق کو قبول نہیں کرتے' تو پھر میدانِ مباہلہ میں آنے سے نہ گھبرائیں۔ اس خادمِ اہلِ سنت کی دعوتِ مباہلہ قبول کریں اور قدرت کی طرف سے جو فیصلہ ہو اسے تسلیم کر لیں۔

☐ قارئین محترم! یہ خادمِ اہلِ سنت یہ اعتراف کرتا ہے کہ' مجھے خود پر کوئی ناز نہیں' اپنے علم و عمل پر کوئی فخر و غرور نہیں۔ یہ گنہ گار' تو خود کو شہرِ رسول' مدینہ منورہ کے کتوں کی خاکِ پا کے برابر بھی نہیں سمجھتا۔ ہاں مجھے ناز ہے تو صرف اس بات پر کہ میرے گلے میں غلامانِ رسولؐ کی غلامی کا' پٹا ہے۔ اہلُ اللہ سے اپنی نسبت پر مجھے ضرور ناز ہے۔ مجھے یقین ہے کہ میرا اللہ' میرے عصیاں سے درگزر کرتے ہوئے' صرف اور صرف اپنے محبوب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و صداقت کے تحفظ کے لیے مجھے ضرور کام یاب فرمائے گا' انشاءاللہ العزیز۔

میں اتمامِ حجت کر رہا ہوں

جو ہانسبرگ سے بریلی کے مصنف اور ان کے حامی تمام دیوبندی وہابی تبلیغی اگر طلبِ حق چاہتے ہیں (اور انہیں اپنے موقف اور اپنی صداقت پر یقین ہے' اور وہ میرے پیش کردہ حقائق تسلیم کرنے پر تیار نہیں) تو وہ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے میدانِ مباہلہ میں' محبوبِ سبحانی حضرت سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اس ادنیٰ غلام کے مقابل آ جائیں۔ ورنہ روزِ محشر ان لوگوں کے پاس کوئی عذر نہیں ہو گا۔

اس خادم کا مقصد محض رضائے الٰہی اور رضائے رسولؐ کا حصول ہے۔ جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا بے ادب اور گستاخ ہے' اس کے لیے میرے پاس کوئی تکریم نہیں' اور جو میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے غلام و عاشق ہیں' یہ گناہ

گار ان تمام عاشقانِ رسولؐ کا غلام ہے۔ اپنی تحریر و تقریر اور علم و عمل میں یہ گنہ گار اَلحُبُّ لِلّٰہِ وَلِلرَّسُولِ وَالبُغضُ لِلّٰہِ وَلِلرَّسُولِ کے اصول کا پابند ہے' اور اس اصول کے مطابق گستاخانِ رسول کے رد میں بھی کسی کی ذاتی سبب سے دل آزاری نہیں کرتا۔ (یہ گنہ گار' اسی لیے دیوبندیوں وہابیوں تبلیغیوں رافضیوں اور تمام باطل فرقوں سے کہا کرتا ہے کہ "ہمیں چھیڑو نہیں ورنہ ہم تمہیں چھوڑیں گے نہیں۔" یعنی ہم پر بے بنیاد و بے جا اعتراض نہ کرو' ورنہ ہم تمہیں بے نقاب کیے بغیر نہیں رہیں گے۔)

اگر نادانستہ طور پر کسی کی ذاتی دل آزاری ہو گئی ہو تو معذرت خواہ ہوں۔ اللہ کریم مجھے معاف فرمائے۔

آخر میں اپنے قارئین سے عرض گزار ہوں کہ یہ خادمِ اہلِ سنت آپ سب سے دعاؤں کا طالب ہے' اور آپ سے یہی استدعا کرتا ہے کہ' مذہبِ حق اہلِ سنت و جماعت پر ثابت قدم رہیں' ہم سُنّی یقیناً' اللہ کے فضل و کرم سے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے کامل مُتّبعین کے طریقہ پر ہیں اور ہماری اللہ سبحانہ سے یہی التجا ہے کہ ہمارا معبود اَللہ سبحانہٗ وتعالیٰ' اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی ہمارا' اعزاز و امتیاز رکھے اور دونوں جہاں میں ہمیں اپنی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا عطا فرمائے۔ آمین

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِين

فقیر! کوکب نورانی اوکاڑوی غُفِرَ لَہٗ

کراچی